اسلام نے دنیا میں جو انقلاب برپا کیا تھا آج بھی

عورت کے حقوق

کی بنیاد پر دنیا میں عظیم انقلاب پھر برپا ہو سکتا ہے

عورت بچے جنتی ہے۔ بے لوث خدمات سے گھر آباد رکھتی ہے۔ شوہر طلاق دے اور بچے چھین لے۔ سالوں کی خدمت رائیگاں جاتی ہے۔ ممتا بچوں پر جان چھڑکتی ہے۔ ہرنی شیر سے بچہ نہیں بچاسکتی مگر جان قربان کردیتی ہے۔ رحم سے اللہ رحمٰن ورحیم ہے اللہ کی محبت ماں کی محبت سے سمجھ میں آتی ہے۔ رحم میں انسان نطفے سے بنتا ہے۔ اللہ جننے سے پاک ہے۔ قرآن نے عورت کو ظالم مرد کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑا۔ اللہ نے عورت کو وہ حقوق دیئے کہ اگر مسلم اُمہ اس پر عمل کرتی تو دنیا کے معاشرتی نظام میں عظیم اسلامی انقلاب کی روح دوڑتی۔ مغرب نے صنفِ نازک کو مساوی حقوق دیئے مگر یہ عورت کیساتھ ظلم ہے۔ اسلام نے عورت کو اضافی حقوق بھی دیئے ہیں۔ البتہ علماء کرام سمیت مسلم معاشرہ اسکے تصور سے بالکل عاری اور واضح واضح آیات سے ناآشنا ہے۔

سید عتیق الرحمٰن گیلانی

شیخ الہندؒ کے شاگرد مولانا رسول خان علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا سید محمد میاںؒ، قاری محمد طیبؒ مولانا ادریس کاندھلویؒ، مفتی محمودؒ، مفتی شفیعؒ، مفتی محمد حسام اللہ شریفی مدظلہ العالی کے اُستاذ تھے، شریفی صاحب کو مولانا لاہوریؒ نے بھی اجازت دی۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے استاذ کا احترام دیا۔

انتسابِ کتاب

اُم المؤمنین اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وعلیہا السلام کے مبارک نام!

آپؓ نے عدت کے مسئلہ پر خواتین کے حق کی وہ آواز اُٹھائی، جس کی روح پر عمل جاری رہتا تو اُمت کی تقدیر میں قرآن چھوڑنے کی آیت نازل بھی نہیں ہوتی۔ اگر حضرت اماں عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کی رہنمائی کو نشانِ منزل بنالیا جائے تو قرآن کی روح کے مطابق ایسا معاشرتی نظام تشکیل پائے گا جو گھروں سے لیکر عالمی سطح تک ایک خوشحالی کا انقلاب لیکر آئیگا۔

ایک عورت نے طلاق کے بعد آخری طہر کے بعد حیض میں عدت کو مکمل سمجھا تو کسی نے کہا کہ اس نے قرآن کی خلاف ورزی کی۔اماں عائشہؓ نے فرمایاکہ اس نے ٹھیک کیا۔ قرآن میں ثلاثۃ قروء ''3مراحل'' سے مراد تین اطہار ہیں۔ لیکن احناف نے حضرت عائشہؓ کی بات کو قرآن کیخلاف قرار دیا۔جمہور فقہاء امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ و محدثینؒ نے حضرت عائشہؓ کے مؤقف کو درست سمجھا۔ یہ اختلاف اس مسئلہ تک محدود نہیں۔قرآن کی دیگر آیات پر بھی خواتین کے حقوق اوران کی رائے کوبالکل نظر انداز کیا گیاہے۔قرآن نے صنف نازک کے حقوق کو مکمل تحفظ فراہم کیا مگر فقہی مسالک نے اختلافات کی نذر کردیا۔

اگر عورت آزادی مارچ کی سرخیل ہدیٰ بھرگڑی، نغمانہ شیخ، فرزانہ باری، ماروی سرمد، عصمت شاہجہاں اور انکے سخت مخالفین مولانا فضل الرحمٰن، جماعتِ اسلامی، سپاہِ صحابہ، منہاج القرآن، تحریکِ لبیک کے علامہ خادم حسین رضوی وغیرہ نے حقوقِ نسواں، قرآن وحدیث کا جاندار مکالمہ اور تحریک شروع کردی تو پاکستان سے دنیا بھر کیلئے ایک خوشگوار انقلاب کا آغاز ہوسکتا ہے۔ آیئے! سب مل کر ایک بارحق کا پرچم بلند کریں اور تشدد نہیں مفاہمت کی راہ اپنائیں۔ گالی وتالی کی سوغات کو دوسری اور دلیل وبرہان کو پہلی پوزیشن پر رکھ دیں۔ جب علم ہی درست نہ ہوگا تو تبلیغ کا حق کیسے ادا ہوسکے گا؟۔

رسول اللہ ﷺ نے سختی کے ساتھ تلقین فرمائی تھی کہ خواتین مساجد میں نماز پڑھنے کیلئے آئیں تو شوہران کو مساجد میں آنے سے نہ روکیں۔ ایک صحابیؓ نے اپنے بیٹے کا اسلیئے بائیکاٹ کیا کہ اس نے اپنی بیگم کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روک دیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے رات کی تاریکی میں اپنی بیوی کو چھیڑ دیا تو وہ مسجد میں جانے سے رُک گئی۔ اماں عائشہؓ نے فرمایا کہ ''اگر نبی ﷺ موجودہ دور میں ہوتے تو عورتوں کو نماز پڑھنے سے روکتے''۔ آج حالات وہ نہیں اسلیئے خواتین مساجد میں نہیں جاسکتیں لیکن خواتین پر پابندی لگانے کے بجائے ان کی طرف دیکھنے والی آنکھیں پھوڑ دی جائیں، بڑھنے والے ہاتھ توڑ دیئے جائیں اور جن بے غیرت مردوں نے کسی بھی عبادت خانے، سکول، کالج، یونیورسٹی اور ملک میں عورت کوستایا تو اس کو قرارِ واقعی سزا دی جائے۔

طوافِ بیت اللہ، صفاومروہ کی سعی، منیٰ ومزدلفہ کا قیام، شیاطین جمرات کو کنکر مارنا اور مکہ ومدینہ میں کھلے چہرے خواتین ومرد احرام میں ہوتے ہیں۔ چہرے کا پردہ نہیں نظر کی حفاظت اہم ہے۔ کعبہ سے عورت کا تقدس اہم ہے۔360 بت تھے مگر اتنی غیرت تھی کہ ننگے طواف والیوں کا بھی احترام تھا۔ حجرِ اسود چومنے کی دوڑ میں نامحرم کیساتھ ہڈی پسلیاں ایک کرنا جاہلیت کے ننگے طواف سے بدتر ہے۔ عورت کی عزت جن معاشرتی اقدار سے ہوتی ہے اسکا بہترین نمونہ رسول اللہ ﷺ کا دور تھا۔ ملاؤں اور سلاطین کا نہیں اللہ کا اسلام سمجھنا پڑیگا۔ عثمانؓ وعلیؓ کی شہادت اور حسنؓ کی دستبرداری اور حسینؓ کی شہادت خلافتِ راشدہ اور دورِامارت کی تاریخ کے بھیانک سانحات ہیں۔ خلفاء راشدینؓ اوراہل بیت طاہرینؑ مظلومیت کا شکار ہوئے تو عورت سے کیا برتاؤ کیا گیا ہے؟۔ اس کی ہلکی سی مگر بہت زیادہ بھیانک جھلکیاں کتاب کی مندرجات اور قرآنی آیات وسنت کی غلط تشریحات میں نظر آئیں گی۔

فہرست مضامین

ترتیب	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
1	اسلام نے لونڈیاں بنانے کے انسٹیٹیوٹ جاگیردارانہ نظام کو ختم کیا تھا	4
2	پیش لفظ	5
3	مولانا مفتی محمد حسام اللہ شریفی مدظلہ کی طرف سے مایہ ناز نکات کی دعوت فکر	11
4	مولانا قاری اللہ داد صاحب مدظلہ کی علماء کرام ومفتیان عظام سے استدعا	12
5	حضرت مفتی محمد انس مدنی جماعت غربا اہلحدیث پاکستان کی تائید	13
6	پیر مفتی خالد حسن مجددی قادری رفاعی گوجرانوالہ کی تائید	14
7	پروفیسر محمد خالد صدر شعبہ اسلامی تاریخ وفاقی اُردو یونیورسٹی کراچی کی تائید	15
8	مصنف کا مختصر خاندانی پس منظر	16
9	عرضِ ناشر: کانیگرم وزیرستان: فطرت کا ترجمان :از محمد اجمل ملک ایڈیٹر ماہنامہ نوشتۂ دیوار	17
10	اب اللہ کے احکام کو زندہ کر کے جیو (اللہ کا حکم حلالہ کی بے غیرتی سے نہیں، عورت کو تحفظ دینے کا حکم زندہ کرنا ہوگا)	18
11	زنا بالجبر کی سزا سنگساری اور گواہوں کی ضرورت نہیں بلکہ جرم کا یقین کافی!	19
12	اسلامی تعلیم وتربیت سے عورت پر گھریلو تشدد کا مکمل خاتمہ ہوگا	20
13	نکاح بالجبر اور پاکستان کا احسان۔	21
14	حضرت اماں عائشہ صدیقہؓ کی عمر پر قرآن وسنت اور تاریخ کے آئینے میں جامع تحقیق	22
15	عورت انسان ہے اور اسکے حقوق ہیں، کوئی برائے فروخت جنس نہیں۔ (اسلام عورت کو لازوال آزادی دیتا ہے)	23
	لونڈی اور ما ملکت ایمانکم کی ایمان افروز اور انسانیت سے بھرپور تسلی بخش تحقیق کا خلاصہ	24
16	نکاح کے حقوق نہیں تو عورت باندی ہے یا یہ تعلق ایگریمنٹ ہے (عورت پر دھوکے کا انکشاف طلاق کے بعد)	25
17	حق مہر کے حوالہ سے قرآن کے برعکس معاملات (اسلام نے عورت کو مغرب کے مقابلہ میں زیادہ حقوق دیئے)	27
18	طلاق وخلع کا واضح فرق اور نصابِ تعلیم میں بدترین حماقت (جہاں خلع مراد نہیں، وہاں خلع مراد لینے کی حماقت)	28
19	اللہ نے عورت کو خلع کا حق دیا مگر علماء منکر؟ (عورت کو خلع کے اختیار اور اپنے ہی مال سے محروم کرنے کی حماقت)	29
20	عورت کو طلاق کے بعد اللہ نے مالی تحفظ دیا مگر شیخ الاسلام نہیں مانتا؟ (طلاق پر عورت کو مالی تحفظ مگر علماء کی حماقت)	30
21	مذاق کی طلاق کا عمل! کیا مذاق میں طلاق ہوجاتی ہے؟۔ (قرآن وحدیث، عقلی ونقلی دلائل سے تسلی بخش جائزہ)	31
22	صحابہؓ سے متعلق آیت اور نغمانہ شیخ کا افسانہ کڑوا گھونٹ دیکھئے۔ (آج بہت لوگوں کیلئے دلی اطمینان کا بڑا وسیلہ)	32
23	انسان کی آزادی کیلئے قرآن وسنت سب سے بڑا اعلیٰ معیار۔ (بولنے اور سوچنے کی آزادی سے قرآن نے دی)	33

فہرست مضامین

ترتیب	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
24	اسلام کا چہرہ تبدیل ہونا کیسے شروع ہوا؟، یہ آئینہ دیکھ لیجئے! (اہلحدیث وشیعہ کا فاروق اعظمؓ وائمہ فقہؒ پر اعتراض)	34
25	اکٹھی تین طلاق پر درست فیصلہ اور صائب فتویٰ کیا ہے؟ (اہلحدیث واہل تشیع کو قابل قبول اور تسلی بخش جواب)	35
26	حضرت اماں عائشہؓ اور علماء کے مؤقف میں واضح فرق (فقہ حنفی کو قرآن کی خودساختہ دلیل کا تشفی بخش جواب)	36
27	طلاق سے متعلق احادیث صحیحہ کا ایک درست تجزیہ (صحیح احادیث کا خلاصہ جسکے بعد حلالہ کی گنجائش ختم ہے)	37
28	فتاویٰ قاضی خان کا انتہائی درجہ شرمناک فتویٰ (فقہ حنفی میں ام الفتاویٰ کا مختصر حوالہ: عقلمند لوگ عبرت پکڑلیں گے)	38
29	مرد کے مقابلہ میں فیمینسٹ عورت کیوں کھڑی ہے؟ (مرد قرآن، شریعت، ملک کا قانون کچھ بھی نہ مانیں تو پھر؟)	39
30	بادشاہت ہوتی تو علماء قوالی گاتے؟ (درباری علماء نے ہر دور میں دین کا حلیہ بگاڑنے میں کردار ادا کیا)	40
31	کیا حنفی مسلک نے حدیث صحیحہ اور جمہور نے قرآن کا انکار کیا؟ (گمراہ گمراہ ہے بڑے درجے کا ہو یا چھوٹے کا)	41
32	پہلے مشرقی تہذیب کا معاملہ تھا اور اب جہالت کی انتہاء ہوگئی (دورِ صحابہؓ کی تہذیب اور بلال قطب کی جہالت)	42
33	ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات (عورت کو گوشت کا لوتھڑا سمجھ لیا گیا جو مرد کی جنسی خواہش کی تسکین ہے)	43
34	اسلام فطرت کی رہنمائی کرتا ہے لیکن مذہبی طبقہ حقائق نہیں سمجھتا (قرآن میں انسانی غیرت کی درست وضاحت)	44
35	طلاق شدہ و بیوہ، غلام ولونڈیوں اور کنواری لڑکیوں کے مسائل کا حل (قرآن وسنت میں تضاد نہیں فطری تطبیق)	45
36	8 عورت آزادی مارچ کیساتھ میڈیا نے انصاف نہیں کیا؟ (خواتین مذہب کی درست تعبیر لیکر احتجاج کرسکتی ہیں)	47
37	شدت پسندی کا آغاز بھی ہم نے کیا اور اسکا خاتمہ بھی انشاءاللہ ہم کرینگے (مدارس میں منکرات اور اپنا کردار)	48
38	سورہ بقرہ کی آیات 222 اور 223 کا متن، ترجمہ اور عورت کے حقوق کے حوالے سے فقہاء کی غلطیوں کی نشاندہی	49
39	عورت کی اذیت اور حق کو نظرانداز کرنے کے مہلک اور سنگین نتائج، سورہ بقرہ آیات 224،225،226،227	50
40	میاں بیوی کے حقوق میں قرآنی توازن، جاہلیت کے مسائل اور تضادات کے آئینہ کی نشاندہی: البقرہ آیت 228	51
41	حلالہ کے حوالے سے علماء وفقہاء کے غلط فتوے اور زبردست تسلی بخش بہت واضح جواب: البقرہ آیت 229،230	52
42	عدت کی تکمیل کے بعد بھی معروف کی شرط پر رجوع اور اللہ کی نعمتیں (قرآنی آیات، بیوی اور حکمت) البقرہ 231	53
43	عدت کی تکمیل پر عرصہ گزرنے کے بعد رضامندی سے میاں بیوی کے درمیان رکاوٹ نہ ڈالنے کا حکم: البقرہ 232	54
44	سورہ بقرہ کی آیات کا واضح خلاصہ سورہ طلاق میں۔ عدت میں، عدت کی تکمیل پر اور عرصے بعد رجوع کی وضاحت	55
45	شریعت کے چار بنیادی اصول: قرآن، سنت، اجماع اور قیاس! (دارالعلوم کراچی کے فتوؤں کا تسلی بخش جواب)	56
46	ایک قرآن بڑا مظلوم ہے اور دوسری عورت بڑی مظلومہ ہے (دونوں کو مظلومیت سے نکالا گیا تو انقلاب آجائیگا)	59
47	تو اپنی سرنوشت اب اپنے قلم سے لکھ! خالی رکھی ہے خامۂ حق نے تیری جبیں (مصنف کی زندگی کا ایک مختصر آئینہ)	60

اسلام نے لونڈیاں بنانے کے انسٹیٹیوٹ جاگیردارانہ نظام کو ختم کیا تھا

اگر جنگ میں قیدمردوں کو غلام اور عورتوں کو لونڈیاں بنادیا جائے تو کیا جنگجو دشمن سے گھر کی خدمت لی جاسکتی ہے؟۔ بدر میں 70 قیدی تھے، جن سے اچھا سلوک کیا گیا۔ پڑھے لکھوں سے تعلیم حاصل کی گئی اور جو امیر گھرانوں سے تھے، ان کو دودھ پلانے اور اچھا کھلانے کا اہتمام ہوا۔

کیا حضرت عمرؓ ابوسفیانؓ سے غلام اور ہندہؓ سے لونڈی کا تعلق رکھتے ؟۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت پر ہاتھ نہ اٹھانا!'' تو لونڈی بنانا جائز تھا؟۔ جاگیردارانہ نظام مزارعین کی نسل در نسل غلامی کا وہ انسٹیٹیوٹ تھا جو تربیت یافتہ غلام ولونڈی فراہم کرتا تھا۔ مالک جاگیردار چاہتے تو انکی آنکھ پھوڑتے، دانت توڑتے، کان کاٹتے، عزت لوٹتے، قتل کردیتے اور چاہتے تو بیچ ڈالتے۔ وہ فروخت ہونے پر خوش ہوتے۔ کیونکہ مزارعت میں خوراک و پوشاک سے محروم اور غلام ولونڈی بننے کی صورت میں اچھی رہائش وخوراک اور نسبتاً آسان کام سے واسطہ پڑتا تھا۔ دیہاتی جاگیردار سخت دل اور شہری مالک نرم دل ہوتے تھے۔ اسلام نے عبدغلامی کا نظام ختم کردیا۔ مزارعت کو سودونا جائز قرار دیا۔ لونڈی وغلام کو گروی کی حیثیت دی۔ جان وعزت کو تحفظ دیدیا۔ ایک لحاظ سے آج کا مزارع قدیم دور سے بدتر اسلیئے ہے کہ ایک تو کھیت سے اپنا اور بچوں کا پیٹ نہیں پال سکتا، تو دوسری طرف لاکھوں کا گروی ہے۔

جب ''آل فرعون بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل اور عورتوں کو ریپ کرتے''۔ تو مسلمان انبیاءؑ کی نیابت کرنے آئے تھے آل فرعون کی نہیں۔ مانا کہ ہاریوں کا ریپ نہیں ہوتا کیونکہ وہ مزاحمت کا حس کھو چکے ہیں۔ نسل در نسل مزارعین کی خواتین وڈیروں کے رحم وکرم پر ہیں۔ جو جبر کے سایہ میں پلتی ہیں۔ البتہ جاگیرداروں کی بیٹی ہاری کے سامنے گھومے اور کوئی آنکھ نہ اُٹھ سکے تو کالج ویونیورسٹی اور بازاروں میں لونڈے لپاڑوں سے اذیت کا احساس ضرور ستاتا ہوگا۔ پدرشاہی نظام کی بنیاد کھیتی باڑی کا کام ہے جس سے دہقان کو روزی میسر نہیں۔ جسکے خوشوں پر جاگیردار خوش رہتے ہیں۔

احادیث میں مزارعت سود اور ناجائز ہے۔ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ متفق تھے کہ مزارعت جائز نہیں۔ اسلام نے لونڈی بنانے والا انسٹیٹیوٹ مزارعت ختم کردیا۔ پھر باشادھوں کے باج گزار جاگیرداروں اوران کی زکوٰۃ خیرات پر پلنے والے ملاؤں نے مزارعت کو جائز قراردیا۔ جس دن مزارعین کو مفت زمین دینے کا نظام شروع ہوا تو پھر ظلم وجبر کے نظام کی بھی اُلٹی گنتی شروع ہوجائے گی۔ ہڈی بھر گڑی کی تکلیف بھی فطری ہے کہ جس پارلیمنٹ، پولیس، عدلیہ، مذہب اور معاشرے کو ریپ کیخلاف ہونا چاہیے تھا وہاں اُلٹا عورت ہی کو مجرم اور تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ بس یوں سمجھئے کہ عورت کو جاگیردار کی ہاری بنادیا گیا ہے۔ جس ریاست میں کسی کا مال محفوظ نہیں، جانوں کو مچھر اور مکھی کی طرح مارا جاتا ہو، اس سے ایک عزت کے تحفظ پر گلہ کرنا بجا ہے کیونکہ جان ومال کے ضیاع سے عورت کا ریپ ارب گنا زیادہ تکلیف دہ معاملہ ہے مگر ریاست کی کونسی کل سیدھی ہے؟۔ ''عورت کے حقوق'' بڑا بنیادی مسئلہ ہے اوراس میں قرآن کے واضح الفاظ کے ذریعے عروج وترقی کی آخری حدتک پہنچنے کی گنجائش موجود ہے۔

آدمؑ کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو جنسی خواہش کی وجہ سے قتل کیا اور نبی ﷺ کے دور میں بھی ریپ کا واقعہ ہوا۔ آدمؑ سے لیکر خاتم الانبیا ﷺ تک مختلف ادوار گزرے ہیں۔ قرآن میں ہے کہ ''عورتوں کو تنگ کرنیوالے ملعون جہاں پائے گئے پکڑ کر قتل کیا گیا۔ یہ پہلوں کی بھی سنت رہی ہے''۔ جرائم کی سزا بہت ضروری ہے۔ ریپ، انسانی حقوق، عورت کے حقوق کیلئے ایک ہمہ گیر تحریک کی ضرورت ہے جو پورے نظام کو سیاسی، معاشی، معاشرتی اور مذہبی بنیادوں پر درست کرنے میں اہم کردار ادا کرے۔ مذہبی جنونیت کو سدھارنے کیلئے اسلام کے فطری اصولوں کو سامنے لانے کی ضرورت ہے۔

سعداللہ جان برق کی کتاب ''دختر کائنات'' میں ہے کہ عثمانی سلطان عبدالحمید نے ساڑھے چار ہزار لونڈیاں رکھی تھیں۔ محمد شاہ رنگیلا محل کے بالاخانے کی سیڑھیوں پر ننگی لڑکیاں کھڑی کرکے سینے پکڑ پکڑ کر چڑھتا تھا۔ بادشاہوں کے واقعات بھی سچ مچ بڑے شرمناک ہیں۔ خاندانِ غلاماں کو بادشاہت کا موقع ملے تو نسلوں کا انتقام رعایا سے لیتا ہے۔ سیدالشہداامیر حمزہؓ کا کلیجہ چباڈالنے سے حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا کا سینہ ٹھنڈا نہیں ہوا اور شہداء کربلا کے خون سے یزید پلید کی پیاس نہ بجھی۔ البتہ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ جب سلطان عبدالحمید کے محل سراؤں میں اتنی بڑی تعداد میں عورتیں تھیں تو اگر وہ چاہتیں تو بادشاہ سلامت کو برتنوں سے بھی مار ڈال سکتی تھیں لیکن وہ جس ماحول سے لائی گئی تھیں شاید وہ محل سرا کو بڑی قسمت گردانتی ہوں گی۔

پیش لفظ

بسم اللہ وتوکلت علی اللہ و الصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء

آج کل لوگوں میں غور وتدبر کی عادت نہیں رہی ہے اور موٹے دماغ والے فکر وتدبر کے باوجود بھی بات کی حقیقت تک نہیں پہنچتے ہیں اسلئے سوال اور جواب کی صورت میں کتاب کے کچھ علمی مسائل کوزیادہ سے زیادہ عام فہم بنانے کی غرض سے یہ پیش لفظ کے طور پر لکھ رہا ہوں۔

سوال: اسلام نے عورت کوزیادہ عظمت اور حقوق دیئے ہیں یا ترقی یافتہ ممالک اور مغرب نے؟۔

جواب: ترقی یافتہ ممالک اور مغرب کے مقابلے میں اسلام نے عورت کوزیادہ حقوق دیئے۔سیدنا بلالؓ کی بیوی پتہ نہیں کون تھی لیکن ان کا مقام ومرتبہ ابولہب اوراس کی بیوی اور ابوجہل سے زیادہ تھا۔اسلام نے غلاموں کو آقا بنادیا اور عورت جو بیٹی کی حیثیت سے پیدا ہوتے ہی مٹی میں دفن کرنے کے قابل سمجھی جاتی تھی۔خاتم الانبیاء ﷺ نے بیٹی کو وہ مقام دیا کہ آج بھی منبر ومحراب سے وفاطمة سيدة النساء اهل الجنة کی صدا بلند ہوتی ہے۔ مغرب نے شوہر اور بیوی کو مساوی حقوق دیئے ہیں جبکہ اسلام نے عورت کو مرد کی برابری کی سطح کے نہیں بلکہ زیادہ حقوق دیئے ہیں۔مغرب میں طلاق ہوجاتی ہے تو عورت اور مرد، دونوں کی جائیداد تقسیم ہوتی ہے۔معاش کی ذمہ داری دونوں پر عائد ہوتی ہے لیکن اسلام نے بیوی کی جائیداد میں شوہر کا حصہ نہیں رکھا ہے اور بیوی کا شوہر کی جائیداد میں ایک مخصوص حصہ رکھا ہے۔عورت بچے جنتی ہے، دودھ پلاتی ہے اور راتوں کو بچوں کی خدمت کرتی ہے لیکن شوہر بچے جن سکتا ہے اور نہ چھاتیوں سے دودھ پلاسکتا ہے اسلئے معاش کی تمام ذمہ داری بھی اسلام نے مردوں کے کاندھے پر ڈالی ہے۔

سوال: عورت کو مغرب نے زیادہ حقوق دیئے ہیں یا مسلمانوں نے؟۔

جواب: جب میاں بیوی آپس میں خوش ہوں تو قرآن کہتا ہے کہ بیوی کی مرضی سے شوہر اس کا حق مہر بھی خوشی خوشی سے کھا سکتا ہے۔عورت اپنے شوہر کو مجازی خدا کہنے میں بھی فخرمحسوس کرتی ہے۔جب تک خوشی کا تعلق رہتا ہے، مسئلہ نہیں ہوتا۔لیکن جب معاملہ لڑائی جھگڑے اور جدائی کا ہوتو پھر حقوق کا پتہ چلتا ہے۔مغرب میں شوہر بیوی کو قانونی طور پر طلاق دینے کے بعد اپنی آدھی جائیداد حوالہ کرنے کا پابند ہوتا ہے۔سویڈن میں برطانوی نژاد سویڈلیش مسٹر ٹام کے ہاں ایک رات ہم مہمان تھے۔اس نے بتایا کہ ''بیوی کو طلاق دی ہے۔قانونی طور پر آدھا گھر بیوی کا حق بنتا تھا لیکن میں نے پورا گھر دیدیا ہے اور بیوی نے مجھ پر گھر میں آنے پر پابندی لگائی ہے کیونکہ میں شراب پیتا ہوں اور میری وجہ سے بچوں پر برا اثر پڑسکتا ہے''۔

مغرب کے مقابلے میں مسلمانوں کا حال بہت بدتر ہے۔عورت سے بچے جنوا کر اسکے بچے بھی چھین لیتے ہیں۔مالی حقوق کا کوئی تصور نہیں ہوتا ہے۔حق مہر برائے نام ہوتا ہے۔کہیں عورت کو جہیز دینا پڑتا ہے اور کہیں عورت کو حق مہر کے نام پر فروخت کردیا جاتا ہے۔ذلت، گراوٹ، کمینہ پن اور ظلم وزیادتی کی انتہاء کردی جاتی ہے۔عورت کی جوانی شوہر اور سسرال کی خدمت میں گزر جاتی ہے۔طلاق کے بعد اپنے بچے پرائے بن جاتے ہیں۔ ہماری ریاستیں اسلئے اغیار کی لونڈیاں بنی ہوئی ہیں کہ ہم نے اپنی خواتین کو آزاد عورت کا حق دینے کے بجائے لونڈی سے بھی بدتر حالت پر پہنچادیا ہے۔

سوال: مرد کی زبان سے تین طلاق کے الفاظ نکلتے ہیں اور پھر میاں بیوی رجوع چاہتے ہیں مگر اسلام رجوع کی اجازت نہیں دیتا ہے؟۔

جواب: یہ عورت اور اسلام دونوں سے بہت بڑی زیادتی ہے۔قرآن نے واضح کیا ہے کہ طلاق سے رجوع کا تعلق باہمی اصلاح کیساتھ ہے۔ عدت میں باہمی اصلاح اور معروف طریقے سے رجوع ہوسکتا ہے۔عدت کی تکمیل پر معروف طریقے سے اصلاح کی شرط پر رجوع ہوسکتا ہے اور عدت کی تکمیل کے عرصہ بعد باہمی رضامندی سے معروف طریقے سے رجوع ہوسکتا ہے۔سورۂ بقرہ میں تفصیل سے آیات 224 تا 232 اور سورۂ طلاق میں مختصر دو آیات میں بھرپور وضاحت موجود ہے۔طلاق کی عدت میں عورت کا نکاح قائم رہتا ہے اسلئے دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی ہے اور بیوہ سے بھی عدت میں نکاح نہیں ہوسکتا ہے۔طلاق کی عدت مکمل ہونے کے بعد عورت راضی ہوتو اپنا شوہر رجوع کرسکتا ہے اور بیوہ چاہے تو عدت مکمل ہونے کے بعد بھی اپنے شوہر سے نکاح برقرار رکھ سکتی ہے۔ تفصیل کیلئے کتاب کے اندرونی صفحات میں ایک ایک بات کا تسلی بخش جواب دیکھ لیجئے۔

سوال: میں نے غصے میں ایک مرتبہ کہا ہے کہ چھوڑ رہا ہوں اور تین مرتبہ کہا ہے کہ میں نے اسے طلاق دی۔ میں نے اسے طلاق دی، میں نے اسے طلاق دی۔ ہمارے پانچ بچے بھی ہیں۔ میں اپنا گھر بسانا چاہتا ہوں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ دیں۔ میں اہلحدیث ہوں۔ مجھے معلوم تھا کہ تین طلاق ایک رجعی طلاق ہے۔ مطلقہ عورت کی عدت تین حیض ہے اور عدت کے دوران رجوع کرسکتے ہیں۔ عدت ختم ہونے کی صورت میں آپ کے ساتھ دوبارہ نکاح ہوسکے گا۔ میری بیوی بریلوی ہے۔ اور یہ بتائیں کہ آپ کے مذہب سے طلاق ہوئی یا نہیں؟۔

الجواب: دوصورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ عورت رجوع کیلئے راضی نہیں تو شوہر کو رجوع کرنے کا حق قطعی طور پر نہیں۔ اسلئے کہ اللہ نے فرمایا: **وبعولتھن احق بردھن فی ذٰلک ان ارادوا اصلاحًا** ''اور انکے شوہر انکے لوٹانے کا زیادہ حق رکھتے ہیں، اس عدت میں، بشرط یہ کہ اصلاح کرنا چاہیں''۔ آیت 228 البقرہ۔ صلح واصلاح کا تعلق میاں بیوی دونوں سے ہے۔ جب تک عورت راضی نہ ہو تو شوہر کو ایک مرتبہ طلاق کے بعد بھی یکطرفہ رجوع کا حق حاصل نہیں۔ **وان یریدا اصلاحًا یوفق اللہ بینھما** ''اگر دونوں اصلاح چاہتے ہوں تو اللہ ان کے درمیان موافقت پیدا کردے گا''۔ (النساء آیت 35) اگر عورت صلح کیلئے راضی نہ ہو تو شوہر کو عدت میں ایک مرتبہ طلاق کے بعد بھی رجوع کا حق قرآن نے نہیں دیا۔ جب تنازعہ حضرت عمرؓ کی عدالت میں پہنچا تو حضرت عمرؓ نے رجوع کی گنجائش اسی لئے ختم کردی تھی۔ کسی بھی عدالت میں فطرت کا تقاضہ ہے کہ عورت کی مرضی کے بغیر رجوع کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ لہٰذا اہلحدیث کا یہ مؤقف غلط ہے کہ یہ ایک طلاقِ رجعی ہے اور شوہر کو رجوع کا حق ہے۔ اگر عدت کے آخر میں شوہر رجوع کے بعد پھر طلاق دے گا تو عورت کو ایک اور عدت گزارنی پڑے گی اور پھر عدت مکمل ہونے سے پہلے رجوع کرلے تو تیسری عدت بھی گزارنی پڑے گی۔ چاروں فقہی امام حضرت ابوحنیفہؒ، حضرت مالکؒ، حضرت شافعیؒ، حضرت احمد بن حنبلؒ نے حضرت عمرؓ کے فیصلے کی درست تائید کرکے فتویٰ دیا کہ ایک ساتھ تین طلاق کے بعد شوہر کو رجوع کا حق حاصل نہیں۔

حضرت عویمر عجلانیؓ نے لعان کے بعد اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دیں تو نبیﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ اسلئے امام شافعی نے ایک ساتھ تین طلاق کو سنت قرار دیدیا۔ اہلحدیث کے پاس اس حدیث کا کوئی معقول جواب نہیں۔ حضرت محمود بن لبیدؓ کی روایت میں ہے کہ نبیﷺ کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دیں تو نبیﷺ غضبناک ہوکر کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ میں تمہارے درمیان میں ہوں اور تم اللہ کی کتاب سے کھیل رہے ہو۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ کیا میں اس کو قتل کردوں؟''۔ امام ابوحنیفہؒ و امام مالکؒ کے نزدیک اس حدیث کی بنیاد پر اکٹھی تین طلاق دینا گناہ ہے لیکن واقع ہوجاتی ہیں۔ اگر واقع نہ ہوتیں تو نبیﷺ کیوں غضبناک ہوتے؟۔ اہلحدیث کے پاس اس حدیث کا بھی کوئی معقول جواب نہیں ہے۔ اسلئے حضرت عمرؓ کا فیصلہ اور فقہی ائمہ کا فتویٰ سو فیصد درست تھا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ عورت صلح کیلئے راضی ہو۔ اگر میاں بیوی راضی ہوں تو اللہ نے بار بار عدت میں رجوع کی گنجائش کو واضح کردیا ہے۔ حضرت عمرؓ اور ائمہ رابعہؒ اس سے بالکل بے خبر تھے کہ ایک دور ایسا بھی آجائیگا کہ میاں بیوی صلح پر راضی ہوں تو بھی وہ جاہل علماء و مفتیان سے فتویٰ لیں گے کہ رجوع ہوسکتا ہے یا نہیں؟۔ کیونکہ اللہ نے ڈھیر ساری آیات میں باہمی صلح اور معروف طریقے سے صلح کی اجازت بلکہ ترغیب دی۔ کوئی ایک حدیث بھی ایسی نہیں کہ نبیﷺ نے ایک ساتھ تین طلاق پر رجوع کا دروازہ بند کیا ہو۔ جب قرآن نے عدت میں اور عدت کی تکمیل پر رجوع کا دروازہ کھلا رکھا ہو تو نبی کریمﷺ اس کی کس طرح خلاف ورزی کرسکتے تھے؟۔ لہٰذا اگر عورت صلح کیلئے راضی ہو تو تمام مسالک قرآن کو ترجیح دیتے ہیں اسلئے حنفی مسلک میں بھی عدت کے اندر بھی رجوع ہوسکتا ہے۔

نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ ''اسلام کا آغاز اجنبیت کی حالت میں ہوا۔ یہ پھر اجنبیت کی طرف لوٹ جائیگا۔ پس خوشخبری اجنبیوں کیلئے''۔ صحابہ کرامؓ کی زبان عربی تھی اور وہ قرآن کی آیات کے واضح مفہوم کو اچھی طرح سے سمجھتے تھے لیکن دورِ جاہلیت کے جاہلانہ تصورات معاشرے میں بالکل رچ بس گئے تھے۔ یہ ایک فطری بات ہے کہ اگر شوہر بیوی کو الگ کرنا چاہتا ہو، طلاق دینا چاہتا ہو تو وہ الفاظ ہی کا استعمال کرے گا۔ دورِ جاہلیت میں طلاق کے بعض الفاظ ایسے تھے کہ اسکے بعد رجوع کا دروازہ شرعی طور پر بند سمجھا جاتا تھا۔ جس طرح ظہار کا مسئلہ تھا کہ جب شوہر اپنی بیوی سے کہہ دیتا کہ

"تیری پیٹھ مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے"۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ شوہر نے اسکے بعد رجوع نہیں کرنا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اگر شوہر رجوع نہیں کرنا چاہتا ہو تو رجوع نہیں ہوسکتا تھا۔ اگر بیوی رجوع نہیں کرنا چاہتی تھی تو بھی رجوع نہیں ہوسکتا تھا۔ یہ ایک فطری بات تھی۔ بعدازاں یہ شریعت کا حصہ بنادی گئی۔ شریعت کا حصہ بنانے کے بعد یہ فتویٰ بھی معاشرے میں رچ بس گیا کہ اگر میاں بیوی رجوع کرنا چاہتے ہوں تب بھی رجوع نہیں ہوسکتا۔ پھر اللہ نے اسکے مقابلے میں قرآن کو نازل کیا۔ حضرت خولہ بنت ثعلبہؓ سے اسکے شوہر نے ظہار کا معاملہ کیا۔ چونکہ اس وقت ظہار کی طلاق کو سخت ترین طلاق سمجھا جاتا تھا۔ دورِ جاہلیت کے حلالہ سے بھی عورت اپنے شوہر کیلئے حلال نہیں ہوسکتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی شخصیت پر بھی اس کا گہرا اثر تھا۔ جب قرآنی شعور نے حقوقِ انسانی کی بحالی میں دھوم مچادی۔ حضرت خولہؓ کے دل و دماغ میں شوہر کی محرومی اور بچوں کے رُلنے نے تحریک پیدا کردی اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں پہنچ کر اپنا مقدمہ لڑا۔ جب معاشرے میں کوئی مسئلہ شریعت کے نام سے رچ بس جائے تو اس کا علاج قرآنی آیات اور نزولِ وحی کے بغیر مشکل ہے۔ معاشرے کے دل و دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ اپنی بیوی کو ماں کہنے کے بعد وہ عورت حقیقی ماں کی طرح حرام ہوجاتی ہے اور اسکے بعد یہ شریعت کا حکم بن جاتا ہے کہ اس سے تعلق قطعی طور پر حرام ہے۔ نبی ﷺ سے خاتون نے (مجادلہ) مباحثہ شروع کردیا تو اس وقت نبی ﷺ کی رائے پر بھی عام معاشرے کا اثر تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ مجادلہ میں وحی کے ذریعے رہنمائی فرمائی۔ لوگوں کو یہ اسلام بڑا عجیب لگ رہا تھا کہ جب کوئی شخص بیوی سے ظہار کرے تو وہ کیسے حلال ہوسکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بہت سخت الفاظ میں مبالغہ آرائی کرتے ہوئے یہاں تک بھی فرمادیا کہ "ان کی مائیں نہیں ہیں مگر وہی عورتیں جنہوں نے ان کو جنا ہے"۔ جس کا مطلب یہ ہرگز نہیں تھا کہ سوتیلی ماؤں کے ماں ہونے کی نفی ہے۔ جب کبھی سابقہ شریعتوں میں قرآن کے یہ الفاظ نازل ہوئے ہونگے تو رفتہ رفتہ لوگوں کے ذہن سے ان الفاظ کی وجہ سے حقیقت مسخ ہوگئی ہوگی اسلئے کہ قرآن سے پہلے اپنی سوتیلی ماں کیساتھ بھی نکاح کو جائز سمجھا جاتا تھا۔ اللہ نے محرمات کی فہرست کے شروع میں فرمایا کہ **ولا تنکحوا مانکح آبائکم الا ماقد سلف** "اور نکاح مت کرو، جن عورتوں سے تمہارے آباء نے نکاح کیا مگر جو پہلے گزر چکا"۔ اللہ نے حکمت کیساتھ عوام کی جان اس آیت میں چھڑائی۔ ایک طرف حرام سے منع کیا اور دوسری طرف گزشتہ جو ہو چکا ہے، اس سے درگزر کا معاملہ فرمایا۔ ورنہ یہ بڑی خرابی کا معاملہ تھا۔

جاہلیت کی مت اس طرح سے ماری گئی تھی کہ ایک طرف اپنے سگے باپ کی بیوی سے نکاح کرنے کو نہ صرف جائز بلکہ اپنی غیرت اور اپنے حق کا معاملہ سمجھتے تھے تو دوسری طرف اپنے منہ بولے بیٹے کی طلاق شدہ بیوی کو بھی اپنی حقیقی بہو کی طرح حرام سمجھتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب کی آیات میں اس جاہلانہ ماحول کے خلاف دین فطرت اسلام کو نازل کیا تو وہ اپنے طرزِ عمل کو عجیب سمجھنے کے بجائے اسلام کو عجیب سمجھتے تھے۔

"اے نبی! اللہ سے ڈرو اور اتباع نہ کرو کافروں اور منافقوں کی۔ بیشک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اتباع کرو اس کی جو آپکو آپکے رب کی طرف سے وحی کی گئی ہے۔ بیشک جو تم کروگے، اللہ اس سے باخبر ہے اور اللہ پر توکل کرو، اللہ کی وکالت کافی ہے۔ اللہ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔ اور نہ تمہاری ان بیویوں کو تمہاری مائیں بنایا ہے جن سے تم نے ظہار کیا ہے اور نہ تمہارے منہ بولوں کو تمہارے بیٹے بنایا ہے۔ یہ تمہاری منہ کی باتیں ہیں اور اللہ حق کہتا ہے اور وہ راستے کی ہدایت دیتا ہے۔ ان کو انکے اپنے باپوں کے نام سے پکارو، یہ اللہ کے نزدیک انصاف کی بات ہے۔ پس اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو یہ تمہارے دینی بھائی اور موالی ہیں اور تمہارے اوپر کوئی گناہ نہیں جس میں تم سے خطاء ہو۔ مگر جس میں تمہارے دل ملوث ہوں۔ اور اللہ تو تھا ہی غفور رحیم۔ (الاحزاب: 1 سے 5 تک)

اسلام تو فطرت کے مطابق تھا لیکن لوگ اس کو عجیب سمجھ رہے تھے جس کا اندازہ سورۂ احزاب کی مندرجہ بالا آیات سے لگایا جاسکتا ہے۔ آج کے دور میں اسلام پھر عجیب نظر آئیگا۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو قرآن نازل کیا ہے، اس کو شریعت کے اصول وفروع کے اماموں نے غلط رنگ دینے میں ہر دور میں اپنا اپنا کردار ادا کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے بالکل ٹھیک فیصلہ کیا تھا کہ جب شوہر ایک دم تین طلاق دے اور عورت رجوع کیلئے راضی نہ ہو تو پھر شوہر رجوع نہیں کرسکتا ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے صلح واصلاح کی معروف شرط اور باہمی رضامندی سے رجوع کی اجازت دی ہے۔ جب عورت صلح واصلاح پر معروف طریقے سے آمادہ نہ ہو تو شوہر کو رجوع کرنے کا اختیار قرآن نے نہیں دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فیصلہ قرآن کے عین مطابق کیا تھا۔ مسلمانوں

کی اجتماعیت نے بھی اس فیصلے کو قبول کرلیا اور ایک ساتھ تین طلاق پر تنازعہ کی صورت میں شوہر کے رجوع کا حق سلب ہوگیا۔ اگر چہ یہ بھی اسلام کو اجنبیت کی طرف دھکیلنے کا ایک قدم تھا اسلئے کہ اگر شوہر ایک طلاق دیتا، تب بھی صلح اور اصلاح کے بغیر شوہر کو رجوع کا حق نہیں تھا۔ لیکن چونکہ یہ معاشرے کا مسئلہ تھا۔ معاشرے میں لوگ قرآن کو سمجھتے تھے اور عدت کے دوران میاں بیوی ایک ساتھ رہتے تھے۔ آپس میں راضی ہوتے تو رجوع کر لیتے اور تنازع کی صورت ہوتی تو پھر فتویٰ طلب کرتے۔ دورِ جاہلیت میں تین طلاق کو نا قابلِ رجوع سمجھا جاتا تھا۔ قرآن نے رجوع کو عدت کیساتھ نتھی کر دیا تھا۔ وبعولتھن احق بردھن فی ذٰلک ان ارادوا اصلاحاً ''اوران کے شوہر اس عدت میں ان کولوٹانے کے زیادہ حقدار ہیں بشرط یہ کہ اصلاح کرنا چاہیں''۔ ایک ساتھ تین طلاق یا ایک طلاق دیتے۔ بہرحال عوام قرآن کی زبان سمجھتے تھے اوراس پر عمل کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فتنوں پر قابو پالیا۔ بہت سارا علاقہ فتح کرلیا اور دور دراز کے لوگ بھی اسلام میں داخل ہوگئے۔ ان میں بہت سے لوگ قرآن کے نزول اور پسِ منظر سے واقف نہیں تھے۔ جب ایک آدمی نے اپنی عورت کو ایک ساتھ تین طلاق دی اور عورت ڈٹ گئی کہ صلح نہیں ہوسکتی ہے تو وہ آدمی حضرت عمرؓ کی عدالت میں پہنچ گیا۔ حضرت عمرؓ نے کبھی لوگوں میں گھس کر فیصلے اور فتوے نہیں سنائے کہ ایک ساتھ تین طلاق کے بعد رجوع نہیں ہوسکتا ہے۔ بلکہ تنازعہ کی صورت میں یہ فیصلہ تھا جو حضرت عمرؓ نے سنایا تھا۔ یہی نہیں بلکہ دوسرے صحابہ کرامؓ کے پاس بھی تنازعہ پہنچتا تو ایک ساتھ تین پر رجوع نہ کرنے کا فتویٰ دیا جاتا تھا۔ حضرت علیؓ نے تو حرام کے لفظ پر بھی تنازع کی صورت میں تین طلاق یعنی رجوع نہ کرنے کا فتویٰ جاری کیا تھا۔ صحیح بخاری میں بھی علماء اور صحابہؓ کے اس اجتہاد کا ذکر ہے کہ حرام کے لفظ سے تین طلاق مراد ہیں یا کچھ بھی نہیں؟۔ فقہ واصول فقہ کی کتابوں میں اس پر اختلاف ہے کہ لفظِ حرام سے ایک طلاق مراد یا تین طلاق؟۔ علامہ ابن قیمؒ نے 20 اقوال نقل کئے ہیں۔ حالانکہ سورۂ تحریم کی آیت سامنے لائی جائے تو پھر ان اقوال کے مقابلے میں اسلام کے حقیقی حکم کو عجیب سمجھا جائیگا کہ جس مسئلے کو قرآن نے اتنے زبردست طریقے سے حل کیا، اس کیساتھ کیا ہوا ہے؟۔

صحابہ کرامؓ کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوگا کہ جس طرح وہ تنازع کی صورت میں عورت کی جان خلاصی کیلئے قرآن کے عین مطابق فتویٰ دے رہے ہیں کہ رجوع نہیں ہوسکتا کہ وہ وقت بھی آئیگا کہ جب میاں بیوی رجوع کرنا چاہتے ہوں تب بھی فتویٰ دیا جائیگا کہ رجوع نہیں ہوسکتا ہے۔ حلالہ کروانا ضروری ہے۔ حالانکہ صحابہؓ نے فیصلہ اور فتویٰ تنازع کی صورت میں عورت کی جان خلاصی کیلئے دیا۔ قرآن نے بار بار اصلاح، معروف طریقے اور باہمی رضامندی کی شرط سے واضح کیا ہے کہ عورت راضی نہ ہو تو رجوع نہیں ہوسکتا ہے۔ لیکن ساتھ یہ بھی بار بار واضح کیا ہے کہ معروف طریقے سے باہمی اصلاح ورضامندی سے رجوع ہوسکتا ہے۔ آج قرآن کے مطابق فتویٰ دیا جائے تو لوگوں کو اسلام بڑا عجیب لگتا ہے کہ پھر بھی رجوع ہوسکتا ہے؟۔ جس طرح اللہ نے واضح مبالغہ فرمایا تھا کہ ''ان کی مائیں نہیں ہیں مگر وہی جنہوں نے ان کو جنا ہے''۔ اور مقصد سوتیلی ماں کی حرمت کو ختم کرنا نہیں تھا بلکہ ظہار کے گنجلک مسئلے سے نکالنا تھا۔ اسی طرح جب اللہ نے بار بار فرمایا کہ اصلاح اور معروف کی شرط کے بغیر عورت سے طلاق کے بعد رجوع کرنا حلال نہیں ہے اور اصلاح ومعروف کی شرط پر رجوع حلال ہے تو ایک مرتبہ یہ بھی واضح کردیا کہ اس صورت میں جب میاں بیوی دونوں اور فیصلہ کرنیوالے افراد متفق ہوں کہ آئندہ رابطے کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔ تو پھر یہ بھی واضح کر دیا کہ ''اگر پھر اس نے طلاق دیدی تو اس کیلئے حلال نہیں یہاں تک کہ وہ عورت کسی اور شوہر سے نکاح کر لے''۔ (آیت 230 البقرہ)۔ اس کا مقصد شوہر کی اس دسترس کو روکنا تھا جو وہ طلاق کے بعد بھی استعمال کرتا تھا اور عورت کو اپنی مرضی کے مطابق کسی اور سے نکاح نہیں کرنے دیتا تھا۔ حالانکہ اس سے پہلے کی آیات میں عدت کے اندر اور بعد کی آیات میں عدت کی تکمیل کے بعد اور عدت کی تکمیل کے کافی عرصہ بعد بھی معروف طریقے سے اور باہمی رضامندی سے رجوع کی اجازت دی ہے۔ مذکورہ صورت میں اہلحدیث کا فتویٰ یہ ہے کہ یہ ایک طلاقِ رجعی ہے۔ جس میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر عورت صلح کیلئے راضی نہ ہو تو شوہر کو رجوع کی اجازت دینا قرآن کی آیات کے منافی ہے اسلئے حنفی مسلک درست تھا کہ شوہر کیلئے رجوع شرعاً جائز نہیں۔ البتہ اگر عورت راضی ہو اور پھر بھی یہ فتویٰ دیا جائے کہ رجوع نہیں ہوسکتا تو یہ قرآن کے خلاف ہے۔ آج اسلام پر فتویٰ دیا جائے تو اسلام مسلمانوں میں پھر سے عجیب وغریب لگے گا مگر اسلام یہی ہے کہ باہمی رضامندی سے رجوع ہوسکتا ہے۔

سوال: قرآن میں اللہ نے فرمایا کہ "اگر اس نے طلاق دی تو اس کیلئے حلال نہیں یہاں تک کہ وہ کسی اور شوہر سے نکاح کر لے۔ پھر اگر اس نے طلاق دے دی تو دونوں پر کوئی حرج نہیں کہ آپس میں رجوع کر لیں۔ جب ان کو گمان ہو کہ اللہ کی حدود پر قائم رہ سکیں گے"۔ آیت 230 البقرہ۔ نبی ﷺ سے ایک عورت نے شکایت کی کہ میرے شوہر کے پاس یہ چیز ہے۔ اپنے دوپٹے کے پلو سے شوہر کے نامرد ہونے کا معاملہ بتایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ آپ رفاعہؓ کے پاس واپس جانا چاہتی ہو؟۔ لیکن نہیں جاسکتی ہو، جب تک یہ تیرا دوسرا شوہر تیرا ذائقہ اور تو اس کا ذائقہ نہ چکھ لو"۔ (بخاری) کیا قرآن وحدیث کی بنیاد پر مولوی کی طرف سے حلالہ کے بغیر رجوع نہ کرنے کا فتویٰ غلط ہے جبکہ قرآن وحدیث میں مسئلہ بالکل واضح ہے؟۔

جواب: قرآن میں اللہ نے فرمایا کہ **لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکریٰ** "نماز کے قریب مت جاؤ"۔ لیکن کیا دیگر آیات اور اس آیت کے سیاق وسباق کے بغیر یہ کہنا درست ہوگا کہ نماز سے اللہ نے منع کیا ہے؟۔ جب اللہ نے آیت 224 میں واضح کر دیا کہ اللہ کو اپنے ایمان کیلئے ڈھال نہ بناؤ کہ لوگوں کے درمیان صلح کراؤ۔ پھر آیت 229 تک مسلسل عدت کے اندر اصلاح کی شرط اور معروف طریقے سے صلح پر زور دیا اور آیات 231 اور 232 تک میں عدت کی تکمیل کے بعد باہمی رضامندی اور صلح کی شرط پر رجوع کی بھرپور وضاحت کر دی تو کیا قرآن میں اتنے تضادات ہو سکتے ہیں کہ ایک طرف بار بار باہمی اصلاح اور معروف طریقے سے میاں بیوی کے درمیان عدت کے اندر، عدت کی تکمیل کے بعد اور عدت کی تکمیل کے عرصہ بعد رجوع کی گنجائش ہو اور دوسری طرف اچانک زبان کی جنبش سے تین طلاق کے الفاظ نکلنے کے بعد رجوع کی گنجائش ختم ہو؟۔ تین ہی نہیں خالی طلاق سے بھی رجوع کی گنجائش ختم ہوتی ہے لیکن اس صورت میں جب بیوی رجوع کیلئے راضی نہ ہو اور یہی نکتہ قرآن کی ہر آیت میں بہت وضاحت کیساتھ موجود ہے اور حدیث میں یہ واضح ہے کہ رفاعہ القرظیؓ نے مرحلہ وار تین طلاقیں دیں اور وہ عورت کسی اور کی بیوی بن چکی تھی۔ یہ کتنی بڑی خیانت ہے کہ رفاعۃ القرظیؓ نے الگ الگ مراحل میں تین طلاقیں دی تھیں اور فتویٰ میں ایک ساتھ تین طلاق کیلئے بھی یہی روایت پیش کی جاتی ہے۔ جب نامرد میں حلالہ کی صلاحیت نہیں ہے تو نبی ﷺ کیسے یہ حکم دے سکتے ہیں؟۔ تفصیل کیلئے کتاب کے اندرونی صفحات پر تسلی بخش جوابات کے انبار ملاحظہ فرمائیے۔

سوال: کیا یہ کتاب علماء ومفتیان کے خلاف لکھی گئی ہے؟۔

جواب: نہیں ہرگز نہیں۔ یہ عورت کے حقوق پر لکھی گئی ہے اور قرآن وسنت کے حوالے سے اسی معیار اور نصاب کے مطابق ہے جو اپنے ہاں علماء کرام حنفی مدارس میں پڑھاتے ہیں لیکن غفلت کی وجہ سے کھلے معاملات اور دقیق نکات کی طرف ان کا دھیان نہیں گیا ہے۔ انشاء اللہ عزوجل بہت جلد مسجدوں کے منبر ومحراب سے "عورت کے حقوق" کی یہی آواز سنائی دے گی اور عوام الناس کو بہت فصیح وبلیغ انداز میں علماء کرام خود تعلیم دیں گے۔ جب اسلامی احکام کے غلط نتائج اخذ کر کے فقہ کی تعلیم سامنے تھی تو عوام تک پہنچانے کی زحمت تو دور کی بات، آپس میں بھی اس پر بحث نہ کرتے تھے۔

سوال: عورت کے حقوق اسلام میں مغرب سے زیادہ کیسے ہیں؟۔ یہ تو پھر مغربی دنیا میں بھی ایک بہت بڑا اسلامی انقلاب متوقع ہے؟۔

جواب: بالکل! مغرب میں جب تک مرد اور عورت کی مالی حیثیت برابر برابر نہ ہو تو نکاح نہیں بلکہ فرینڈشپ کرتے ہیں۔ عورت کی مالی حیثیت مرد سے زیادہ مضبوط ہو تو اس کو خوف ہوتا ہے کہ نکاح کے بعد طلاق میں اپنے آدھے مال سے محروم ہو سکتی ہے اور مرد کی مالی حیثیت زیادہ مضبوط ہو تو اس کو ڈر لگتا ہے کہ عورت طلاق لیکر آدھا مال بھی لے اُڑے گی۔ جبکہ اسلام میں مرد کی مالی قدرت کے مطابق حق مہر اور عورت کا خرچہ طے ہوتا ہے۔ عورت کے مال پر شوہر کا کوئی قانونی حق نہیں ہوتا۔ اگر مرد نکاح کے بعد ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے تو بھی مقرر کردہ نصف حق مہر عورت کا حق بنتا ہے اور اگر ہاتھ لگانے کے بعد طلاق دے تو پورا حق مہر، رہائشی گھر، جو کچھ بھی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد عورت کو دی ہے وہ سب عورت کا حق ہے اور خلع کی صورت میں پورا حق مہر اور تمام دی ہوئی منقولہ اشیاء ساتھ لے جاسکتی ہیں لیکن غیر منقولہ جائیداد اور گھر سے دست بردار ہونا پڑتا ہے۔ اسلام کے فطری نظام کا ماڈل دنیا کے سامنے موجود ہوتا تو مغرب کو غیر فطری قوانین سے اپنا معاشرتی نظام تباہ وبرباد نہ کرنا پڑتا۔ آج امریکہ میں نیا قانون لایا گیا کہ شوہر اپنے گھر میں اپنی بیوی کیساتھ گرل فرینڈ رکھ سکے گا اور بیوی اپنے شوہر کیساتھ اپنے گھر میں بوائے فرینڈ رکھ سکے گی۔ مغربی معاشرتی نظام کی تباہی وبربادی میں اب زیادہ دیر نہیں لے گی۔ انشاء اللہ۔ البتہ علماء کرام کو بھی اپنے بوسیدہ غیر فطری فقہی احکام سے برملا لاتعلقی کا اعلان کرنا پڑے گا۔

سوال: بتائیے کہ مسلمان عورت کو اسلامی حقوق دینے کا شعور بیدار کرنے کی کوشش کیسے شروع ہوسکتی ہے؟۔

جواب: قرآن کے الفاظ، سنتِ نبوی ﷺ کے بیان اور مختلف لوگوں کے جاہلانہ رسم اور فتوے و مسالک کے غلط علمی اجتہاد کی نشاندہی سے۔

سوال: علماء نے عورت کا کم از کم حق تو بیان کردیا لیکن قرآن کی روح کے مطابق عورت کا جو زیادہ سے زیادہ حق ہے وہ بیان کیا؟۔

جواب: بالکل! عورت کے حقوق بیان نہیں کئے ہیں۔ حق مہر امیر و غریب پر اپنی مالی طاقت کے مطابق ہے۔ **و متعوھن علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ متاعًا بالمعروف حقًا علی المحسنین** ''اورانہیں خرچہ دیں جو امیر پر اس کی قدرت کے مطابق ہے اور محتاج پر اس کی قدرت کے مطابق ہے۔ معروف کیساتھ خرچہ، جو حق ہے نیکوکاروں پر''۔(البقرہ آیت 236) اس آیت میں اللہ نے فرمایا کہ ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں۔ منگنی ایجاب وقبول اور شرعی نکاح ہے اسلئے منگنی توڑنا ہاتھ لگانے سے پہلے کی طلاق ہے۔ وسعت کے مطابق آدھا حق مہر دیا جائے تو حرج اسلئے نہیں کہ عورت کا آدھا مالی مفاد محفوظ ہوجاتا ہے لیکن عورت کا کچھ بگڑا بھی نہیں۔ یہ عورت کا زبردست انوکھا اسلامی حق ہے۔

نبی ﷺ سے ایک عورت نے کہا کہ میں خود کو ہبہ کرتی ہوں۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر آپ کو ضرورت نہیں تو مجھے نکاح میں دیں۔ نبی ﷺ نے پوچھا کہ آپ کے پاس دینے کیلئے کیا ہے؟۔ اس نے کہا کہ کچھ بھی نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ گھر میں تلاش کرلو، اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔ اس نے تلاش کرکے عرض کیا کہ کچھ بھی نہیں ملا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کی کچھ سورتیں آتی ہیں؟۔ اس نے کہا کہ ہاں!۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ پڑھاؤ اور عورت سے اس کا نکاح کردیا۔ یہ حدیث مزید اچھی طرح یہ بات واضح کرتی ہے کہ حق مہر مرد کی وسعت کے مطابق ہے۔

فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مالی حق مہر کے بغیر عورت کا نکاح نہیں ہوتا لیکن کم ازکم کتنا حق مہر ہونا چاہیے؟۔ کسی کے نزدیک چور کا ہاتھ کاٹنے کیلئے ''جو'' کا دانہ ہے، کسی کے نزدیک کم ازکم درہم کا چوتھائی حصہ ہے۔ کسی کے نزدیک 5 درہم اور کسی کے نزدیک 10 درہم ہیں۔ جتنی رقم میں چور کا ایک ہاتھ کاٹا جاتا ہے، اتنی رقم میں شوہر عورت کے ایک عضو کا مالک بن سکتا ہے۔ لیکن علامہ انورشاہ کشمیریؒ نے لکھا ہے کہ پہلے مسلمان غریب تھے اسلئے زیادہ حق مہر نہیں دے سکتے تھے، اب صورتحال بالکل بدل گئی ہے۔(کشف الباری: مولانا سلیم اللہ خانؒ سابق صدر وفاق المدارس)

حق یہی ہے کہ حق مہر شوہر کی قدرت کے مطابق ہے اور پھر اگر اگر عورت آدھا یا پورا حق مہر معاف بھی کردیتی ہے تو اس کی مرضی ہے۔

آج اگر مرد کی قدرت کے مطابق حق مہر واضح کیا جائے تو قرآن وسنت پر بھی عمل ہوگا اور عورت کو اپنا درست حق بھی مل جائیگا۔ طلاق کے بعد عورت دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور نہیں ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال فرمانے کے بعد باغ فدک پر اختلاف ہوا تھا لیکن امہات المومنینؓ اپنے اپنے حجرے کی مالک رہیں۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ اماں عائشہؓ کی اجازت سے مدفون ہوئے۔ ابوبکرؓ نے اپنا معمولی وظیفہ مقرر کیا۔ باغِ فدک کی آمدن کو ورثاء کے اخراجات کے علاوہ غرباء و مساکین میں حسبِ معمول تقسیم کیا جاتا۔ وسعت پر حضرت عمرؓ نے حسنؓ و حسینؓ کے وظائف اصحاب بدر کے برابر مقرر کئے۔

امہات المومنینؓ کا وصال ہوا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں بیت المال کو باغِ فدک کی ضرورت نہیں تھی تو اہلبیتؓ کے حوالے کردیا۔ آج دنیا میں شوہر کی وارث وہ بیوی ہوتی ہے جس نے کسی اور سے نکاح نہیں کرنا ہوتا ہے لیکن باغِ فدک کے معاملے پر امہات المومنینؓ کی وراثت اور خرچوں کا کوئی ذکر بھی نہیں۔ جس طرح شوہر کی زندگی اور اسکے انتقال کے بعد اسکے مال سے مستقل خرچہ بیوی کا اپنا حق ہے اسی طرح طلاق کے بعد شوہر کی مالی قدرت کے مطابق مطلقہ کیلئے معروف طریقے سے خرچہ رکھنا ایک فریضہ ہے۔ ہاتھ لگانے سے پہلے کی طلاق میں شوہر کی قدرت کے مطابق معروف خرچہ ہے تو ہاتھ لگانے اور بچے جنوانے کے بعد معروف خرچے اور سہولت فراہم کرنے میں کونسے اختلاف کی گنجائش باقی رہتی ہے؟۔

میاں بیوی کا کاروبار، گھر، خرچہ اور بچوں سمیت ہر چیز میں شراکت کا تقاضہ ہے کہ جس موڑ پر بھی شوہر طلاق دے تو اپنی حیثیت کے مطابق اس کو اپنا حصہ بھرپور طریقے سے دیدے۔ طلاق دینا شوہر کا حق ہے لیکن مالی حقوق سے عورت کو محروم کرنا شوہر کا کوئی حق نہیں۔ ریٹائرڈ زندگی میں بھی مرد نوکری میں پینشن اور آدھی ادھوری نوکری چھوڑنے کی صورت میں گولڈن ہینڈشیک وصول کرتا ہے۔ عورت کو اتنی ٹف ڈیوٹی کے باجود آدھے راستے میں چھوڑ کر محروم کرنا کونسا انصاف ہے؟۔ قرآن نے چودہ سو سال پہلے جو حقوق دیئے تھے، مغرب یہ دینے پر آمادہ ہے لیکن مسلمان نہیں۔ واہ بھئی واہ۔

مولانا مفتی محمد حسام اللہ شریفی مدظلہ کی طرف سے مایہ ناز نکات کی دعوت فکر

- رکن مجلس تحقیقات علوم قرآن وسنت رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ
- مشیر وفاقی شرعی عدالت حکومت پاکستان
- مشیر شریعت اپیلٹ بنچ سپریم کورٹ آف پاکستان
- کتاب وسنت کی روشنی میں ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی، جنگ
- ایڈیٹر ماہنامہ قرآن الھدیٰ کراچی (اردو انگریزی میں بین الاقوامی جریدہ)
- رجسٹرڈ پروف ریڈر برائے قرآن حکیم مقرر کردہ وزارت امور مذہبی حکومت پاکستان
- خطیب جامع مسجد قیادت کراچی پورٹ ٹرسٹ ہیڈ آفس بلڈنگ کراچی
- شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کی طرف سے 1962ء میں سوال کے مجاز جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام من لا نبی بعدہ

محترم سید عتیق الرحمٰن گیلانی کی تصانیف وتالیفات کے مطالعہ کا موقع ملتا رہتا ہے۔ ان کی ہر تصنیف اور ہر تالیف ہر اہلِ علم کو تدبر وتفکر کا موقع دیتی ہے۔ اور بہت سے ایسے علمی گوشے ان کے سامنے لاتی ہے کہ عام آدمی کی ان تک رسائی نہیں ہوتی۔

میں ایک ادنیٰ درجے کا طالب علم ہوں اور اپنی اسی طالب علمانہ حیثیت کو ملحوظِ خاطر رکھتا ہوں۔ محترم سید عتیق الرحمٰن گیلانی محض اپنی خوش فہمی کے سبب میرے متعلق حسنِ ظن سے کام لیتے ہیں۔ ایسے اہلِ علم کی خوش فہمی اور حسنِ ظن میری زندگی کا سرمایہ ہے۔

محترم سید عتیق الرحمٰن گیلانی کی تازہ تالیف ''عورتوں کے حقوق'' سے متعلق ہے۔

اسلام کی تمام تعلیمات افراط وتفریط سے پاک ہیں۔ ہر معاملے میں اعتدال، توازن اور میانہ روی اختیار کرنے کی تلقین کی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مرد اور عورت گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ مگر دین کے پیروکاروں نے بھی اور دنیا کی طرف گہرا لگاؤ رکھنے والوں نے بھی ان دونوں پہیوں کو گاڑی کے ایک طرف لگا دیا ہے۔ کسی نے دائیں طرف اور کسی نے بائیں طرف، جس کی وجہ سے یہ گاڑی اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر پاتی، جبکہ اس گاڑی کو صحیح طرح چلانے کیلئے ضروری ہے کہ دونوں پہیے دونوں طرف ایک توازن کے ساتھ لگائے جائیں۔ اسی صورت میں گاڑی صحیح طرح چل سکے گی۔

اللہ رب العزت جو خالقِ کائنات ہے، اس نے اس توازن اور اعتدال کو قائم کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں خرچ کرتے وقت بھی اپنا ہاتھ نہ تو گردن سے باندھ کر رکھو کہ بالکل بھی فی سبیل اللہ خرچ نہ کرو اور نہ بالکل کھلا چھوڑ دو کہ سب کچھ ہی اللہ کی راہ میں دے دو اور پھر اپنی ضرورت کے وقت دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھرو''۔ (سورۂ بنی اسرائیل)

اسی طرح ''عورتوں کے حقوق'' کا معاملہ ہے۔ دونوں فریق اہل دین بھی اور اہل دنیا بھی دونوں افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ اہل مغرب جو اپنے متعلق دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مرد وزن کی مساوات کے قائل ہیں۔ وہ عورت کو یہ حق دینے کے بھی روادار نہیں کہ اپنا کوئی مستقل نام ہی رکھ سکے۔ شادی سے پہلے باپ کا نام اسکے نام کا جز و رہتا ہے اور شادی کے بعد شوہر کا نام اس کے نام کا حصہ بنتا ہے۔ جبکہ اسلام نے اس کو یہ حق دیا ہے کہ وہ مستقل طور پر اپنا ایک نام رکھ سکتی ہے۔ دنیا کے سب سے بڑے انسان حضرت محمد ﷺ کی زوجہ محترمہ ہونے کے باوجود ان کا نام حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنھما ہی رہتا ہے۔ اور آپ ﷺ کی بیٹی ہونے کے باوجود ان کا نام زینب اور فاطمہ رضی اللہ عنھما ہی رہتا ہے۔ کسی قسم کا سابقہ اور لاحقہ لگانے کی اجازت نہیں۔ بہر حال اسلام نے عورتوں کو بہت سے حقوق دیئے ہیں۔

محترم سید عتیق الرحمٰن گیلانی نے بہت خوبی کے ساتھ ان تمام حقوق کا ذکر قرآن وسنت کی روشنی میں کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

علوم قرآن کا ایک ادنیٰ خادم   محمد حسام اللہ شریفی   ۲۰ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ   9 ستمبر 2020   بروز بدھ

مولانا قاری اللہ داد صاحب مدظلہ کی علماء کرام ومفتیان عظام سے استدعا

بانی ومہتمم مدرسہ اسلامیہ فاروق اعظم ۔ خطیب جامع مسجد الفاروق محمود آباد نمبر 6۔ کراچی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و الصلوٰۃ و السلام علی من لا نبی بعد۔ اما بعد،

محترم قارئین کرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت میرے سامنے ''عورت کے حقوق'' کے نام سے ایک کتاب ہے جو بڑے سائز کے 46 صفحات پر مشتمل ہے اس کے مؤلف ومرتب محترم جناب سید عتیق الرحمٰن گیلانی صاحب ہیں، گیلانی صاحب وقتاً فوقتاً یہاں تشریف لاتے ہیں اور مختلف النوع مباحث پر تبادلہ خیال اور گفتگو ہوتی ہے بڑے ادب اور احترام کے ساتھ باتیں سنتے ہیں اور صحیح بات کو تسلیم بھی کر لیتے ہیں ان کا خیال ہے اور یہ سمجھ درست بھی ہے کہ قیام خلافت ضروری ہے اس کے بغیر نفاذ اسلام غلبہ اسلام اور تحفظ اسلام مشکل ہے۔ اسلام نے جو ہمیں نظام اور دستور حیات دیا وہ نظام خلافت ہے۔ لہٰذا پاکستان سمیت عالم اسلام اور رہنمائے قوم وملت کو قیام خلافت کی کوشش کرنی ہے اور جمہوریت جو خلافت کی ضد ہے اس سے کنارہ کشی کرنی چاہیے اسی فکر کو لے کر گیلانی صاحب گذشتہ ایک عرصہ سے جدوجہد کر رہے ہیں اور پاکستان کے چپے چپے میں جا کر راہ فضاء ہموار کر رہے ہیں۔ 1924ء میں عثمانی خلافت ختم ہوگئی اس کے بعد سے مسلمانان عالم پر جو قیامت برپا ہوئی وہ سب کے سامنے عیاں ہے۔ اس پر مستزاد مادر پدر آزاد میڈیا نے رہی سہی کسر پوری کر دی سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید، حق کو باطل اور باطل کو حق بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرنا میڈیا کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ لہٰذا باشندگان پاکستان کو چاہیے کہ اس مبارک تحریک میں گیلانی صاحب کی مدد کی جائے اور اسے تحسین کی نگاہ سے دیکھا جائے، گیلانی صاحب نے ''عورت کے حقوق'' کے نام سے جو تالیف کی اس میں چند اہم اور گھمبیر مسائل کی تحقیق پیش کی ہے مثلاً حلالہ کی شرعی حیثیت کیا ہے، تصویر کشی کی گنجائش کہاں تک ہے، بیک وقت تین طلاقیں دینے کی صورت میں کیا مؤقف اختیار کرنا چاہیے عورتوں کے حقوق کا تحفظ کس طرح ہو وغیرہ وغیرہ گیلانی صاحب نے مذکورہ مسائل کے متعلق اپنا مؤقف پیش کیا اور دلائل عقلیہ ونقلیہ بھی پیش کیے لہٰذا علماء کرام اور مفتیان عظام کو چاہیے کہ اس پر سنجیدگی سے غور کریں اور ٹھنڈے دل سے سوچیں تاکہ کوئی متفقہ مؤقف امت مسلمہ کے سامنے آئے اور امت افتراق وانتشار کا شکار نہ ہو۔ قیام خلافت، احیائے خلافت، نفاذ اسلام، عورتوں کے حقوق کا تحفظ، مظلوم مسلمانوں کا دفاع گھمبیر مسائل ہیں متفقہ مؤقف اختیار کرنا اور میڈیا کو کنٹرول کرنا عالم اسلام کے اہم اور بنیادی مسائل میں سے ہیں لہٰذا ان مسائل کے حل کے متعلق گیلانی صاحب کی جہد مسلسل محنت شاقہ اور کوشش قابل مبارکباد اور لائق صد تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ گیلانی صاحب کو اور پوری امت مسلمہ کو فتنوں اور گمراہیوں سے بچائے راہ اعتدال اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

فقط......قاری اللہ داد بانی ومہتمم مدرسہ اسلامیہ فاروق اعظم ۔ خطیب جامع مسجد الفاروق محمود آباد نمبر 6۔ کراچی۔

حضرت مفتی محمد انس مدنی جماعت غربا اہلحدیث پاکستان کی تائید

نائب مدیر جامعہ ستاریہ اسلامیہ۔ گلشن اقبال بلاک نمبر 6 کراچی۔ چیئرمین مساجد کمیٹی سندھ۔

''عورت کے حقوق'' کے عنوان سے سید عتیق الرحمٰن گیلانی صاحب حفظ اللہ کی تحریر پڑھ کر یہ محسوس ہوا کہ نبی کریمؐ کے فرمان انصر اخاك ظالما او مظلوما ظالم اور مظلوم دونوں بھائیوں کی مدد کرو، کا علم بلندر کھنے میں گیلانی صاحب حد درجہ کوشاں ہیں بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ تا ہنوز قائم ہونے والی تمام تر سیاسی و مذہبی نام نہاد تنظیموں و گروہوں اتحاد بین المذاہب، اتحاد بین الائمہ، اتحاد بین المدارس، اتحاد بین المساجد، اتحاد بین المسلمین وغیرہ وغیرہ کی اسلام کے منافی تمام چالوں وہتھکنڈوں کے سدِ باب کیلئے گیلانی صاحب نے اپنی زندگی وقف کی ہوئی ہے۔

میں گیلانی صاحب کی دینی عظمتوں وسعی کو سلام پیش کرتا ہوں جو مختلف مکاتب میں خود جا کر بڑے بڑے جید علماء ومفتیان کرام اور سیاسی رہنماؤں سے مل کر قرآن وسنت کی بالادستی منوانے اور مروجہ مختلف فیہ فقہوں سے اپنے دامن کو محفوظ رکھنے کیلئے کوشاں رہ کر بہت سے اکابرین کے نہ صرف ہوش ٹھکانے لگائے بلکہ ٹھوک بجا کر قرآن وسنت کی مقبولیت عام کرنے میں بڑی حد تک کامیابی سے ہمکنار آگے بڑھتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

گیلانی صاحب نے بگڑے ہوئے اور خود ساختہ فقہی مسائل کا رُخ قرآن وسنت کی طرف موڑتے ہوئے حقوق نسواں کے تحفظ کیلئے بالخصوص طلاق ثلاثہ اور مروجہ حلالہ نیز خفیہ نکاح بلا اُذن ولی پر سیر حاصل بحث ودلائل وحقائق کو اس حد تک اجاگر فرمایا کہ حنفی دیوبندی العقیدہ علامہ وحید الدین اور مفتی اکمل بریلوی قادری تک یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ نبی پاک ﷺ نے ایک ساتھ دی جانے والی تین طلاقوں کو ایک ہی فرمایا ہے۔ اسی طرح حلالے کے جو سینٹر مختلف اداروں میں کھولے گئے تھے اب وہ گیلانی صاحب کی کاوشوں کی بدولت آہستہ آہستہ بند ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

دراصل حقوق نسواں پر گیلانی صاحب کی کوششوں کا یہ نتیجہ ہے کہ بہت سے مکاتب فکر کے مختلف علماء کرام بھی غلط فقہی مسائل سے توبہ کرنے لگے ہیں۔

آخر میں گیلانی صاحب کیلئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں خلافت اسلامیہ کے قیام سمیت دیگر تمام حقائق پر مکمل کامیابی عطا فرمائے۔

فقط والسلام...... مفتی محمد انس مدنی

اسلامک اسکالر

نائب مدیر جامعہ ستاریہ اسلامیہ۔ گلشن اقبال بلاک نمبر 6 کراچی۔

چیئرمین مساجد کمیٹی سندھ 22/09/2020

حضرت مولانا عبدالرحمٰن سلفی امیر غرباء اہلحدیث کی خدمت میں علامہ ابتسام الٰہی ظہیر اور مولانا محمد سلفی ومفتی انس مدنی کیساتھ سعودی شیخ امام حرم

الصلاة و السلام عليك يا رسول الله

پیر مفتی خالد حسن مجددی قادری رفاعی ۔ گوجرانوالہ

چیئرمین تحریکِ تحفظ امن پاکستان، امیر مجلسِ عمل تحفظ ختم نبوت، راہنما جماعت اہلسنت پاکستان

آبرو ما ز نام مصطفٰے است، ابو مسعود مفتی محمد خالد حسن مجددی قادری رفاعی، چیئرمین تحریکِ تحفظ امن پاکستان، امیر مجلسِ عمل تحفظ ختم نبوت صدر جمعیت المشائخ پاکستان پنجاب، راہنما جماعت اہلسنت پاکستان تحریر فرماتے ہیں: محققِ دوراں راہ نوردِ عرصہ تحقیق صاحبِ فکرِ عمیق سید عتیق الرحمٰن گیلانی عتق الرحمٰن من بلاء الدنیا وعذاب الآخرۃ ادام اللہ العزو الجاہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف احوال آنکہ آپ نے تحقیق کا حق ادا کردیا ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر، اینڈم اغلاط ونقائص کی نشاندہی کی۔ اصحابِ بدر واحد سے لیکر آئمہ تک جو چوک کسی سے ہوئی برملا اس کا بیان کردیا۔ ائمہ اربعہ کی تقلید اوراس کے نقائص سامنے رکھے۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے حل پیش کردیا۔

ابر رحمت میں یکدم ابر رحمت اُمت مسلمہ پر برسنے کا نسخہ درج کیا۔ حنفیت کے زعما کی خبر لی۔ اس میں اپنے بیگانے کی تمیز نہیں رکھی۔ کسی کا تقدس آڑے نہیں آیا۔ اس انداز میں کھل بات کرنا آسان نہیں اگر گویم مسلمانم بلدرم کہ دانم مشکلات لا الہ را

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں مجھے ہے حکم آذاں لا الہ الا اللہ

یہ بے باکی، یہ جرأت، کہ جبہ ودستار، سجہ وخرقہ، مسند ارشاد وافتاء، یہ منصب وجاہ، خیرہ نہ کرسکا۔ اظہار اور خوب اظہار، طلاق ثلاثہ پر رونق بخشی، چودہ صدیوں کے مسئلہ کو پندرھویں صدی میں خوب اجاگر کیا۔ اس مسئلہ پر اچھی کاوش ہے، اچھی تحقیق ہے۔ ابن قیم اور ابن تیمیہ کوئی تحقیق کے ساتھ محققانہ انداز میں پیش کیا۔ فقہ کی اغلاط پر نظر، سبحان اللہ کیا یہ اغلاط قابلِ عمل وفہم ہیں؟ نہیں بلکہ اسلام کی تضحیک کا باعث ہیں۔ سود کی لعنت کو حلال کرنے کی جرأت خسر الدنیا والآخرہ ہے۔ ہمارے مفت خور مفتی عقل وشعور سے عاری لکیر کے فقیر امت مسلمہ کو مشکلات میں ڈالنے والے ہیں۔ مشکلات کا حل نکالنے والے نہیں ہیں۔ جدید مسائل پر توجہ دی جائے۔ حلالہ جس انداز میں آپ نے اس کی تصویر کھینچی، ہمارے وہم وگمان میں بھی نہ تھی۔ مدارس نوردی ہم نے بھی کی، اپنے مدارس میں یہ عیاشی کا ساماں کہیں نظر نہیں آیا۔ یہ تحقیق، تحقیق کا حق ہے۔ اس پر توجہ کرنی چاہیے۔

الحکمۃ ضالۃ المؤمن نظروں سے اوجھل گمشدہ متاع حاصل ہو تو کیا کہنا۔ ملک کا سوادِ اعظم حنفی ہے مگر متعدد حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ دیوبندی، بریلوی۔ پھر ان کی شاخیں۔ کوئی اکٹھا کرنے والا مجھے نہیں معلوم کہ یہ نوشتۂ دیوار کیسے جاری ہوا، جس نے بھی مہربانی کی، مجھ پر بڑا احسان کیا۔ اس گئے گزرے دور میں اس بے باکی سے بلا خوف لومۃ لائم لکھنا بہت بڑی بات ہے۔ سید صاحب آپ کو سلامِ عقیدت پیش کرتا ہوں۔ آپکے تمام رفقاء کار کو سلام۔

پروفیسر محمد خالد صدر شعبہ اسلامی تاریخ وفاقی اُردو یونیورسٹی کراچی کی تائید

مصنف: تاریخ اسلام برائے MA،BS،BA،FA، سیرت النبیؐ کا خصوصی مطالعہ، تاریخ تہذیب وتمدن اسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عزت مآب محترم سید عتیق الرحمٰن گیلانی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ موصوف نے متعدد تصانیف اور جرائد ورسائل تحریر کیۓ ان میں انہوں نے معاشرہ کے اہم موضوعات پر قلم اٹھایا ہے خصوصاً طلاق اور حلالہ کا مسئلہ جو پیچیدہ صورتحال اختیار کر چکا تھا اور معاشرہ اس پر انتہائی تذبذب کا شکار تھا لیکن موصوف نے ان مسائل کو عرق ریزی اور علمی بصیرت سے حل کر دیا جو عوام الناس کی آگاہی اور قانون شریعت کے اساتذہ کرام اور طالب علموں کیلئے رہنمائی کا باعث ہوگا۔

محترم سید عتیق الرحمٰن گیلانی کی پیش نظر تصنیف ''عورت کے حقوق'' ایک جامع معلومات کا ذخیرہ ہے جسے قرآن وسنت کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے اس میں نکاح، مہر، طلاق، خلع اور حلالہ کے حوالے سے سیر حاصل بحث کی گئی ہے جو فاضل مصنف کی محققانہ صلاحیتوں کی عکاسی کرتی ہے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ آج عورت کو جو مقام حاصل ہے وہ اسلام کی رہین منت ہے اس کے برعکس اہل یورپ کا یہ دعویٰ کتنا پر فریب، لغو اور بے بنیاد ہے کہ عورتوں کو اعزاز واکرام اور مساوات سب سے پہلے انہوں نے عطا کیۓ حالانکہ یورپ کے قوانین اور احکام مذہبی میں تو آج تک مرد کی برتری بدستور قائم ہے۔ جناب رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی عورت کی عظمت کیلئے سند کی حیثیت رکھتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا

''عورتیں ریاست کا ستون ہیں اگر وہ اچھی ہیں تو ریاست بھی اچھی ہوگی اور اگر وہ خراب ہیں تو ریاست بھی خراب ہوگی۔''

میں جناب سید عتیق الرحمٰن گیلانی صاحب کو اس نئی تصنیف ''عورت کے حقوق'' کی اشاعت پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ موصوف نے مسلمانوں کی رہنمائی کا جو فریضہ انجام دیا ہے اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے اور انہیں مزید حوصلہ اور ہمت عطا فرمائے۔

راقم الحروف...... پروفیسر محمد خالد　　صدر شعبہ اسلامی تاریخ۔ وفاقی اُردو یونیورسٹی کراچی

مصنف کا مختصر خاندانی پس منظر

اجداد کی کچی قبروں پر لوگ جھنڈا لگاتے۔افغانستان محسود قبائل کا انگریز مخالف وفد دادا سید امیر شاہؒ اور بیٹنی قبائل کا وفد انکے بھائی سید احمد شاہؒ کے ہمراہ گیا۔افغان بادشاہ نے چند دن پر دادا سید حسن شاہؒ کے ہاں قیام کیا۔ HUGH BEATTIE کی کتاب "Imperial Frontier" جاسوسی رپورٹ میں قومی نمائندگی اعزاز ہے۔امیر امان اللہ خان کی بحالی کیلئے شامی پیر کے لشکر کے میزبان سید ایوب عرف آغا ولد سید احمد شاہ تھے جو کابل اخبار کے ایڈیٹر تھے۔جرمنی کی مدد سے لڑنا کرشمہ نہیں تھا بلکہ کمال فقیر اپی کے انقلابی خطوط تھے جو آغا نے لکھے۔بچہ سقہ ہٹا تو امیر امان اللہ کے کزن ظاہر شاہ کا والد نادر خان تخت پر قابض ہوا۔امیر امان اللہ کے بھائی غلام نبی نے نادر خان کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا۔اس نے آغا کو بتایا کہ "ہمارا پتہ چل چکا، ہم قتل ہونگے۔آپ شہزادی سے شادی کرلو اور قیمتی مال لیکر جاؤ"۔آغا نے لالچ سے انکار کیا۔سازش کا جھوٹا الزام لگا تو آغا کو توپ سے اُڑانے کی سزا سنائی گئی مگر قبائل خصوصاً شوئے فقیر کی اپیل پر چھوڑ کر ملک بدر کیا اور تاحیات افغانستان آمد پر پابندی بھی لگادی۔تقسیم ہند کے وقت ہندو

Nawab's party came to see Macaulay. They told him that the Nawab's influence had hitherto deterred them from doing so, but that they would co-operate with him in future.[25] Others, however, remained unreconciled, and in March 1877 they sent Amir Shah (one of the Kaniguram Sayyids) and two Alizais to offer their support to Amir Sher Ali Khan in Kabul, hoping that he might be able to do something for them in return.[26]

The Alizais particularly resented the recent imposition of tribal responsibility, and in June Umar Khan, Yarik Khan and other leading Alizais came down to British territory to discuss the situation with Macaulay.[27] Arguing that members of their section had not been responsible for any of the recent difficulties, they tried to persuade him to withdraw this, but without success. Shortly afterwards they went off to Kabul again with some other maliks. In August four Bhittanis from Jandola followed with the Kaniguram Sayyid, Ahmed Shah, as did another party of Mahsuds in September.[28] The Amir treated them extremely hospitably, paying them personal attention and giving them dresses of honour and cash gifts, which they greatly appreciated.[29]

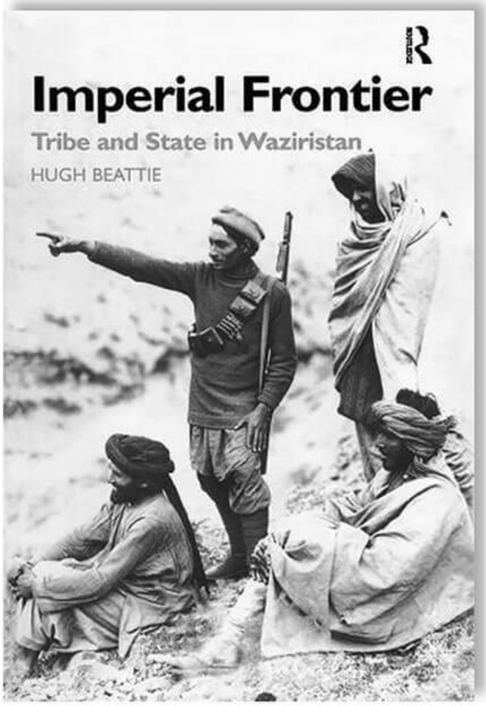

دوست میرے والد کو زمینیں اور بنگلے دینا چاہتے تھے مگر انکار کیا اسلئے کہ لالچ کا ضمیر نہ تھا۔دادا نے میرے والد کی شادی کرنا چاہی تو جواب آیا کہ "لڑکی کم عمر ہے"۔دادا نے کہا کہ "بیٹے کی وقت پر شادی کرنی ہے، ایک اور سے نکاح کردیا"۔پھر منگیتر کی رخصتی ہوئی۔پہلی کو طلاق دی مگر مرضی سے شادی کرنے دی جو خلافِ رسم قربانی تھی۔یہی آیت 230 البقرہ کی تفسیر ہے کہ "طلاق کے بعد عورت کسی اور شوہر سے نکاح میں آزاد ہو"۔

میری ماں کی رخصتی پر نکاح کی عمر کا احساس ہوا۔تو اماں عائشہؓ کی عمر کا کیسے احساس نہ ہوگا جو اُسوۂ حسنہ میں حسنِ معاشرت کا بہت بڑا رول ماڈل تھا؟۔

پھر والد نے تیسری شادی کی، مَیں آخری بیٹا ہوں، والدہ سے چار بھائی ایکسین واپڈا، ایس ڈی او C&W، سابقہ کمشنر بنوں، بلامقابلہ نائب ناظم گومل وامیدوار ضلع ناظم ہیں۔طاقتور ظالم طبقہ سے ٹکراؤ انقلاب کی سنت اور کمزور طبقہ پر اپنی بے غیرتی مسلط نہ کرنا شرفِ نسب ہے۔عورت کے حقوق کی پامالی، حلالہ کی لعنت اور بے غیرتی قرآن کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔اس کتاب کے اہداف سے ہی انشاء اللہ انقلاب کبیر آئیگا۔سید عتیق الرحمٰن گیلانی

عرضِ ناشر: کانیگرم وزیرستان: فطرت کا ترجمان: از محمد اجمل ملک ایڈیٹر ماہنامہ نوشتۂ دیوار

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی — یا بندۂ صحرائی یا مرد کوہستانی
اے شیخ ! بہت اچھی مکتب کی فضا لیکن — بنتی ہے بیاباں میں فاروقی و سلمانی
اب نام رہ گیا ہے وزیری و محسود — یہ خلعتِ افغانیت سے ہیں عاری
جو فقر ہوا تلخیٔ دوراں کا گلہ مند — اس فقر میں باقی ہے ابھی بوئے گدائی
نگاہ وہ نہیں جو سرخ و زرد پہچانے — نگاہ وہ ہے جو محتاج مہر و ماہ نہیں
سنیں گے میری صدا خانزادگانِ کبیر — گلیم پوش ہوں میں صاحبِ کلاہ نہیں

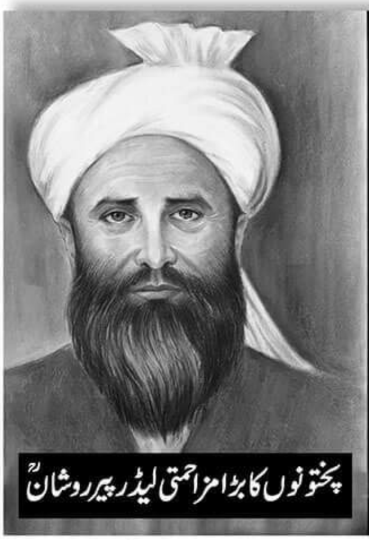
پختونوں کا بڑا مزاحمتی لیڈر پیرروشانؒ

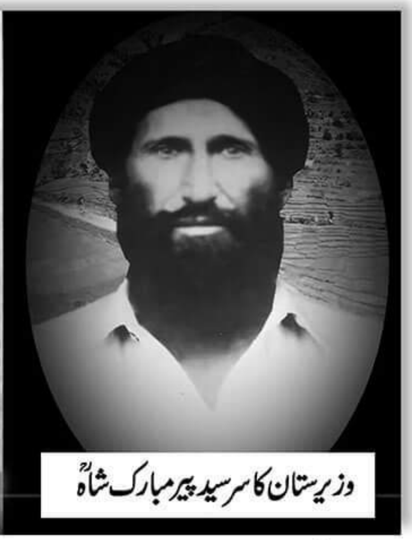
وزیرستان کا سرسید پیر مبارک شاہؒ

آزاد قبائل فطرت کے نگہبان ہیں۔1983ء میں بنوری ٹاؤن، فاروقیہ، دارالعلوم کراچی نے ان طلبہ کو نکالا جنہوں نے مسجد فاروق اعظمؓ ناظم آباد میں چھٹی کے دن جدید تعلیم کیلئے داخلہ لیا۔ مولانا سندھیؒ نے علماء کو جدید تعلیم کی جو تجویز دی، پیر مبارک شاہؒ کانیگرم میں پہلے ہی زیادہ بہتر طور پر عمل کر چکے تھے۔ عتیق گیلانی کے دادا سید امیر شاہؒ نے کہا: ''اسکول انگریز کو تربیت یافتہ غلام فراہم کریگا، ابھی تو کچھ لوگ بندوق اٹھا لیتے ہیں پھر یہ بھی نہیں رہیں گے''۔ جبکہ عتیق گیلانی کے نانا نے کہا کہ ''لوگوں کو آپ ہمارے گدھے چلانے سے نکال دو گے''۔

1970ء کی دہائی میں کانیگرم کے عمائدین نے فیصلہ کیا کہ ''جو روزہ نہ رکھے گا، 500 روپیہ جرمانہ ہوگا''۔ بجائے تشدد جرمانہ شعور تھا۔ کچھ افراد نے خلاف ورزی کی۔ جن کا کہنا تھا کہ ''ہمارا روزہ تھا مگر یہ حق نہیں کہ عوام پر جبر کیا جائے''۔ ائمہ اربعہؒ نے بے نمازی کیلئے قتل، کوڑے اور قید کی سزا رکھی۔ افغان طالبان نے عمل درآمد کیا مگر کانیگرم کے گمنام ہیرو ہوتے تو عوام متفق ہوتی کہ بے نمازی کی سزا نہیں، اگر کوئی سزا ہوتی تو یہ اختلافات نہ ہوتے۔ بے وضو نماز کا کیسے پتہ چلے گا؟۔ پھر نماز اللہ کی نہیں انسان کی غلامی ہوگی۔ مجدد الفؒ نے اکبر بادشاہ کو سجدہ نہ کیا جبکہ کانیگرم کے پیر روشانؒ نے جنگیں لڑیں، وہ خود اور انکے بیٹے شہید ہو گئے۔ دوسری طرف بیربل، ملا دو پیازہ وغیرہ قتل ہوئے۔ جلال آباد شہر پیر روشان انصاریؒ کے بیٹے کے نام پر ہے۔

گیلانی خاندان کے چند اعزازات۔ 1: طالبان کے سامنے انکار مشکل تھا، جس دھج سے جو مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے۔ کا اعزاز پالیا۔ 2: پہلا اور آخری واقعہ تھا جس پر طالبان نے باقاعدہ معافی مانگ لی۔ 3: محسود میں کمزور وقتی صلح کرتا ہے، دلالوں کی بڑی کوشش و دباؤ کے باجود انکار کیا۔ 4: نعرہ تکبیر لگا کر حملہ کرنیوالے ڈکیتوں کی طرح پہلی بار رات کی تاریکی میں دفنائے گئے۔ 5: کوئی مائی کا لال حملے کی ذمہ داری قبول نہ کرسکا۔ 6: طالبان نے اپنوں سے بدلے کا اعلان بھی کیا۔ 7: طالبان کمزور مجرموں کی سزا چاہتے تھے مگر یہ پیشکش مسترد کی۔ محسود عمائدین کو معافی کیلئے طالبان ساتھ لائے مگر فیصلہ کی تاریخ پر نہ آنے دیا۔ 8: مولانا فضل الرحمٰن نے طالبان کو دجال کا لشکر قرار دیا، قوم طالبان کیخلاف کھڑی نہ ہوسکتی تھی، جنرل راحیل نے جان چھڑائی۔ 9: کانا ملا عمر خراسان کا مہدی کہلایا۔ منتخب وزیر اعلیٰ اکرم درانی کے خاندان پر حملہ ہوا تو میڈیا پر بیان دیا کہ ''اگر کسی نے ہم پر حملہ میں طالبان کا نام لیا تو ہتک عزت کا دعویٰ کرونگا''۔ 10: مشرکینِ مکہ نے وہ کام نہ کیا جو بے شناخت آلتو فالتو اور پالتو طالبان نے اُزبکوں کی مدد سے کیا۔ لمبے عرصہ تک عتیق گیلانی کو آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی ہمت مخالفین میں نہ تھی اور تمام مکاتبِ فکر کے نامی گرامی علماء کرام بہت کھل کر حمایت کرتے تھے۔ محمد اجمل ملک

اب اللہ کے احکام زندہ کر کے جیو!

سنریھم آیٰتنا فی لآفاق وفی ا نفسھم حتیٰ یتبین لھم انه الحق او لم یکف بربک انه علی کل شئی شھید

’’عنقریب ہم اپنی نشانیاں آفاق میں دکھائیں گےاور انکے اپنے نفسوں میں بھی یہاں تک کہ ان کیلئے واضح ہو کہ وہ حق ہے۔اور کیا آپ کے ربّ کیلئے یہی کافی نہیں کہ وہ ہر چیز پر گواہ ہے؟۔(حم سجدہ: آیت 53)

تبلیغی جماعت میں مستورات کی جماعتیں بھی نکلتی ہیں۔گھروں، گاؤں، شہروں، ملکی اور غیر ملکی سطح پر کام کا بہت بڑا نیٹ ورک ہے۔ بالکل درست فرماتے ہیں کہ ’’لا الہ الا اللہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے حکموں میں کامیابی اور غیروں کے حکموں میں ناکامی کا یقین ہمارے دلوں میں آجائے‘‘۔

شوہر کہے کہ ’’تجھے تین طلاق‘‘ اور پھر عورت کسی معتبر دینی مدرسہ سے فتویٰ لیکر حلالہ کی لعنت سے اپنی عزت لٹوائے۔ گھر، محلّہ اور عزیز و اقارب کے سامنے حلالہ کی لعنت سے عزت خاک میں مل جائے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ کے اس حکم پر کامیابی کا یقین کرلے، چاہے وہ کتنے ہی چلّے لگائے؟۔

ایک طبقہ بڑا زور لگا کر سمجھتا ہے کہ ہم اللہ کے احکام اور نبیﷺ کی سنت کو زندہ کررہے ہیں۔ شیخ الاسلام ومفتی اعظم کے دارالعلوم کراچی میں ایک طرف یہ تعلیم ہو کہ ’’شادی بیاہ کی رسم لفافے کی لین دین سود ہے، اس کا کم از کم گناہ اپنی ماں سے زنا کے برابر ہے‘‘ اور دوسری طرف حلالہ کی فیکٹریاں اور اسلامی سودی بینکاریاں چل رہی ہوں تو تبلیغی جماعت کے افراد بستر نہیں اٹھاتے بلکہ زندہ لاش بن کر غیرت کے جنازے اٹھا کر گھومتے ہیں؟‘‘۔

عورت ماں بیٹی بیوی بہن ہو، عزیزہ قرابتدار ہو، پڑوسن ہو۔ ہم زباں ہو یا نہ ہو، کافر ہو یا مسلمان۔ بچی، بوڑھی ہو یا جوان، اس پر حالت جنگ میں بھی ہاتھ اُٹھانا جائز نہیں۔(ارشاد نبیﷺ) عزت واحترام کیلئے عورت ہونا کافی ہے۔ جو لوگ بھی اپنے گھر، سکول کالج اور مدارس میں بے راہروی کا شکار ہوکر ضمیر کھو دیتے ہیں وہ عزت کو کوئی چیز نہیں سمجھتے۔ ہر سطح پر عورت کے حقوق کی پامالی ہورہی ہے، جس سے دنیا تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے۔

پہلے غیرت، شک وشبہ اور وسوسہ وپاگل پن کی وجہ سے عورت کا خون ہوتا تھا، اب ہوس کی آگ بجھانے کیلئے عورت، بچیوں اور بچوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ گئے وقت کے بزرگوں کی روحیں بے غیرتی کے طوفانوں کے خلاف اُٹھنے کی دعوت دے رہی ہیں۔ ریاستی عزائم کا دارومدار اپنی رعایا کے اخلاقی اقدار پر ہوتا ہے۔ مدینہ کی ریاست میں اللہ نے واضح کیا کہ ’’عورتوں کو ستانے اور افواہیں اڑانے والے آپکے پڑوس میں نہیں رہیں گے مگر کم عرصہ۔ یہ ملعون ہیں، جہاں پائے گئے پکڑ کر قتل کیا گیا، یہ پہلوں کی سنت رہی ہے‘‘۔ خاندان کے سید منور شاہؒ اور سید مظفر شاہؒ (پیر بھائی مولانا عبداللہ درخواستیؒ) وزیرمحسود جنگ میں قتل ہوگئے۔ نانا سلطان اکبر شاہؒ نے انگریز دور میں سکندر مرزا کو جٹہ قلعہ گومل کرائے پر دینے سے انکار کرکے کہا کہ ’’افغان مسلمان بھائیوں کو قتل نہیں کرواسکتا‘‘۔ سید محمد امین شاہؒ نے 1948ء جہادِ کشمیر میں عورت کی عزت بچائی اور اپنے ریجن سے تبلیغ میں پہلا چلہ لگایا، جب لوگ تبلیغی کام کو فتنہ سمجھ کر کہتے تھے کہ ’’پرانا کلمہ مضبوط پکڑو‘‘۔ سید حسین شاہؒ بہت غیرتمند عبادت گزار تھے۔ پیر ریاض شاہ ریٹائرڈ انکم ٹیکس نے CSS قبائل میں ٹاپ کیا۔ انٹرویو میں سوال کا جواب دیا کہ ’’جنرل ضیاء کا اقتدار پر غیر جمہوری قبضہ سے لیکر اسلام کے نام پر ووٹ مانگنے تک کوئی بات پسند نہیں‘‘۔ جب اس کو پتہ چلا کہ مزارعت سود ہے تو کہنے لگا کہ ’’پھر تو ہماری نماز وغیرہ سب کچھ بیکار ہے‘‘۔ اب اسکا بیٹا سید جنید گیلانی زمین خود کاشت کررہا ہے۔ ایک سنت کو زندہ کرنا سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

سید حسین شاہ گیلانی عرف گل داداؒ

نواز شریف نے 1990ء میں ISI سے 95 لاکھ لئے تو میرے ماموں غیاث الدینؒ نے جنوبی وزیرستان سے قومی اسمبلی کے الیکشن میں پونے دو کروڑ روپے خرچ کئے۔ میں نے ناکامی پر کہا تھا کہ ’’اچھا ہوا کہ غیرتمند ماموں بے غیرت سیاسی منڈی میں نہیں پہنچا‘‘۔

زنا بالجبر کی سزا سنگساری اور گواہوں کی ضرورت نہیں بلکہ جرم کا یقین کافی !

اسلام فطری دین ہے۔زنا بالرضا اور زنا بالجبر میں بڑا فرق ہے۔زنا بالرضا کی سزا 100 کوڑے قرآن میں واضح ہیں۔زنا بالجبر کی سزا ملعونین اینما ثقفوا اخذ وقتلوا تقتیلا ''وہ ملعون ہیں، جہاں پائے جائیں پکڑ کر قتل کیا جائے'' قرآن میں انسانی فطرت کے مطابق واضح ہے۔ایک عورت پر جبری جنسی زیادتی ہو رہی ہو اور وہاں پر چار نہیں بلکہ ایک فرد بھی موجود ہو تو فطری غیرت کا تقاضہ یہی ہے کہ عورت کی چیخ و پکار سن کر عدالت میں گواہی دینے کے بجائے اس کو قتل کر دیا جائے۔البتہ اگر مقتول مجرم نہیں بلکہ غلط الزام لگا کر قتل کیا گیا ہے تو قاتل کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

آزاد قبائل، ریاست پاکستان اور عالمِ انسانیت میں یہ غیرت ہے کہ ڈکیتی سے بڑھ کر زنا بالجبر کے مرتکب کو موقع پر قتل کر دیا جائے تو اس پر بھرپور حوصلہ افزائی ہوگی۔اللہ نے فرمایا کہ ''اور اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔اس انتہائی اچھی (کتاب) کی جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہے، پیروی کرو''۔(الزمر آیت 55) عزیز و اقارب سے اللہ کے احکام کو زندہ کرنے کی کوشش ہونی چاہیے۔

ایک اچھے معاشرے میں یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص کسی بھی عورت کو زبردستی سے زیادتی کا نشانہ بنائے اور تماش بین اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنیں۔ صحابہ کرامؓ کے دور میں ایک شخص نے ایک عورت کو تنہا دیکھ کر چادر میں لپیٹ لیا اور زیادتی کا نشانہ بنایا۔اس خاتون نے نبی ﷺ سے شکایت فرمائی اور نبی ﷺ نے اس شخص کو سنگسار کرنے کا حکم دیدیا۔وہ سرِ عام سنگسار کر کے مار دیا گیا۔نبی ﷺ نے اس عورت سے کوئی شواہد اور گواہ نہیں مانگے۔عورت کی مظلومیت اور گواہی کافی تھی۔آج ڈی این اے اور دوسرے شواہد و طریقۂ کار سے بھی مجرم کو پکڑنا مشکل نہیں۔شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی نے لکھا کہ ''رسول اللہ ﷺ نے نعوذ باللہ فقہی احکام کو نہیں سمجھا، فقہ میں چار مرد چشم دید گواہ ضروری ہیں۔واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غلط فیصلہ کیا۔ چنانچہ دوسرے شخص نے کہا کہ جس کیخلاف گواہی دی گئی ہے وہ مجرم نہیں بلکہ میں مجرم ہوں۔پھر پہلے شخص کو چھوڑ کر دوسرے شخص کو سنگسار کیا گیا تھا''۔

رسول اللہ ﷺ نے عورت کی گواہی زنا بالجبر میں تسلیم کر لی اور قرآن میں بھی اس فطری قانون کی وضاحت ہے کہ اس میں گواہوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ ''ملعونین ہیں جہاں پائے جائیں، وہاں پکڑ کر قتل کئے جائیں''۔طاقتور لوگ اپنی خواتین کی حفاظت کیلئے عدالت کے دروازوں پر نہیں جاتے بلکہ خود ہی بروقت انتقام لیتے ہیں۔کمزوروں کو طاقتور طبقے کے خلاف انصاف ملنا مشکل ہوتا ہے۔درباری علماء نے اس مشکل کو ناممکن بھی بنا دیا۔قومی اسمبلی میں مضحکہ خیز بحث اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ ہمارے ملک کا اشرافیہ اور مقتدر طبقہ خواتین کو تحفظ دینے میں بالکل بھی سنجیدہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے قانون میں کمزور طبقے کو ہی تحفظ دیا گیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل بھی کیا لیکن وقت کیساتھ ساتھ مقتدر طبقات اور انکے آلۂ کار فقہاء نے متوازی قانون بنا کر قرآن وسنت کا ستیاناس کر دیا۔قرآن میں مؤمنات کو شریفانہ لباس کا حکم ہے تاکہ پہچانی جائیں کہ یہ وہ نہیں ہیں جو اپنی مارکیٹنگ کر رہی ہیں اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ یہ بدمعاش لوگ بہت کم عرصہ پڑوس میں رہیں گے جو خواتین کو تنگ کرتے ہیں اور افواہیں اڑاتے ہیں۔ یہ منافق ہیں اور ان کے دلوں میں مرض ہے جو اس قسم کی حرکتیں کر رہے ہیں۔عورتوں کو جس معاشرے میں امن و تحفظ مل جائے، اس معاشرے سے بڑھ کر کوئی انسانی معاشرہ نہیں ہوسکتا ہے۔عورتوں کے مسائل بھی بہت انواع و اقسام کے ہیں۔قرآن میں عورت کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ جہاں عورت کو معاشرے میں ہر سطح پر بے مثال اور لازوال تحفظ دیا گیا ہے۔

پاکستان کا آئین اسلامی ہے اور پاکستان کا معاشرہ، حکومت اور ریاستی ادارے غیرتمند ہیں تو عورت اور بچوں کے تحفظ کیلئے جبری جنسی زیادتی پر کھلے عام سنگساری کی سزا رکھی جائے۔رسول اللہ ﷺ نے کھلے عام سنگسار کرنے کا حکم دیا۔سنگساری سے معاشرے میں جرم کی شرح صرف کم نہیں ہوگی بلکہ صدیوں یاد بھی رکھی جائے گی اور کوئی جنسی تسکین کیلئے اتنے بڑے اقدام کی جرأت نہیں کر سکے گا۔مدارس میں بچوں سے جبری جنسی زیادتی کی وجہ سے علماء و مفتیان غیرت والے اسلام پر عمل کرنے کے خود کو متحمل نہیں سمجھتے ہیں، ورنہ جبری جنسی زیادتی کے خلاف سب سے بڑا احتجاج مذہبی طبقات کی طرف سے ہی ہوسکتا تھا۔وہ سلیم الفطرت لوگ جو اپنی نسلوں کا تحفظ چاہتے ہیں، ضرور قرآن وسنت کی سزا کے نفاذ کیلئے جدوجہد کریں۔

اسلامی تعلیم وتربیت سے عورت پر گھریلو تشدد کا مکمل خاتمہ ہوگا

الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض و بما انفقوا من اموالھم فالصٰلحٰت قٰنتٰت حٰفظٰت للغیب بما حفظ اللہ والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلاً ان اللہ کان علیا کبیراO ترجمہ: مرد عورتوں کے محافظ کفیل ہیں، جو اللہ نے ایکدوسرے پر فضل کیا اور جو انہوں نے خرچ کیا۔ پس صالحات، عاجزی کرنے والیاں، غیب میں حفاظت کرنے والیاں جو اللہ نے ان کی فطرت میں حفاظت ڈالی اور جن کی بدخوئی کا ڈر ہو تو ان کو سمجھاؤ اور ان کو الگ کرو ٹھکانوں میں۔ اور ان کو مارو۔ اگر وہ تمہاری مانیں تو ان کیلئے لڑنے کی راہیں تلاش نہ کرو۔ بیشک اللہ بلند بڑا ہے۔ (آیت 34۔ النساء)

اس آیت میں مرد کی 2 اور عورت کی 3 صفات کا ذکر ہے۔ مرد پر عورت کا تحفظ اور مال خرچ کرنا فرض ہے۔ مرد عورت کے تحفظ پر جان لڑاتا ہے۔ اگر شوہر بیوی کا مال کھائے تو فضیلت نہیں۔ اگر تحفظ نہیں عدمِ تحفظ کا شکار کرے تو یہ پاگل پن ہے۔ 1: عورت صالحہ (فطرتِ سلیمہ) رکھتی ہے۔ 2: عورت فطری بدمعاش نہیں نرم وعاجز ہوتی ہے۔ 3: شوہر غائب ہو تو عورت عصمت کی حفاظت کرتی ہے۔ یہ عورت کی بڑی خوبی ہے جو اللہ نے رکھی ہے اور یہ صفت کبوتری میں بھی ہے۔ شاعرہ پروین شاکر کی شاعری میں بیوفا شوہر سے وفا عورت کی فطرت اور قرآن کی صداقت ہے۔

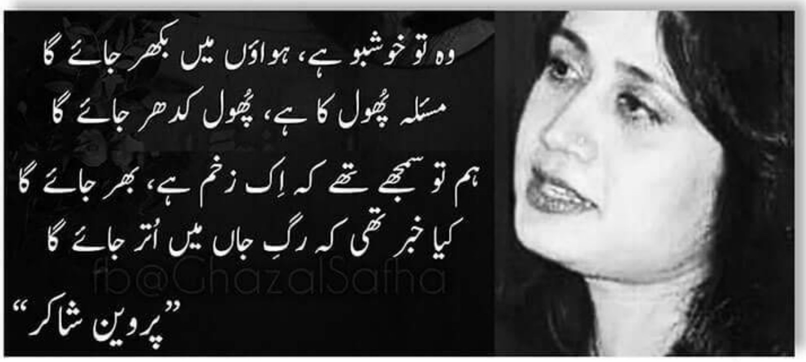

چرندوں، پرندوں، وحشی درندوں میں نر طاقتور اور مادہ صنفِ نازک ہے۔ عدت کے 3 مراحل میں 3 بار طلاق کی طرح عدم تشدد کے تین مراحل ہیں۔ عورت منہ پھٹ اور مرد ہاتھ چھوڑ ہوتا ہے اسلئے اللہ نے عورت کو تشدد سے بچانے کیلئے تین مراحل رکھے ۔ پہلا مرحلہ بات سمجھانے آگ بجھانے کا۔ دوسرا مرحلہ بستر الگ کرنے کا۔ تیسرے مرحلے تک بات نہیں پہنچتی۔ کیونکہ شوہر اپنی رفیقہ حیات کا دشمن نہیں ہوتا کہ مارنے کیلئے منصوبہ بندی کرے۔ البتہ اکثر شوہر اتنا تشدد کرتا ہے کہ عورت سہنے کی عادی ہوجاتی ہے۔ اللہ کے حکم پر عمل ہوگا تو مارنے کی نوبت نہ آئے گی۔ حضرت عمرؓ نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ ہم مکہ میں بیویوں پر غالب تھے، اب وہ غالب آگئیں۔ نبی ﷺ نے مارنے پر پابندی لگائی۔ گدھے وگھوڑے کی مار میں فرق ہے۔ عورت پر تشدد جائز نہیں۔ جب تشدد کا ماحول نہ ہوگا تو عورت مار برداشت بھی نہ کرے گی۔ اگر علامتی مسواک کی مار ہو تب بھی جدائی کا باعث بنے گا، اسلئے اگلی آیت میں فرمایا:

و ان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکما من اھلہٖ و حکما من اھلھا ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینھما ان اللہ کان علیمًا خبیرًاO ترجمہ "اور اگر تمہیں خوف ہو ان دونوں میں جدائی کا تو تشکیل دو ایک فیصلہ کرنیوالا شوہر کے خاندان سے اور ایک فیصلہ کرنیوالا بیوی کے خاندان سے۔ اگر دونوں اصلاح کرنا چاہیں تو اللہ دونوں میں موافقت پیدا کردے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ علم والا خبر والا ہے"۔ (آیت 35۔ النساء)

آیت میں واضح ہے کہ طلاق وخلع وہ معاملہ ہے جس میں قریبی رشتہ داروں کا کردار ہے۔ یہ مولوی کا کام نہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ علیحدگی میں دونوں کا مؤثر کردار ہے۔ اگر بیوی علیحدگی چاہتی ہو تو اس کو صلح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ علماء نے جو حکم واضح کرنا تھا وہ بالکل بھی واضح نہیں کیا ہے۔

جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی میں مولانا نجم الدین مردانی نے ابتداء سے افتاء تک پڑھا اور فتویٰ دیا کہ "شرعی مار کی حد یہ ہے"۔ طلبہ خوش تھے کہ تشدد سے جان چھوٹ گئی لیکن مولانا نجم الدین کو اس فتوے پر جامعہ نے نکال دیا۔ اس نے طیش میں آکر مفتی محمد ولی کو دھمکی دی کہ جب گھر جاؤگے تو کینٹ اسٹیشن پر شلوار اتاردوں گا۔ اجمل مردانی نے مجھے یہ خوشخبری سنائی لیکن مجھے بہت برا لگا اور مفتی ولی سے پہلے اسٹیشن پہنچا مگر مولانا نجم الدین نہیں آئے۔ بنوری ٹاؤن کے استاذ مولانا محمد صاحب کہتے تھے کہ "جب شادی کرلو، تو پہلی رات بیوی کو خوب پیٹ ڈالو، ساری زندگی سکھ میں رہوگے"۔

نکاح بالجبر اور پاکستان کا احسان

مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتًاوان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون ''جولوگ اللہ کے علاوہ دوسروں کواولیاء بنادیتے ہیں تو ان کی مثال مکڑی کی ہے جوگھر بناتی ہےاور بیشک سب سے کمزور گھر مکڑی کا ہوتا ہے،اگروہ حقیقت سمجھ لیں''۔(سورۃالعنکبوت آیت 41)

خنساءؓ کے والدنے اسکا نکاح کردیا۔پسند نہ تھا تو نبیﷺ نے نکاح کورد کردیا۔نبیﷺ نے فرمایا''کسی الایم کا نکاح نہیں مگراس کی مشاورت سےاور کسی کنواری کا نکاح نہیں مگراس کی اجازت سے''۔(بخاری)

حنفی مسلک میں بچی کا نکاح ایک مرتبہ نہیں بلکہ جب تک بالغ نہ ہو بار بار جبری طور پر کیا جاسکتا ہےاور یہ بچی کوزندہ دفن کرنے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔پاکستان کی ریاست نے بڑااحسان کیا ہے کہ بچی کو بیچنے والے والدین،خریدارشوہراور نکاح خواں مولوی کو پولیس گرفتار کرلیتی ہے۔

عن عائشةؓ ان النبیﷺ تزوجها وھی بنت ست سنین وادخلت علیه وھی بنت تسع و مکثت عنده تسعًا ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپﷺ سے نکاح ہوا تو16 سالہ لڑکی تھیں اور رخصتی ہوئی تو19 سالہ لڑکی تھیں اور آپ کیساتھ 9 سالوں تک رہیں''۔(بخاری)

اگر6 سالہ اور9 سالہ ہوتو بجائے بنت کے طفلة ست سنین 6 سالہ بچی،طفلة تسع سنین 9 سالہ بچی کا لفظ استعمال ہوتا۔بخاری کا یہ ترجمہ غلط ہے کہ 6 سالہ لڑکی تھی تو نکاح ہوااور9 سالہ لڑکی تھی تو رخصتی ہوئی۔دوسری روایت ہے کہ 19 سالہ لڑکی تھی تو جماع ہوا۔جس کا غلط ترجمہ 9 سالہ لڑکی کیا گیا ہے۔مولانا سلیم اللہ خانؒ نے لکھا کہ''9 سالہ بچی سے جماع تب جائز ہے،جب اس میں جماع کی طاقت ہو''۔(کشف الباری)

اماں عائشہؓ سے نکاح سن 11 نبوی جبکہ رخصتی سن 1 ھجری کو ہوئی۔سن 11 نبوی کو اماں عائشہؓ کی عمر16 سال ہوتو5 سال قبل از نبوت حضرت عائشہؓ کی پیدائش بنتی ہے۔حضرت اسماءؓ کی وفات100 سال کی عمر میں73ھ کو ہوئی۔جو اماں عائشہؓ سے دس سال بڑی تھیں۔اگر100 میں سے72 سال نکالے جائیں تو حضرت اسماءؓ کی عمر ہجرت کے وقت 28 سال بنتی ہےاور13 سال مکی دور کے نکالے جائیں تو حضرت اسماءؓ کی بعثت نبوی کے وقت15 سال بنتی ہے۔اس حساب سے اماں عائشہؓ کی عمر بعثت کے وقت عمر5 سال اور11 نبوی کو آپؓ کی عمر ٹھیک 16 سال ہی بنتی ہے۔

بچپن اور لڑکپن، چلڈرن اور بوائے گرل،اطفال اور بنین وبنات میں واضح فرق ہے۔عربی میں اطفال اور بنین وبنات کے درمیان مراھق و مراھقه کی عمر ہے۔جو بلوغت کے قریب ہے۔نکاح کی ایک عمر ہوتی ہے۔یتیم لڑکوں کا اللہ نے فرمایا کہ''مال انکے حوالہ کرو حتی اذابلغوا النکاح جب وہ نکاح کو پہنچ جائیں''۔لڑکی کا نکاح کی عمر کو پہنچنا فطری بات ہے۔6اور9 سالہ بچی ہی ہوتی ہے۔بلوغت سے پہلے مراھقه اور بلوغت کے بعد پھر بنت کا مرحلہ آتا ہے۔بچی کا پردہ ہےاور نہ نکاح۔بنات کا پردہ اور نکاح ہے۔مراھقه کی عمر11،12،13 سال ہوتی ہے۔بنات14،15 سے 20،22 کی لڑکیاں ہیں۔البتہ جب تک شادی نہ ہو تو پختہ عمر کی عورت بننے سے پہلے ان پر عرفِ عام میں بنات اور لڑکیوں کا ہی اطلاق ہوتا ہے۔

عربی میں عبدالقادر کو''یاقادؔ'' کہہ سکتے ہیں۔کروڑوں کا بنگلہ ہوتو خالی10 کہنے سے 10 کروڑ اور لاکھوں کی گاڑی ہوتو دس سے10 لاکھ مراد ہوتے ہیں۔اور عربی گنتی11 سے19 تک احد عشرة، اثنا عشرة... ست عشرة... تسع عشرة کیلئے ست سے مراد16اور تسع سے مراد 19 ہے۔اسلئے کہ نکاح کیلئے بچی نہیں لڑکی کا ہونا ضروری ہے۔لڑکی اور نکاح کی عمر دس سال سے پہلے نہیں بلکہ کئی سال بعد ہی شروع ہوتی ہے۔

چند سال پہلے اخبار''عوام'' جنگ میں خبر شائع ہوئی کہ کینیڈا میں 66 سالہ شخص کا نکاح 36 سالہ عورت سے ہوا۔30 سال عمروں میں فرق ہے۔20 سال معاشقہ چلااور آخرکار دونوں میں رشتہ ہوگیا۔اگر اماں عائشہؓ سے متعلق درست معلومات ہوتیں تو گستاخانہ فلم کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔

فصل صحابیات

اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما: جس رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے لیے روانہ ہوئے تو انہوں نے اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر کے ایک سے دستر خوان اور دوسرے سے مشکیزہ باندھا۔ اس لیے انہیں ذات النطاقین، یعنی دو کمر بندوں والی کہا جاتا ہے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ آپ ہی کے فرزند ہیں، مکہ میں شروع ہی میں مشرف با اسلام ہوئیں۔ کہا گیا ہے کہ آپ نے سترہ افراد کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔ اپنی بہن ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس سال بڑی تھیں اور اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے دس یا بیس دن بعد فوت ہو گئی تھیں، جب ان کے بیٹے کو پھانسی کی لکڑی سے اتارا گیا تھا اس وقت ان کی عمر سو سال تھی۔ آپ کی وفات مکہ میں ۷۳ھ میں ہوئی۔ آپ سے بہت سے لوگوں نے روایت کی۔

ہم سے ابراہیم نے بیان کیا...... کہا کہ مجھے خبر دی یوسف...... نے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ اُم المؤمنینؓ کے پاس تھا۔ آپؓ نے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری **بل الساعة موعدھم و الساعة ادھٰی و امر** تو اس وقت میں چھوکری تھی اور کھیلا کودا کرتی تھی۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر)

یہ سورۃ القمر ہجرت سے 5 سال پہلے نازل ہوئی، جس میں شق القمر کا واقعہ ہے۔ اس وقت اماں عائشہؓ کی عمر 13 سال بنتی ہے۔ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں پہلے جبیر بن مطعم کو ان کا رشتہ دے چکا ہوں۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے مطعم کے سامنے رشتے کی بات رکھی تو اس نے کہا کہ آپ لوگ اپنا دین بدل چکے ہو اسلئے میں اپنے بیٹے کیلئے تمہاری بیٹی نہیں لیتا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ بہت قریبی صحابی تھے اور یہ کیسے ممکن تھا کہ سن 5 نبوی کو حضرت عائشہؓ کی پیدائش ہوئی اور 5 نبوی سے 11 نبوی تک کے کٹھن مرحلے میں ایک مشرک سے رشتہ بھی طے کر دیا؟۔

5 نبوی تک دار ارقم میں چھپ کر تبلیغ ہوتی تھی۔ دار ارقم کے محدود افراد میں اسماء بنت ابوبکرؓ اور عائشہ بنت ابوبکرؓ شامل تھیں۔ ابوبکرؓ کی چار اولاد کی پیدائش نبوت سے قبل ہوئی۔ (طبقات ابن سعد) قرآنی آیت ''جن عورتوں کو حیض نہیں آتا'' سے یہ دلیل غلط ہے کہ کم عمر بچیاں مراد ہیں حالانکہ وہ خواتین مراد ہیں، جن کا سلسلہ حیض ختم ہو یا بانجھ ہوں۔ اگر کوئی بضد ہو کہ اماں عائشہؓ کی رخصتی اور جماع کا عمل 9 سالہ عمر میں ہوا۔ عرب جتنا گرم پاکستان اور بھارت وغیرہ بھی ہیں تو کیا کوئی شریف انسان اپنی بچی کو اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس عمر میں نکاح کیلئے پیش کر سکتا ہے؟۔

1: حضرت حسن بصری اور امام نخعی کے نزدیک عورت طلاق شدہ، بیوہ اور کنواری ہو، بچی یا بالغہ۔ اس کا زبردستی سے نکاح کرایا جاسکتا ہے۔ 2: ابن شبرمہ کے نزدیک عورت کا زبردستی نکاح نہیں کرایا جاسکتا اور بچی کا نکاح جائز بھی نہیں۔ 3: امام شافعی کے نزدیک بچی اور بالغہ کنواری کا نکاح زبردستی سے کرایا جاسکتا ہے لیکن طلاق شدہ و بیوہ بچی یا بالغہ عورت کا نکاح نہیں کرایا جاسکتا۔ 4: حنفی مسلک میں بچی کا زبردستی سے نکاح کرایا جاسکتا ہے لیکن بالغہ کا نہیں کرایا جاسکتا۔ چار اماموں کا اتفاق ہے کہ کنواری بچی کا زبردستی سے نکاح کرایا جاسکتا ہے۔ (کشف الباری ج ۳ صفحہ ۲۴۶)

کیا فقہی مسالک کو عورت کے نکاح میں شریعت سازی کا حق حاصل تھا؟۔ بچی کا نکاح ہو۔ بلوغت کے بعد نکاح برقرار رکھنے یا توڑنے کا حق رکھنے پر اختلاف ہو تو یہ شریعت ہو سکتی ہے؟۔ جس غلط مفروضے پر جعلی شریعت کی بنیاد رکھی گئی ہے اس کو ڈھانے کیلئے کسی مسیحا کے انتظار کا حکم ہے؟۔ مفتی اعظم پاکستان بن مفتی اعظم پاکستان اور برادر شیخ الاسلام مفتی محمد رفیع عثمانی کہتے ہیں کہ ''ہم علماء کو معلوم نہیں ہے کہ کس کا مسلک حق اور کس کا غلط ہے۔ جب امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو اس کی ہر بات حق ہوگی اور اس کا مخالف باطل ہوگا''۔ کیا امام مہدی تک بیٹھ کر گمراہی میں رہنا ہے؟۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جسکے پاس بچی (لونڈی) ہو، پھر اس کی بہترین تعلیم کرے، بہترین تربیت کرے۔ پھر اس کو آزاد کرے، پھر شادی کرے تو اس کیلئے دو اجر ہیں'' بخاری۔ فائدہ: لونڈی بچی ہو تو جنسی تعلق نہیں تعلیم و تربیت دینی ہوگی اور پہلے بلوغت، آزادی اور پھر شادی کا تصور دیا گیا ہے۔

عورت انسان ہے اور اسکے حقوق ہیں، کوئی برائے فروخت جنس نہیں

فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلٰث و رُبٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدةً او ماملکت ایمانکم ''پس تم نکاح کرو، عورتوں میں سے جن کو چاہو۔ دو دو، تین تین، چار چار، اگر انصاف نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک یا جن کا مالک تمہارا معاہدہ (ایگریمنٹ) ہو۔ (النساء: آیت 3)

ایرانی نژاد امریکن خاتون نے عورت کے اسلامی حقوق پر اپنی کتاب میں لکھا کہ ''کسی نے عورت سے 40 ہزار میں نکاح کیا۔ جو لواطت کرتا تھا، عورت کی تسکین نہ ہوتی تھی اسلئے 50 ہزار میں خلع لینے پر مجبور ہوئی۔ متعہ والیوں کا حال ایران میں بہت برا ہے۔ باندی بغیر نکاح کے جائز ہے۔ اسلام میں عورت کے انسانی حقوق نہیں''۔ یہ کتاب بڑا تحقیقی جائزہ ہے۔ اُم ہانیؓ نے ہجرت نہیں کی، فتح مکہ پر علیؓ نے مشرک بہنوئی کو قتل کرنا چاہا۔ مگر نبی ﷺ نے پناہ دی۔ شوہر چھوڑ گیا، نبی ﷺ نے رشتہ مانگا، اُم ہانیؓ نے انکار کیا۔ اللہ نے فرمایا: ہم نے آپ کیلئے چچا کی ان بیٹیوں کو حلال کیا جنہوں نے آپکے ساتھ ہجرت کی.... **الا ماملکت یمینک** معاہدہ جائز قرار دیا''۔ یہود یہ حضرت صفیہؓ سے نکاح اور ام ہانیؓ سے **ماملکت یمنک** کا تعلق تھا۔ عمران خان کا جمائما سے نکاح اور ریحام سے ایگریمنٹ تھا۔

والمحصنٰت من النساء الا ماملکت ایمانکم کتٰب اللہ علیکم و احل لکم ماورآء ذٰلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین فمااستمتعتم به منهن فاٰتوهن اجورهن فریضه (النساء: آیت 24) ''اور عورتوں میں بیگمات (حرام) ہیں مگر جنکے مالک تمہارے معاہدے ہوں اللہ کی طرف سے تم پر یہ فریضہ ہے اور انکے علاوہ تمہارے لئے حلال ہیں کہ تلاش کرو، اپنے اموال کے ذریعے پاکدامنی کے حصار میں نہ کہ محض مستی نکالنے کیلئے۔ پس جو تم میں سے ان سے تمتع حاصل کرلے تو ان کو مقرر کردہ عوض دو''۔

اُم ہانیؓ کو بدرالدین عینیؒ نے نبی ﷺ کی 28 ازواج میں شمار کیا۔ جاوید غامدی نے کہا: ''بہ یک وقت نبی ﷺ کی ایک زوجہ رہی''۔ عمران خان اگر سیتا سے معاہدہ کرتا تو ٹیرن وزیراعظم کی بیٹی ہونے پر فخر کرتی۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ متعہ زنا ہے تو علیؓ نے کہا کہ آپ متعہ کی پیداوار ہو۔ (زادالمعاد: علامہ ابن قیمؒ) مرد بیگمات یا معاہدوں کی صلاحیت رکھتا ہو تو یہ نسب اور عورتوں کا تحفظ ہے۔ ناجائز دھندوں میں عورت سے معاشرہ اپنا حصہ بھی وصول کرتا ہو تو بے نسل بچوں، جبری نکاح اور جنسی تشدد سے بھیانک معاشرہ تشکیل پائیگا۔ اُم ہانیؓ نے اُم المؤمنین بننا قبول نہ کیا جو مشرک شوہر کیساتھ رہی اور جا سکتی تھی۔ عورت کو جو آزادی اسلام نے دی اتنی آزادی لیڈی ڈیانا کو بھی نہیں مل سکی اسلئے قتل کی گئی۔ حضرت صفیہؓ کے ولیمہ پر سوال اٹھا کہ اسٹیٹس کیا ہے؟۔ جواب تھا کہ ''اگر پردہ کروایا تو ام المؤمنین ہونگی اور نہیں تو ملکت یمینہ کا تعلق ہوگا''۔ (بخاری) موجودہ دور میں عورت کو نکاح کے حقوق نہیں ملتے بلکہ یہ بدترین ایگریمنٹ اور لونڈی بننے سے بھی بدتر ہے۔ نکاح نامہ میں عورت کو صرف طلاق کا اختیار دینا کافی نہیں بلکہ عورت کے جائز مطالبات کے مطابق انقلابی تبدیلیوں کی سخت ضرورت ہے۔

''ہم انقلاب ہیں ہم انقلاب ہیں''

اٹھو که وقت آیا!

عورت آزاد۔ سماج آزاد...... ویمن ڈیموکریٹک فرنٹ

ہم جبر کا نظام گرانے والے ہیں — ہم اک نیا سماج بنانے والے ہیں
ہم پدرِ شاہی راج گرانے والے ہیں — ہم اک نیا سماج بنانے والے ہیں
ہم کسی کی جاگیر نہیں انقلاب ہیں — ہم ظلم کی تصویر نہیں انقلاب ہیں
جرگہ و جاگیر کو بھی ڈھانے والے ہیں — عورت کی آزادی کا علم لانے والے ہیں
گھر باہر کی تقسیم کو رَد کرنے والے ہیں — محنت کے نئے قاعدے بنانے والے ہیں
جبر و تشدد سے بھی اب لڑنے والے ہیں — نیا نصاب عشق بھی بنانے والے ہیں
جس چھت کے نیچے قاتل ساتھ رہتے ہوں — اب ان چھتوں کو ہم گرانے والے ہیں
ہم جنگی اقتصاد کو گرانے والے ہیں — علم و امن کا گیت گانے والے ہیں
ہم طبقاتی تقسیم کو مٹانے والے ہیں — ہم سماجی انصاف کو لانے والے ہیں
ہم قومی اونچ نیچ کو بدلنے والے ہیں — قومی برابری کو ہم لانے والے ہیں
محنت کشوں کے راج کو بنانے والے ہیں — ہم انقلاب زندہ باد گانے والے ہیں
ہم انقلاب ہیں ہم انقلاب ہیں — ہم انقلاب ہیں ہم انقلاب ہیں

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے سوال کا جواب دیا کہ ''سورہ نساء کی آیات میں مــا مــلــکــت ایمــانکم لونڈی کا بیان ہے؟۔بیوی سے نکاح ہوتا ہے اور لونڈی ملکیت ہوتی ہے۔لونڈی سے نکاح کی ضرورت نہیں۔جنگی قیدی کو لونڈی و غلام بنایا جاتا۔مجھے نہیں پتہ کہ بدر میں عورتیں تھیں؟۔حضورﷺ کے دور میں لونڈیاں بنائی جاتی تھیں اور اب لونڈی بنانے کا کوئی امکان نہیں''۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ عالم نہیں MBBS ڈاکٹر تھے۔ملکت ایمانکم سے جنگی قیدیوں کا جوڑ اور نہ جنگجو کو غلام بنانا ممکن ہے۔پڑھے لکھے داعش کی خواتین وحضرات نے نکاح بالجہاد اور جبری لونڈی بنا کر اسلام سے دنیا کو متنفر کردیا۔مذہب کے نام پر عیش کرنے والوں نے زکوٰۃ کیلئے تنظیمیں بنائی ہیں اور مستحق کا حال خراب اور گردنیں گروی پڑی ہیں۔اسلام نے لونڈی و غلام کو مــا مــلــکــت ایمــانکم گروی بنادیا۔کفارہ و زکوٰۃ سے گردن آزاد ہوتی تھی۔مزارع بھی غلام و لونڈی نہیں گروی ہیں۔مشہور عربی عالم ابولعلاء معریٰ نے کہا کہ ''اسلام نے لونڈی کا نظام ختم کیا مگر عرب بادشاہوں نے یورپ کی سرخ وسفید خواتین کو دیکھا تو نیت خراب ہوگئی اور لونڈیوں کو جواز بخش دیا''۔ قرآن نے مشرک ومشرکہ پر مؤمن غلام ومؤمنہ لونڈی کو نکاح میں ترجیح کا حکم دیا اور غلام و لونڈی کا نکاح کرانے کا حکم دیا اور منکوحہ لونڈی کی سزا بھی عام منکوحہ سے آدھی قرار دی تو پھر لونڈی سے نکاح کے بغیر جنسی تعلق کا جواز کہاں چھوڑا ہے؟۔

مــلــکــت ایمــانکم کا اطلاق غلاموں پر بھی ہوتا ہے اور لونڈیوں پر بھی۔کیا دونوں سے جنسی تعلق کا جواز مراد لیا جائیگا؟۔مــلــکــت ایمــانکم کا اطلاق حلیف اور کاروباری شراکت دار پر بھی ہوتا ہے۔قرآن میں یہاں ملکت ایمانکم سے مراد لونڈیاں نہیں بلکہ معاہدے والی ہیں جو لونڈی اور آزاد عورت کوئی بھی ہوسکتی ہے۔بخاری ومسلم کی احادیث اور اُم ہانیؓ سے تعلق اور عبداللہ بن زبیرؓ کی پیدائش مثالیں ہیں۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مصحف میں فمااستمتعتم بہ منھن کے بعد الی اجل مسمیٰ ہے یعنی ایک ''مقررہ وقت تک عورت سے متعہ کیا''۔سنی مکتبہ کی معتبر تفاسیر میں اس کو قرآنی آیت کا حصہ قرار دیا ہے لیکن یہ تفسیر ہے۔اسلئے کہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے متعہ کی اجازت دی اور آیت پڑھی لاتحرموا مااحل اللہ لکم من الطیبٰت ''حرام مت کرو، جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے پاک چیزوں میں''۔(بخاری ومسلم)

حضرت انسؓ نے کہا کہ المحصنٰت من النساء سے مراد وہ آزاد عورتیں ہیں جن کے شوہر ہیں وہ حرام ہیں لیکن اگر کوئی اپنے غلام سے اپنی باندی لے لے تو اس میں حرج نہیں''۔(بخاری) مولانا سلیم اللہ خانؒ نے لکھا کہ حضرت انسؓ کے نزدیک چونکہ باندی اگر غلام کے نکاح میں ہے تو مــلــکــت ایمــانکم میں داخل ہے، غلام کے نکاح سے واپس لیکر خود وطی کیلئے استعمال کرسکتا ہے لیکن جمہور کے نزدیک یہ جائز نہیں۔(کشف الباری) مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے قوم والی عورتوں کو منکوحہ اور غیر قوم والی عورتوں کو لونڈی قرار دیا۔حضرت انسؓ سے مولانا سندھیؒ تک مــلــکــت ایمــانکم کی تعبیر پر اختلاف ہے لیکن آج ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ مغربی دنیا میں گرل فرینڈز، ایران میں متعہ، سعودیہ میں مسیار ملکت ایمانکم والی ہیں۔اللہ نے نبیﷺ سے فرمایا: ''ہم نے آپ کیلئے ازواج کو حلال کیا اور جن کو غنیمت میں دیا اور چچا اور خالہ کی ان بیٹیوں کو حلال کیا جنہوں نے آپ کیساتھ ہجرت کی اور آج کے بعد آپ کسی عورت سے نکاح نہ کریں چاہے اس کا حسن اچھا لگے اور نہ کسی ایک کے بدلے اور سے نکاح کریں مگر ماملکت یمینک جس سے آپ کا معاہدہ ہوجائے''۔اُم ہانیؓ نے نکاح سے معذرت کرلی تو یہ آیات اُتریں۔یہ وضاحت اسلئے اہمیت رکھتی ہے کہ ام ہانیؓ حلال نہ تھیں تو صفیہؓ ودیگر پر بھی سوال اٹھ سکتا تھا۔جیسے حکم دیا کہ کافر عورتوں کو مت چمٹا کے رکھو۔صفیہؓ نے خوشی سے عقد قبول کیا مگر مجبوری بھی تھی۔نبیﷺ نے ابنۃ الجونؓ سے بھی ناطہ توڑا۔اللہ کا کلام پرانا اور لایعنی نہیں ہوسکتا۔منکوحہ عورت اور ایگریمنٹ کے اسٹیٹس میں فرق ہے۔جن کا شوہر گم ہو تو 80 سال انتظار کی جگہ ان سے ماملکت ایمانکم کا تعلق مسئلے کا حل تھا۔علاوہ ازیں عورت کی مالی پوزیشن مضبوط ہو یا بیوہ اپنی نسبت برقرار رکھنا چاہتی ہو کیونکہ شوہر کے پینشن اور مفادات کا معاملہ ہوسکتا ہے تو ایسی صورت میں مسلم اُمہ اور دنیا میں قرآن وسنت کے ذریعے بڑا معاشرتی انقلاب برپا ہوسکتا ہے۔اسلام نے عبد یعنی غلامی کا نظام ختم کردیا۔جاہلیت کی حالت یہ تھی کہ نبیﷺ کے دادا عبدالمطلب کو بھی اپنے بھائی مطلب کی طرف منسوب کردیا تھا۔

نکاح کے حقوق نہیں تو عورت باندی ہے یا یہ تعلق ایگریمنٹ ہے

عورت مرد کی حیثیت دیکھ کر نکاح کرتی ہے، پھر طلاق دھوکہ لگتا ہے۔ ریحام نے کتاب لکھی۔ حمزہ شہباز کو عدالت اور میڈیا کا سامنا کرنا پڑا۔ خواتین کو ان کا حق ملے تو بدمزگی نہ ہوگی۔ سیاستدان قومی دولت لوٹنے کے حجم کے حساب سے ہتک عزت کا دعویٰ کریں مگر عورت کباڑ کا مال لگتی ہے۔

لاجناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوهن او تفرضوا لهن فریضة و متعوهن علی الموسع قدره وعلی المقتر قدره متاعًا بالمعروف حقًا علی المحسنین O وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فریضة فنصف ما فرضتم الا ان یعفون او یعفوا الذی بیده عقدة النکاح وان تعفوا اقرب للتقوٰی ولاتنسوا الفضل بینکم ان الله بما تعملون بصیر O

ترجمہ: اور تم پر حرج نہیں، اگر تم عورتوں کو طلاق دو، جب تم نے چھوا نہیں اور انکا حق مہر مقرر کرو تو ان کو رقم دو، مالدار اپنی قدرت اور غریب اپنی قدرت کے مطابق۔ معروف متاع۔ اچھوں پر حق ہے اور اگر تم نے چھونے سے قبل طلاق دی اور انکا حق مہر مقرر کیا تو مقرر آدھا حق مہر تم پر فرض ہے۔ مگر یہ کہ عورتیں درگزر کریں یا جنکے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ درگزر کریں۔ اگر مرد درگزر کریں تو یہ تقویٰ کے قریب ہے اور آپس میں ایکدوسرے پر فضل نہ بھولو۔ بیشک اللہ تمہارا عمل دیکھتا ہے۔ (البقرہ آیات: 236،237)۔

نکاح کا لغوی معنی بارش کا زمین میں جذب ہونا، آنکھ میں نیند طاری ہونا اور درختوں کا آپس میں ملنا ہے۔ منگنی پکی ہو تو یہ دو خاندانوں کا ملاپ ہے۔ شریعت میں ایجاب وقبول کا نام نکاح ہے۔ منگنی ٹوٹنے پر دل ٹوٹتا ہے۔ ہر شخص مالی قدرت کے مطابق ہاتھ لگانے سے پہلے کی طلاق میں آدھا حق مہر ادا کرنے کا پابند ہے۔ مغرب سے زیادہ اسلام نے عورت کو تحفظ دیا ہے۔ رسول ﷺ نے لوہے کی انگوٹھی اور پھر قرآن کی سورتوں کی تعلیم کو حق مہر اسلئے مقرر فرمایا تاکہ قدرت کے مطابق حق مہر کا معاملہ واضح ہو جائے۔ قرآن وسنت میں اپنی حیثیت کے مطابق حق مہر پر زور دیا گیا ہے۔ فقہاء کا کم ازکم 3،5،10 درہم حق مہر پر اختلاف مضحکہ خیز ہے۔ چور کا ہاتھ جتنی رقم پر کٹتا ہے، شوہر اتنی رقم میں بیوی کے ایک عضو کا مالک بنتا ہے۔ (کشف الباری: مولانا سلیم اللہ خانؒ) حالانکہ بیوی شوہر کی انمول شریکہ حیات ہے۔

1: مرد کی مالی قدرت کے مطابق حق مہر سے عورت کو زبردست تحفظ ملتا ہے لیکن کروڑ پتی اور ارب پتی کا چند لاکھ یا چند ہزار حق مہر بڑا مضحکہ خیز ہے۔

2: ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی جائے تو قدرت کے مطابق مقرر کردہ نصف حق مہر دینا فرض ہے۔ البتہ آپس کی رضا سے کمی بیشی ہوسکتی ہے۔

3: منگنی ہوئی۔ حق مہر دو کروڑ رکھا۔ مرد کی حیثیت دس ارب تھی تو ہاتھ لگانے سے پہلے کی طلاق پر پانچ ارب دینے ہونگے۔ یہ نیکوکاروں پر فرض ہے۔

4: جماع کے بعد طلاق دی تو پورا حق مہر اور گھر عورت کا ہوگا اور دی ہوئی منقولہ وغیر منقولہ اشیاء وجائیداد بھی اسی کی ہوگی، اسلئے کہ جب ہاتھ لگانے سے پہلے 5 ارب حق مہر بنتا ہے تو رات، مہینہ، سال گزارنے اور بچے جنوانے کے بعد بھی حق مہر میں صرف 5 ارب کا اضافہ بہت بڑی ناانصافی ہوگی۔

عورت مرد کا مالی، خاندانی، عہدہ اور بیک گراؤنڈ دیکھتی ہے۔ حمزہ شہباز سے عائشہ احد، عمران خان سے ریحام نے کیوں نکاح کیا؟۔ اگر طلاق کے بعد حقوق ملتے تو یہ شور بھی نہ کرتیں۔ نکاح کے بعد طلاق میں مرد پر قدرت کے مطابق خرچہ ہے۔ اگر عورت کو نکاح کے حقوق نہ ملیں تو یہ معاہدہ ملکت ایمانکم ہے یعنی لونڈی یا متعہ والی ہے۔ یہ نکاح کے نام پر سراسر دھوکہ ہے۔ مَیں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ مسلمان آزاد عورت کو نکاح کے نام پر لونڈی اور طلاق کے نام پر متعہ ومسیار سے بھی کم حقوق دیتے ہیں۔ ایک لونڈی کو اسلام نے گروی کی حیثیت دی ہے۔ جب کوئی کفارہ ادا کرے تو لونڈی آزاد ہوسکتی ہے۔ لیکن بیگم کو ایک ساتھ تین طلاق دی جائیں، فتویٰ یہ ہو کہ عورت حرام ہوچکی ہے اور اسکے ساتھ تعلق حرامکاری ہے البتہ اگر شوہر انکار کرے اور بیوی عدالت میں گواہ پیش نہ کرسکے اور پھر عورت خلع کیلئے منہ مانگی قیمت بھی دینے کیلئے تیار ہو اور شوہر خلع پر راضی نہ ہو، عورت حرامکاری پر مجبور ہو تو یہ لونڈی سے زیادہ خطرناک غلامی اور مجبوری کا تصور ہے۔ اس پر علماء ومفتیان اور عوام کو نظرثانی کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

میاں بیوی ایکدوسرے کی جان اور دو قالب ہوتے ہیں۔ پختون باپ حق مہر کھا جاتا ہے۔ پنجابی گھر سے جہیز لاتی ہے مگر عورت خوش ہوتی ہے اسلئے کہ وہ شوہر اور اپنے بچوں کا تصور رکھتی ہے۔ قرآن میاں بیوی کے مشترکہ گھر کو بیوی کا گھر قرار دیتا ہے۔ عورت سسرال میں اس طرح رچ بس جاتی ہے کہ اس کو ماں باپ، بہن بھائی کا گھر پرایا لگتا ہے۔ اسکے تصور میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ گھر سے کبھی بے دخل ہوسکتی ہے اور بچے چھن سکتے ہیں۔ جب عورت کو اس مشکل سے واسطہ پڑتا ہے تو اسکا وجود، اس کی شخصیت، اسکے خواب، اس کی خواہشات، اسکے بچے، اسکا گھر سب دھواں بن کر اٹھتا ہے اور وہ کوئلے کی طرح مایوسی، نامرادی اور جذبات کی آگ میں جل کر راکھ اُڑاتی ہے۔ پروین شاکر جیسی خودمختار اور مضبوط اعصاب کی مالک کہتی ہیں۔

جل چکے ہیں میرے خواب میرے خیموں کی طرح
اب میں زندگی بھر اپنے ارمانوں کی راکھ اُڑاؤں گی

صنف نازک پر یہ مظالم کے پہاڑ اللہ نے نہیں ڈھائے بلکہ یہ مُلا ازم کی شریعت ہے جو ہر فرقے میں ڈھل جاتی ہے، ہر قوم اور ہر قبیلے کے رسم و رواج میں رنگ جاتی ہے۔ پختون ہو یا پنجابی لیکن مُلّا کو اسلام سے غرض نہیں ہے۔ اس کو نکاح پڑھانے کی اپنی فیس کھری کرنی ہوتی ہے۔

مغرب نے خواتین کو مردوں کے برابر حقوق دیئے اور اسلام نے عورت کو مرد سے زیادہ حقوق دیئے۔ عورت بچے جنتی ہے، دودھ پلاتی ہے۔ بچوں کی خدمت کرتی ہے۔ رات بھر بچوں کی خدمت کرنے والی عورت پر معاش کی پابندی نہیں تو ذمہ داری بھی نہیں۔ ذمہ دار مرد ہے۔ عورت کے مال ومتاع میں مرد کا کوئی حصہ نہیں بلکہ شرم اور غیرت کی بات ہے لیکن مرد کے مال ومتاع میں عورت شریک ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ قرآن وسنت میں جو حقوق اسلام نے عورت کو دیئے، اس کی ہوا بھی عورت کو نہیں لگی۔ جس دن ہوا لگ گئی تو خوشحالی کا انقلاب آنے میں دیر نہ لگے گی۔ نکاح مقدس رشتہ ہے۔ بادشاہ کیساتھ ملکہ شریک ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہراتؓ امہات المؤمنینؓ کے درجے پر فائز تھیں۔ بچوں کا والدین سے بڑا رشتہ کوئی نہیں ہوتا۔ حضرت آدمؑ وحضرت حواءؑ کے ماں باپ، بہن بھائی، عزیز واقارب نہیں تھے۔ اگر ہاتھ لگانے سے پہلے کی طلاق میں عورت کو طلاق دینے والا مرد اپنی قدرت کے مطابق حق مہر ادا کرنے کا پابند ہے اور حق مہر کا نصف فرض ہے، پھر جب بچے پیدا ہوں، عورت سالوں سال گزارے، اس کے حسن وجمال، جوانی اور اچھی عمر کا رس نچوڑنے کے بعد عورت کو طلاق دی جائے تو مرد کی مالی حیثیت کے مطابق مال واسباب دینا شرعی، اخلاقی، قانونی، فطری اور انسانی ذمہ داری ہے۔ میاں بیوی خوش ہوں تو حقوق کا احساس نہیں ہوتا، اللہ نے عورت کی رضا پر شوہر کو خوشی خوشی حق مہر کھانے کی اجازت دی لیکن جب جدا ہوں تو عورت کا بیڑہ غرق کرنیوالا اسلام نہیں بلکہ مرد کی بالادستی، ملا کی شریعت اور اسلام سے جہالت ہے۔

مغرب آدھا گھر اور آدھی جائیداد کا حق دیتا ہے لیکن اسلام طلاق پر عورت کو پورا گھر دیتا ہے اور خلع میں شوہر کے گھر کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ جبکہ عورت کی جائیداد میں مرد کا کوئی حصہ نہیں۔ مغرب عورت کی جائیداد کو بھی تقسیم کرتا ہے۔ عورت کے گزر بسر کیلئے شوہر جو گھر، جائیداد اور کاروبار دے تو طلاق کے بعد شوہر اس کو محروم نہیں کرسکتا۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ ایک تو اس کو چھوڑ دے، دوسرا اپنی چیزوں سے محروم بھی کردے۔ اس اسلام کو دنیا کی کوئی عورت قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوگی جو ہمارے ہاں رائج ہے۔ البتہ جو اللہ تعالیٰ نے اسلام نازل کیا ہے وہ دنیا کی ہر عورت کیلئے دل کی گہرائیوں سے قابلِ قبول ہوگا۔ دنیا میں اسلام اسلئے پھیل گیا تھا کہ ”عورت کے حق“ کو اسلام نے تحفظ دیا تھا جو ہر معاشرے کی ضرورت تھی۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور علامہ اقبالؒ نے مغرب میں جس اسلام کو دیکھا تھا وہ فحاشی کا اسلام نہیں تھا اور نہ ہی وہاں اسلامی حدود نافذ تھے بلکہ عورت کو جو معاشرتی حقوق ملے ہیں وہ اسلامی دنیا کے مقابلے میں اسلام کے زیادہ قریب تھے۔ ہمارے بڑے بڑے بھی عورت کے اسلامی حقوق سے بالکل غافل اور جاہل نظر آتے ہیں۔

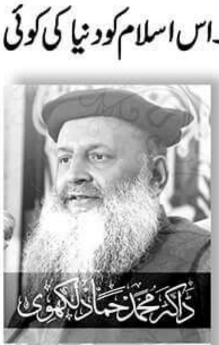

مفتی حماد لکھوی پنجاب یونیورسٹی کے ڈین نے ولاتنسوا الفضل بینکم ”آپس میں ایکدوسرے پر احسان کرنے کو مت بھولو“ کا حوالہ دیکر کہا کہ مرد اور عورت کو اللہ نے ایکدوسرے پر جو فضیلت دی، وہ مت بھولو۔ حالانکہ فضیلت مراد نہیں۔

مولانا محمد طیب طاہری نے ”اشاعت التوحید والسنۃ“ میں انفاق فی سبیل اللہ کی آیات میں ہاتھ لگانے سے پہلے کی طلاق پر علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ ”امیر وغریب پر اپنی قدرت کے مطابق خرچہ“ بھی درج کیا تھا۔

ونزلنا علیک الکتٰب تبیانًا لکل شئی وھدی و رحمۃ و بشرٰی للمسلمین

”اور ہم نے کتاب نازل کی ہے ،ہر چیز کو واضح کرنے کیلئے اور ہدایت ہے اور رحمت ہے اور بشارت ہے ،احکام پر سرِتسلیم خم کرنے والوں کیلئے“(سورۃ النحل: آیت89)

حق مہر کے حوالہ سے قرآن کے برعکس معاملات

یٰٓا ایھا الذین اٰمنوا اذا نکحتم المؤمنٰت ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فمالکم علیھن من عدۃ تعتدونھا فمتعوھن وسرحوھن سراحًا جمیلًاO ”اے ایمان والو! جب تم مؤمنات سے نکاح کرو پھران کو چھونے سے پہلے طلاق دو تو تمہارے لئے ان پر کوئی عدت نہیں جس کو تم گنواؤ۔ پس ان کو ان کی دولت کا حق دواور ان کو چھوڑ دو، خوبصورتی کیساتھ چھوڑنا“۔(الاحزاب آیت:49) منگنی ٹوٹے تو بعض لوگ دوسری جگہ نکاح نہیں کرنے دیتے اور قتل کرنے پر بھی اُتر آتے ہیں۔ ہاتھ لگانے سے پہلے کی طلاق میں عورت پر عدت نہیں اور اگر مرد

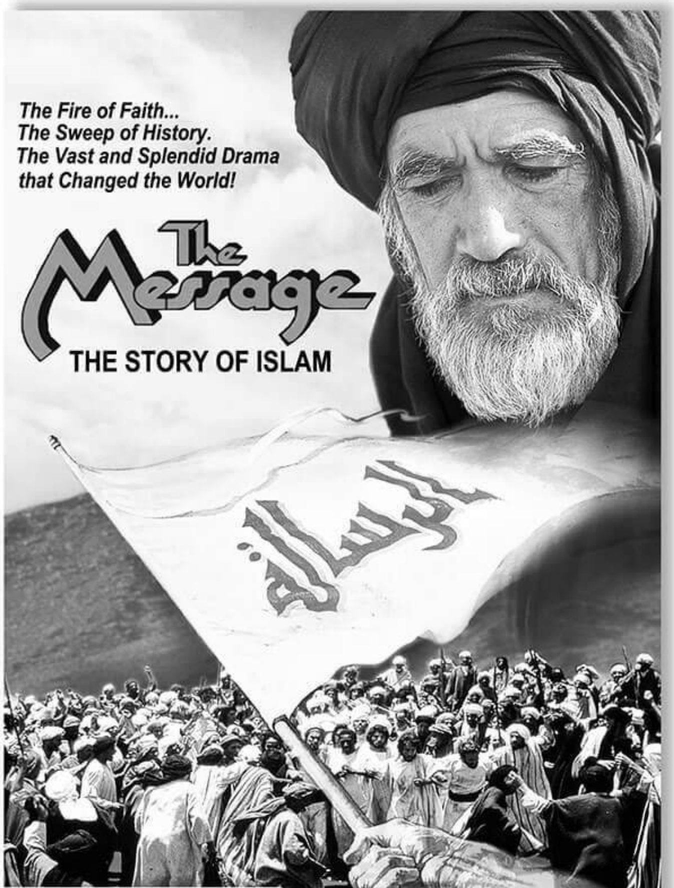

نے معاملہ ختم کیا تو اس پر نصف حق مہر فرض اور اس سے زیادہ دینا اچھے انداز میں چھوڑنا ہے لیکن عورت کی طرف سے معاملہ ختم ہو تو اس پر اللہ نے کوئی جرمانہ نہیں رکھا۔ فقہاء نے خلوتِ صحیحہ پر عورت کی عدت کا ذکر تو کیا ہے لیکن مرد پر جو حق مہر بنتا ہے، اس پر ان کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔

نبی ﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد بھاگ کر آنیوالی خواتین کو حوالے کرنے سے انکار کیا تو اللہ نے حمایت فرمائی اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ اپنی کافر بیگمات سے تم بھی نہ چمٹے رہو۔ دستور کے مطابق اپنا خرچ کردہ مانگو اور وہ بھی اپنا خرچ کردہ مانگ لیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے تمہارے درمیان۔ پھر یہ بھی فرمادیا: وان فاتکم شیء من ازواجکم الی الکفار فعاقبتم فاٰتوا الذین ذھبت ازواجھم مثل ماانفقوا واتقوا اللہ الذی انتم بہٖ مؤمنون O ترجمہ: ”اور اگر تمہاری چیز مفقود ہوئی تمہاری ان عورتوں کی وجہ سے جو تمہیں چھوڑ کر کفار کی طرف گئی ہیں اور تم ان سے بدلہ چاہتے ہو تو پھر جن لوگوں کی بیگمات بھاگ کر یہاں آئی ہیں اور انہوں نے جو خرچہ کیا ہے، اس کی مثل ان کو واپس کردو۔ اور تم اللہ سے ڈرو، جس پر تم ایمان رکھتے ہو“۔(سورۃ الممتحنۃ آیت10،11)

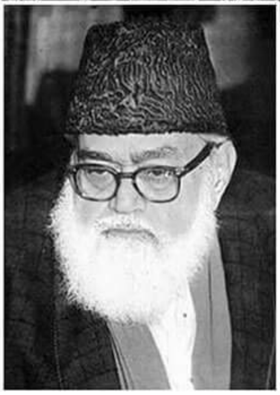

مسلمانوں کے مشرک حلیف کی عورتیں بھاگ کر آتیں تو ان کا حق مہر لوٹا دیا جاتا۔(بخاری) اللہ نے یہ حکم بھی دیا کہ کوئی کافر عورت مسلمان کا حق مہر کھا جائے تو بھی اسکا بدلہ کسی اور سے نہ لیا جائے۔ جاہلوں سے ان کی رسم کے مطابق حق مہر کا تبادلہ خاص حکم تھا۔ یہ اخلاقیات کا کمال تھا مگر مولانا مودودیؒ نے غلط مفہوم لیا، شاید اسی لئے اسلامی جمعیت طلبہ نے بدمعاشی قائم کی۔ اگر مسلمان ترقی یافتہ ممالک میں شادی کریں تو معاہدے پر عمل کریں۔ البتہ عورت سے جائیداد کا حصہ مانگنا غیر فطری ہے۔ وزیراعظم عمران خان نے جمائما سے اپنا حصہ نہ لیا تو یہ غیرت کا مظاہرہ ہے۔ اگر کوئی مولوی ہوتا تو اس فطری غیرت کا مظاہرہ بھی بہت مشکل ہوتا اسلئے علماء کرام اقتدار سے بھی محروم رہتے ہیں۔

لو اردنا ان نتخذ لهوًا لاتخذنٰه من لدنا ان كنا فاعلين O بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغه فاذا هو زاهق ولكم الويل مما تصفون o ’’اگر ہم چاہتے مذاق کرنا تو کرتے اپنی طرف سے اگر یہی کرنا ہوتا بلکہ ہم تو حق کو باطل پر پھینکتے ہیں پھر وہ اسکا دماغ نکال دیتا ہے تو وہ مٹ جاتا ہے اور تمہارے لئے ہلاکت ہے جیسا کہ تم حق کی صفات (مذاق میں) بدل رہے ہو۔(الانبیاء 17،18)

طلاق وخلع کا واضح فرق اور نصابِ تعلیم میں بدترین حماقت

’’طلاق دومرتبہ ہے پھر معروف طریقے سے روکنا یا احسان کیساتھ رخصت کرنا ہے اور تمہارے لئے حلال نہیں کہ جو کچھ بھی ان کو دیا کہ اس میں سے کوئی چیز واپس لو مگر یہ کہ دونوں کو خوف ہو کہ اللہ کی حدود پر قائم نہ رہ سکیں گے۔ پس اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود پر قائم نہ رہ سکیں گے تو دونوں پر کوئی حرج نہیں، عورت کی طرف سے فدیہ کرنے میں۔ یہ اللہ کی حدود ہیں، ان سے تجاوز نہ کرو اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز کرتا ہے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ پھر اگر اس نے طلاق دیدی تو اس کیلئے حلال نہیں یہاں تک کہ وہ عورت کسی اور شوہر سے نکاح کرلے.......‘‘۔(البقرہ آیت 229،230)

آیت 229 میں دومرتبہ طلاق کے بعد تیسری مرتبہ میں معروف طریقے سے رجوع یا احسان کیساتھ رخصت کرنے کی خبر ہے۔صحابیؓ نے پوچھا کہ قرآن میں تیسری طلاق کہاں ہے؟۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آیت 229 میں تسریح باحسان ہی تیسری طلاق ہے۔

ملاجیونؒ کی کتاب ’’نورالانوار‘‘ میں حدیث کا حوالہ آجاتا تو بحث ختم ہوجاتی۔ کیا کوئی عقلمند سوچ سکتا ہے کہ دومرتبہ طلاق اور تین مرتبہ طلاق کے درمیان میں خلع کا تصور بھی ہوسکتا ہے؟۔شافعی مسلک والوں نے اس کو جملہ معترضہ اسلئے قرار دیا کہ ان کے نزدیک خلع مستقل طلاق ہے، جب دومرتبہ طلاق کے بعد تیسری مرتبہ خلع کا تصور ہوگا تو پھر آیت 230 میں جو طلاق ہے وہ چوتھی طلاق بن جائے گی۔ جبکہ حنفی مسلک یہ ہے کہ خلع مستقل طلاق نہیں بلکہ دومرتبہ طلاق کے بعد تیسری طلاق کیلئے ایک ضمنی مقدمہ ہے۔ف تعقیبِ بلامہلت کیلئے آتا ہے اسلئے آیت 230 میں فان طلقها کا تعلق دومرتبہ طلاق کیساتھ نہیں بلکہ متصل فدیہ دینے سے ہے۔(درسِ نظامی کی کتاب نورالانوار: ملاجیونؒ)

مولانا بدیع الزمانؒ بیمار اور ضعیف تھے اسلئے اصولِ فقہ کی کتاب پر سوالات اُٹھانے کا ماحول نہ تھا، البتہ شرح الوقایہ کے استاذ قاری مفتاح اللہ سے گپ شپ ہوجاتی تھی۔ قاری صاحب ملاجیونؒ کی سادگی کے لطیفے سناتے تھے۔ایک بار اورنگزیب بادشاہ کے دربار سے ملاجیون گھر جارہے تھے۔ بچوں نے مذاق کیا کہ آپ کا گھر گر گیا ہے۔ ایک آدمی چارمیل دور نہر سے پل اٹھا کرلے جارہا تھا، پل کا کونہ ٹکرا گیا ہے۔ ملاجیونؒ غصے میں بادشاہ کے پاس پہنچا اور ماجرا سنایا۔ بادشاہ نے کہا یہ ممکن ہے؟۔ ملاجیونؒ نے کہا کہ ممکن تو نہیں، مسلمان بچے جھوٹ نہیں بول سکتے اسلئے یقین کرلیا۔ قرآن کی واضح آیات اور احادیث صحیحہ کی روشنی کے باوجود اس آیت 229 میں تین مرتبہ طلاق کے درمیان بحث اس سے بھی بڑا لطیفہ ہے جو بچوں پر یقین کرلیا تھا۔ کیونکہ یہ امکان تھا کہ ملکہ سبا کے تخت کی طرح کوئی جن افریت یا انسان صلاحیت رکھتا ہو اور کرکے بھی دکھائے لیکن اس غلط تفسیر پر یقین کرنا زیادہ بڑی حماقت ہے۔

اللہ نے عدت کے 3 مراحل کا تعین کیا اور پھر عدت کے 3 مراحل میں 3 مرتبہ طلاق کا تصور دیا۔ تسریح باحسان تیسری مرتبہ کی طلاق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عدت کے تین مراحل میں تین مرتبہ طلاق کا تصور اچھی طرح سے سمجھا دیا تھا تو پھر یہ بحث کتنی کم عقلی ہے؟۔ یہاں تیسری مرتبہ طلاق کے بعد عورت کے حق کا ذکر ہے کہ حق مہر کے علاوہ جو کچھ بھی اس کو دیا ہے اس میں کچھ بھی عورت سے لینا جائز نہیں۔ علماء نے اس کو خلع قرار دیکر عورت کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے میں بھونڈا کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ مردوں کو تلقین کررہا ہے کہ طلاق کے بعد تمہارے لئے حلال نہیں کہ جو کچھ بھی ان کو دیا کہ اس میں سے کچھ واپس لو۔ اور علماء اس سے خلع مرادلیکر مردوں کو حق دے رہے ہیں کہ جتنے پیسے عورت سے خلع کے نام پر نکلوا سکتے ہو یہ تمہارا اختیار ہے۔

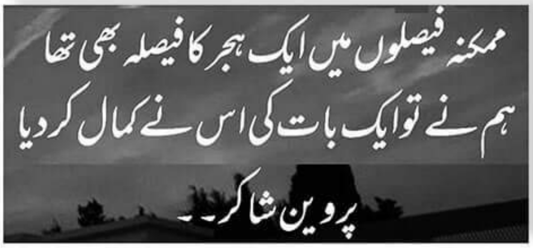

اللہ نے عورت کو خلع کا حق دیا مگر علماء منکر؟

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَایَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا وَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْھَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا ''اے ایمان والو! حلال نہیں تمہارے لئے کہ عورتوں کے زبردستی سے مالک بن بیٹھو اور ان کو جانے سے مت روکو تاکہ تم نے انکو جو دیا بعض واپس لو مگر یہ کہ کھلی فحاشی کی مرتکب ہوں۔ اور ان سے اچھا برتاؤ کرو۔ اگر تمہیں (چھوڑنے کی وجہ سے) وہ بری لگتی ہوں تو ہوسکتا ہے تم کسی چیز کو برا سمجھو اور اللہ اس میں بہت سارا خیر بنادے'' (النساء:19)

مفتی محمد سعید خان سے میں نے پوچھا کہ ''عورتوں کے زبردستی سے مالک مت بن بیٹھو اور نہ ان کو جانے سے اسلئے روکو'' میں بیویاں ہی مراد ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ الگ الگ عورتیں مراد لی جائیں تو انہوں نے کہا کہ ممکن تو نہیں۔ مفتی تقی عثمانی نے **لاترثوا النساء** سے وہ عورتیں مراد لی ہیں جنکے شوہر فوت ہوں اور **فلاتعضلوھن** سے بیویاں مراد لی ہیں۔ حالانکہ یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ خلع کی عدت حدیث صحیحہ میں ایک حیض ہے جس پر سعودی عرب میں عمل بھی ہوتا ہے۔ احناف کو بہت سی احادیث صحیحہ قرآن کے خلاف نظر آتی ہیں لیکن خلع اور طلاق میں بہت فطری فرق ہے۔

خلع میں عورت کے حقوق اور مرد کے فرائض ہیں۔ 1: مرد بیوی کا جبری مالک نہیں۔ 2: عورت خلع لے تو شوہر کی دی ہوئی تمام منقولہ اشیاء زیورات، کپڑے، گاڑی، بینک بیلنس وغیرہ سب اس کا حق ہیں۔ البتہ فحاشی پر شوہر بعض چیزیں واپس لے سکتا ہے مگر ساری نہیں۔ 3: عورت اگر مرد کو چھوڑنے کے فیصلے پر بری لگتی ہو تب بھی اسکے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم ہے۔ 4: جب عورت مرد کیساتھ رہنا نہیں چاہتی ہو تو شوہر کا اسکے ساتھ چمٹے رہنے کی کوشش بھی مرد کی غیرت، وقار، عزت اور مفادات کے منافی ہے۔ اسلئے اللہ نے کہا ہے کہ ذلت کی زندگی کا فائدہ نہیں اور اس کی جگہ پر اللہ بہت سارا خیر بنادے گا۔ عورت نہیں رہنا چاہتی ہو تو وہ گھر والوں کو زہر کھلانے سے لیکر عزت کو داغدار کرنے تک بہت کچھ کرسکتی ہے۔

اللہ نے فرمایا: **فنصف ما فرضتم الا ان یعفون او یعفوا الذی بیدہ عقدۃ النکاح و ان تعفوا اقرب للتقوٰی** ''پس مقرر حق مہر کا آدھا فرض ہے مگر یہ کہ وہ عورتیں درگزر کریں یا وہ درگزر کریں جسکے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور تم درگزر کرو، یہ تقویٰ کے قریب ہے''۔ ایک خاص تناظر میں نکاح کی گرہ اللہ نے شوہر کی طرف منسوب کی ہے تاکہ شوہر پورا حق مہر دے یا کم از کم عورت سے معاف کرانے کے پیچھے تو نہ پڑے۔ کیونکہ یہ مردانگی کے خلاف ہے اور عورت کا تو قصور نہیں۔ جب اللہ نے عورت کو بہتان سے بچانا چاہا تو فرمایا: **واخذن منکم میثاقًا غلیظًا** ''اور ان عورتوں نے (جن کو تم نے طلاق دی) تم سے بہت پکا عہد لیا تھا''۔ یہاں پختہ عہد لینے کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ مرد کا اختیار سلب ہوا۔

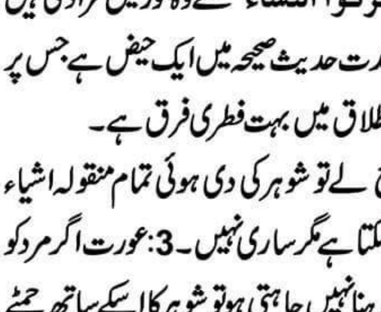
شیخ الحدیث والتفسیر مفتی زرولی خان

اللہ نے ایک بات کی علماء نے کمال کردیا۔ بیدہ عقدۃ النکاح سے یہ مراد لیا کہ عورت کو خلع کا حق نہیں۔ اگر شوہر نے تین طلاق دی اور مکر گیا تو عورت کو جان چھڑانے کیلئے دو گواہ لانے پڑینگے۔ گواہ نہیں تو عورت خلع لے۔ اگر شوہر خلع نہیں دیتا تو حرامکاری پر مجبور ہے۔ شوہر مباشرت کرے تو لذت محسوس نہ کرے۔ (حیلۂ ناجزہ: مولانا اشرف علی تھانوی)۔ مفتی زرولی خان اگر خرافات کیخلاف اعلان کریں تو منزل آسان ہوسکتی ہے۔ مفتی محمد نعیمؒ پر مفتی محمد تقی عثمانی نے دباؤ ڈالا۔ مفتی زرولی خان علم وجسم میں حضرت طالوت کی طرح بھاری شخصیت ہیں وہ مفتی تقی عثمانی اور دیگر کا دباؤ قبول نہیں کریں گے۔ عورت کو نچلی عدالت سے سپریم کورٹ تک لمبی مدت کے بعد خلع ملے مگر علماء ومفتیان کا فتویٰ ہے کہ ''جب تک شوہر طلاق نہ دے تو عدالت کی خلع معتبر نہیں''۔ بعض مدارس جامعہ بنوری ٹاؤن اور مفتی منیب الرحمٰن کے مدرسہ نے عدالتی خلع کو معتبر قرار دیا ہے۔ بہت سارے مسائل پر بڑے بڑے مدارس کے بڑے علماء ومفتیان اندر سے متفق ہیں لیکن اعلانیہ کردار ادا کرنے کیلئے جس جرأت، ہمت اور بہادری کی ضرورت ہے اس کا فقدان نظر آتا ہے۔

عورت کوطلاق کے بعد اللہ نے مالی تحفظ دیا مگر شیخ الاسلام نہیں مانتا؟

وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم احدٰھن قنطارًا فلاتأخذوا منہ شیئًا أتاخذونہ بھتانًا واثمًا مبینًا O و کیف تأخذونہ وقد افضٰی بعضکم الٰی بعض و اخذن منکم میثاقًا غلیظًاO ترجمہ: ''اگر تم ایک کے بدلے دوسری لانا چاہتے ہو اور کسی ایک بیوی کو بہت سارا مال دیا ہے تو اس میں سے کچھ بھی واپس مت لو۔ کیا تم مال ہتھیانے کے چکر میں بہتان اور صریح گناہ کا سہارا پکڑو گے؟۔ اور یہ تم کیسے واپس لوگے اور جبکہ تم نے ایکدوسرے سے بڑھ چڑھ کر قربت حاصل کی ہے اور ان عورتوں نے تم سے بہت پکا عہد لیا ہے''۔ النساء 20،21

نکاح برقرار ہو یا طلاق ہو جائے، گھر عورت کا ہوتا ہے۔ دی ہوئی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد بھی عورت کا حق ہے، چاہے ڈھیر ساری دی ہو۔ نکاح برقرار رہنے کی حالت میں جس کاروبار، جائیداد کا خرچہ مل رہا تھا، وہ طلاق کی وجہ سے شوہر کو معطل کرنے کا کوئی حق نہیں۔ طلاق سے وہ نکاح کا تعلق توڑ سکتا ہے اور بس۔ اللہ نے کہا کہ ''جب تم نے اس عورت سے انتہائی قربت اختیار کرلی تو اس پر بہتان لگانا غیرت نہیں ہے''۔ اسلامی حقوق خواتین کو مل جائیں تو دنیا بھر کی عورتیں اپنے لئے اسلامی حقوق کا مطالبہ کریں گی۔ شوہر طلاق سے پہلے سوچے گا کہ عورت کو قربانی کی بکری بنانے کے بجائے خود قربانی کا بکرا بننا پڑے گا اور مجبوری نہ ہو تو کوئی عورت کو طلاق دینے کی جرأت و جسارت کبھی نہ کرسکے گا۔ عورت کو حقوق مل جائیں تو پھر وہ عزت کیساتھ جینے کا حق محسوس کرے گی۔ بچوں کی ماں عظیم حقوق کی علمبردار ہوگی تو بچے بھی بہت عظیم بن کر دنیا میں مثبت کردار ادا کرسکیں گے۔

مثلاً شہزاد نے قدرت کے مطابق نادیہ سے 10 لاکھ حق مہر کے عوض نکاح کیا۔ اگر ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی تو 5 لاکھ دینے ہونگے۔ میاں بیوی کے درمیان ہاتھ لگانے سے پہلے کی طلاق ترازو کا ایک پلڑا ہے۔ ہاتھ لگانے کے بعد ترازو کا دوسرا پلڑا ہے۔ ایک پلڑے میں پانچ لاکھ اس وقت ہیں کہ جب عورت کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ دوسرے پلڑے میں جماع کے بعد کا معاملہ ہے۔ رات گزار دی۔ ماہ و سال گزار دیئے۔ برسوں کا تعلق ہے۔ عورت نے حمل میں مشکل پر مشکل اٹھا کر بچے جن لئے۔ پیشاب پوٹی صاف کی۔ دودھ پلایا۔ رات دن خدمت کی۔ پھر مرد کا دماغ گھوما اور طلاق دی تو

ان خدمات کے پانچ لاکھ بنتے ہیں؟ کیا یہ انصاف ہے کہ بچے چھین لو؟۔ اللہ کا یہ انصاف نہیں سود کو جواز فراہم کرنیوالے کا دماغ دنیا میں کام بھی چھوڑ گیا ہے۔ جس طرح عالمی بینکنگ استحصالی نظام سود ہے، اسی طرح عورت کا عرصہ سے دنیا میں بدترین استحصال ہورہا ہے۔

مفتی محمد تقی عثمانی نے اپنے ''آسان ترجمہ قرآن'' میں لکھ دیا کہ ''آیت میں طلاق کے بعد عورت کو دی ہوئی چیزوں سے حق مہر مراد ہے''۔

اگر مفتی محمد تقی عثمانی کو لوگوں نے چیزیں دیں تو واپس لے سکتے ہیں؟۔ دی ہوئی چیز شوہر واپس نہیں لے سکتا۔ البتہ آیت 229 میں ہے کہ ''جب مرد و عورت دونوں اور فیصلہ والے خوف محسوس کریں کہ اگر دی ہوئی چیز واپس نہ کی گئی تو اللہ کی حدود پر دونوں قائم نہ رہ سکیں گے''۔ یہ کس قدر ظالمانہ ذہنیت کا خبثِ باطن ہے کہ عورت کو پھینک کر حقوق سے بھی محروم کردیا۔ حالانکہ قرآن نے واضح کیا کہ بہتان لگا کر اس کو مالی حقوق سے محروم مت کرو۔

اگر عمران خان طلاق کے بعد ریحام خان کو بنی گالہ کی رہائش گاہ دیتا تو کتاب کے ذریعے راز کھلتے اور نہ الزامات و نفرت کی فضاء بنتی۔ بشریٰ بی بی کو طلاق ہو تو وہ بھی ہواؤں کے رحم و کرم پر ہوگی۔ اماں عائشہؓ سے حضرت عمرؓ نے گنبد خضریٰ میں دفن ہونے کی اجازت مانگی اسلئے کہ عورت اپنے گھر کی مالکن ہوتی ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے باغِ فدک کی میراث کا معاملہ اُٹھایا مگر حضرت عائشہؓ کے حجرے کو حضرت عائشہؓ ہی کا سمجھا، اسلئے معاملہ نہیں اُٹھایا۔

مذاق کی طلاق کا عمل!

واتلوا مآ اوحی الیک من کتاب ربک لامبدل لکلمٰته ولن تـجد من دونه ملتحدًا Oوالـصبر نفسک مع الذین یدعون ربهم بالغدٰوة والعشیّ یرید وجهه ولاتعد عینک عنهم ترید زیـنة الحیاة الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا.. اور پڑھ جووحی تجھ کوتیرے رب کی کتاب سے آئی۔کوئی بدلنے والانہیں اسکے کلمات کواور اسکے سوا آپ کہیں بھی پناہ نہیں پاسکتے ہو۔(سورہ کہف آیت: 27)

خلع میں عورت کوگھر اور غیر منقولہ دی ہوئی جائیداد سے دستبردار ہونا پڑتا ہے مگر طلاق میں عورت گھر اور دی ہوئی غیر منقولہ جائیداد کی بھی مالک رہتی ہے۔اگر شوہر نے طلاق دی تو عورت کے حقوق خلع کے مقابلے میں بہت زیادہ ہیں اور اگر شوہر مکر جائے تو عورت کو گواہ کی ضرورت پڑیگی اسلئے کہ عورت جھوٹا دعویٰ بھی کرسکتی ہے۔اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ ''تجھے طلاق'' اور پھر اپنی بات سے مکر گیا تو عورت کو اس کے ثبوت کیلئے گواہ لانے پڑیں گے۔البتہ اگر شوہر نے کہا کہ ''میں نے مذاق کیا تھا'' تو پھر عورت کے حق میں فیصلہ دیا جائے گا۔حدیث میں تین چیزوں کا نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''ان میں سنجیدگی اور مذاق معتبر ہے۔طلاق، عتاق (غلام یا لونڈی کی آزادی) اور رجعت (طلاق سے رجوع کرنا)''۔

1: حدیث کی بنیاد یہ ہے کہ شوہر چاہتا ہو کہ عدالت خلع کی ڈگری جاری کرے اور عورت چاہتی ہو کہ عدالت طلاق کی ڈگری جاری کرے۔ شوہر نے طلاق کا لفظ استعمال کیا اور پھر کہا کہ میں مذاق کررہا تھا۔تو عدالت مذاق کو بھی معتبر قرار دے گی اور طلاق ہی کی ڈگری جاری کرے گی۔اللہ نے رجوع کی مشروط اجازت دی ہے۔''اور انکے شوہر اس (عدت میں) ان (طلاق شدہ) کو لوٹانے کا زیادہ حق رکھتے ہیں بشرط یہ کہ وہ اصلاح کرنا چاہتے ہوں''۔(البقرہ آیت 228) چونکہ عدالت میں تنازع چل رہا ہو اور عورت صلح پر راضی نہ ہو تو پھر مذاق کی طلاق معتبر قرار دی جائے گی۔

2: اللہ تعالیٰ نے شوہر کو صلح واصلاح سے مشروط اجازت دی ہے۔مثلاً شہزاد اپنی بیوی نادیہ کو طلاق دیتا ہے اور نادیہ رجوع پر راضی نہیں ہے، پھر شہزاد کہتا ہے کہ میں نے مذاق میں طلاقِ رجعی دی تھی اور جج فیصلہ مفتی کے فتوے پر دیتا ہے کہ شوہر کو غیر مشروط رجوع کا حق حاصل ہے تو قرآن وسنت کے احکام مذاق اور غیر فطری بن جائیں گے۔اللہ نے صلح کی شرط پر رجوع کی اجازت دی تو سنجیدہ ومذاق میں بھی بنیادی شرط اصل میں صلح ہی ہے۔

3: جب میاں بیوی صلح پر راضی ہوں تو طلاق کے بعد باہمی رضامندی سے عدت کے تینوں ادوار میں قرآن کی واضح آیت کی روشنی میں رجوع کرسکتے ہیں۔سنجیدہ طلاق دی ہو یا مذاق میں اور ایک طلاق دی ہو یا اکٹھی تین طلاق یا پھر مرحلہ وار تین طلاق بہرحال اللہ نے طلاق سے رجوع کیلئے عدت میں باہمی اصلاح کی شرط رکھی ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے عدت کی تکمیل کے بعد باہمی رضامندی اور معروف طریقے سے رجوع کو واضح کیا ہے۔

4: حنفی مسلک میں رجوع کیلئے نیت شرط نہیں ہے، اگر عدت میں شہوت کی نظر پڑگئی تو بھی رجوع ہوجائیگا اور شافعی مسلک میں رجوع کیلئے نیت شرط ہے، اگر نیت نہ ہو تو جماع سے بھی رجوع نہ ہوگا۔اللہ نے صلح کی شرط اور معروف رجوع کو واضح کیا لیکن اس کی جگہ منکر رجوع نے لے لی۔

میاں بیوی میں حقوق کی جنگ ہوسکتی ہے، شریعت کی نہیں۔شوہر یا بیوی میں سے ایک حنفی اور دوسرا شافعی ہو تو ایکدوسرے کے نزدیک شرعی رجوع کا معیار بھی الگ الگ ہوگا۔پھر تو یہودی ونصرانی خواتین کا نکاح میں لینا شریعت میں جائز ہوگا لیکن حنفی وشافعی کے نکاح میں شرعی فرق ہوگا تو پھر جائز ناجائز کا تصور الگ الگ ہوگا؟۔گدھ فرقوں کی پگڈنڈیوں پر بیٹھ کر قرآن وسنت کے احکام کو مردار سمجھ کر نوچے تو شاہین نہیں بن سکے گا۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں کرگس کا جہاں اور شاہیں کا جہاں اور الفاظ ومعانی میں تفاوت نہیں لیکن ملا کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

مسئلہ: شوہر نے کہا کہ طلاق طلاق طلاق تو تین پڑ گئی، مگر شوہر کی نیت ایک طلاق کی ہو تو پھر یہ طلاق رجعی ہے لیکن عورت پھر بھی سمجھے کہ اس کو تین طلاق پڑ چکی ہیں۔(بہشتی زیور: مولانا تھانویؒ)۔شوہر رجوع کرلے مگر عورت سمجھے کہ حرام ہوچکی۔کیا یہ مسئلے کا حل ہے؟۔ذرا سوچئے تو سہی!

صحابہؓ سے متعلق آیت اور نغمانہ شیخ کا افسانہ کڑوا گھونٹ دیکھئے

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھٰذا حلٰل و ھٰذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون O متاع قلیل ولھم عذاب الیم O ''اور مت کہو اپنی زبانوں کے جھوٹ سے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ تاکہ تم اللہ پر جھوٹ باندھ لو۔ بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے ہیں۔ یہ تھوڑا مفاد ہے اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ (النحل:116،117)

کڑوا گھونٹ

دھوپ میں جلتے خواب

افسانے: نغمانہ شیخ

صحابہؓ نے روزوں کی رات اپنی بیگمات سے جماع حلال نہ سمجھا مگر نفسوں پر قابو نہ پاتے۔ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نساءکم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم ''تمہارے لئے روزوں کی رات اپنی عورتوں سے بے حجاب ہونا حلال ہے وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کیلئے لباس ہو اللہ جانتا ہے کہ تم اپنی جانوں سے خیانت کرتے تھے''۔ (البقرہ: آیت 187)

نغمانہ شیخ نے معاشرتی چہرے سے نقاب اُتارا کہ ایک عورت کو پہلی بار طلاق ملتی ہے تو وہ اور اسکے والدین پریشان ہوتے ہیں مگر بعد میں طلاق بھی معمول بنتی ہے اور فتویٰ بھی معمول بنتا ہے۔ پھر ایک بار طلاق، طلاق، طلاق سے عورت سمجھ لیتی ہے کہ جان چھوٹ گئی۔ والدین سے کہتی ہے کہ خودکشی کرلوں گی، اگر واپس بھیجنے کی کوشش کی۔ پہلے کئی بار دو مرتبہ طلاق دے چکا ہوتا ہے۔ شوہر ہتھیار ڈالتا ہے کہ اب واپسی ممکن نہیں۔ گھر دینے کی پیشکش کرتا ہے مگر عورت کہتی ہے کہ بھیک مانگوں گی مگر اسکا احسان نہ لونگی، پڑھی لکھی ہوں۔ کسی پر بوجھ نہیں بنوں گی، نوکری کرکے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ اور اچھی تعلیم وتربیت کا اہتمام کروں گی۔ وہ سوچتی ہے کہ معاشرہ کتنا خودغرض ہے، جھوٹے فتوؤں سے میں ایسے شخص کیساتھ رہنے پر مجبور کردی جاتی تھی جو میرے لئے اجنبی تھا جس سے میرا تعلق حرام تھا لیکن معاشرہ اپنی جھوٹی عزت کی خاطر سب کچھ برداشت کرتا تھا۔ اب اگر غیر محرم کیساتھ کام کیا تو بدکار کہا جائیگا۔ پھر وہ جہاں نوکری کرتی ہے وہاں اسکا جینا حرام کردیا جاتا ہے، کہتی تھی کہ پتہ نہیں کیوں بیوہ وطلاق شدہ کو طوائف سمجھ لیا جاتا ہے۔ نیکی بھی اسلئے کی جاتی ہے کہ خراج وصول کیا جائے۔ پھر تنگ ہوکر ایک فتویٰ لیکر آتی ہے تو والدین حیرت میں پڑتے ہیں۔ نادیہ کہتی ہے کہ پہلے شہزاد (شوہر) اس قسم کے فتوے لاتا رہا ہے اور آپ نے خوشی خوشی قبول کرلیا، اب میں ایک فتویٰ لائی ہوں تو آپ اتنے حیران کیوں ہیں؟۔ اس نے فتوے پر نظر ڈالی جس کی رو سے وہ اور شہزاد اب میاں بیوی کی حیثیت سے رہ سکتے تھے۔ اس نے سوچا اور اطمینان سے بھرپور لہجے میں خود کلامی کرتے ہوئے بولی جب زندہ رہنے کیلئے حرام کاری کرنی ہی پڑے تو کیوں نہ عزت کیساتھ ''حرام زندگی'' گزاری جائے۔ (کڑوا گھونٹ: دھوپ میں جلتے خواب)

صحابہؓ نے روزوں کی راتوں کو حرام سمجھ کر اپنی بیگمات سے مباشرت کی، اپنے نفسوں سے خیانت کی، اللہ سے نہیں۔ کئی لوگ سمجھتے ہیں کہ انکا نکاح نہیں رہا اور اپنے نفسوں سے خیانت کرتے ہیں مگر صحابہؓ اور عوام نے یہود ونصاریٰ اور علماء کی طرح حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں قرار دیا۔

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق نے ابلہ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

صحابہؓ نے روزوں کی رات کو دلوں میں بیگمات سے جماع کو حرام سمجھا۔ اللہ نے واضح کیا کہ رمضان کے تینوں عشروں میں اپنی بیگمات سے مباشرت حلال ہے۔ البتہ جب تم مساجد میں اعتکاف کے اندر ہو تو پھر بیگمات سے مباشرت کرنا منع ہے۔ رمضان کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا آگ سے نجات کا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے طلاق کی عدت کے تینوں مراحل میں رجوع کو جائز قرار دیا ہے اور جہاں حلال نہ ہونے کا حکم ہے وہ اعتکاف کی طرح مخصوص صورتحال سے متعلق ہے۔ جس کی تفصیل آگے بہت وضاحتوں کیساتھ آئے گی۔ انشاء اللہ العزیز المتکبر الجبار

انسان کی آزادی کیلئے قرآن وسنت سب سے بڑا اعلیٰ معیار

ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں مجادلہ کیا۔ جسکا ترجمہ قائداعظم کی نمازِ جنازہ پڑھانے والے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ نے ''تفسیر عثمانی'' میں ''جھگڑا'' لکھا۔ طلاق کی سخت ترین صورت ''ظہار'' تھی۔ شوہر بیوی کی پیٹھ کو اپنی ماں کی پیٹھ سے تشبیہ دیتا تھا، پھر وہ حلالہ سے بھی حلال نہیں ہوسکتی تھی۔ پھر اللہ نے مذہب کے اس قول کے خلاف سورہ مجادلہ نازل کردی اور غیر فطری قول کو منکر اور جھوٹ قرار دیدیا۔

قدسمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھاو تشتکی الی اللہ واللہ یسمع تحاورکما ان اللہ سمیع بصیر Oالذین یُظّھرون منکم من نسائھم ماھن امھٰتھم ان امھٰتھم الاّٰئی ولدنھم وانھم لیقولون منکرًا من القول وزورًا وان اللہ لعفو غفور O بیشک اللہ نے خاتون کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑ رہی تھی اور اللہ کی طرف شکوہ کررہی تھی۔ اللہ تمہارا مکالمہ سن رہا تھا۔ بیشک اللہ سننے دیکھنے والا ہے۔ جولوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں تو وہ ان کی مائیں نہیں۔ ان کی مائیں نہیں مگر جنہوں نے ان کو جنا ہے اور ضرور یہ کہتے ہیں منکر قول میں سے (مذہبی اقوال میں سے) اور جھوٹ۔ بیشک اللہ درگزر کرنے والا معاف کرنے والا ہے۔ (المجادلہ:1،2)

یاایھاالنبی اتق اللہ ولاتطع الکٰفرین والمنٰفقین ان اللہ کان علیمًا حکیمًا Oواتبع مایوحٰی الیک من ربک ان للہ کان بماتعملون خبیرًاOوتوکل علی اللہ وکفٰی باللہ وکیلًاOماجعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہٖ وماجعل ازواجکم الّٰئی تُظّھرون منھن اُمھٰتکم وماجعل ادعیاء کم ابناء کم ذٰلکم قولکم بافواھکم واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل O ادعوھم لاٰبائھم ھو اقسط عنداللہ فان لم تعلموا اٰباء ھم فاخوانکم فی الدین وموالیکم ولیس علیکم جناح فیما اخطأتم بہ ولکن ماتعمدت قلوبکم وکان اللہ غفورًا رحیمًا O ''اے نبی! اللہ سے ڈرو اور اتباع نہ کرو کافروں اور منافقوں کی۔ بیشک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اتباع کرو اس کی جو آپکو آپکے رب کی طرف سے وحی کی گئی ہے۔ بیشک جو تم کروگے، اللہ اس سے باخبر ہے اور اللہ پر توکل کرو، اللہ کی وکالت کافی ہے۔ اللہ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔ اور نہ تمہاری ان بیویوں کو تمہاری مائیں بنایا ہے جن سے تم نے ظہار کیا ہے اور نہ تمہارے منہ بولوں کو تمہارے بیٹے بنایا ہے۔ یہ تمہاری منہ کی باتیں ہیں اور اللہ حق کہتا ہے اور وہ راستے کی ہدایت دیتا ہے۔ ان کو انکے اپنے باپوں کے نام سے پکارو، یہ اللہ کے نزدیک انصاف کی بات ہے۔ پس اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو یہ تمہارے دینی بھائی اور موالی ہیں اور تمہارے اوپر کوئی گناہ نہیں جس میں تم سے خطاء ہو۔ مگر جس میں تمہارے دل ملوث ہوں۔ اور اللہ توتھا ہی غفور رحیم۔ (الاحزاب: 1 سے 5 تک)

اُمت کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ خاتون حضرت خولہ بنت ثعلبہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں مجادلہ کیا اور اللہ نے وحی بھی اسکے حق میں اتاری مگر نبی ﷺ کے نام نہاد جانشینوں سے اختلاف پر قتل کا فتویٰ جاری ہوتا ہے۔ کیا نبی ﷺ سے علماء اور اکابر بڑے ہیں؟۔ کیا مذہبی ماحول میں ان سے مغالطہ نہیں ہوسکتا؟۔ سورۂ مجادلہ اور سورۂ احزاب کی یہ آیات جس طرح اسلام کی نشاۃ اول کی اصلاح میں بنیادی کردار ادا کررہی تھیں، اسی طرح اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں بھی ان کا بہت اہم کردار ہے۔

تحریکِ آزادی اور تحریکِ پاکستان کے ہیرو مولانا حسرت موہانیؒ سے پوچھا گیا کہ پاکستان ہجرت کیوں نہیں کرتے؟۔ مولانا نے فرمایا: ''اپنی جان دونوں جگہ خطرہ میں ہے۔ یہاں ہندوستان میں کوئی انتہاء پسند ہندو مسلمان سمجھ کر ماردیگا اور وہاں پاکستان میں کوئی کافر وگستاخ سمجھ کر ماردے گا۔ وہاں انتہاء پسند مسلمان کے ہاتھ کافر وگستاخ کی موت مرنے سے بہتر ہے کہ ہندوستان میں کسی انتہاء پسند ہندو کے ہاتھ مسلمان کی موت مروں''۔

آج پاکستان میں مختلف فرقوں اور مسالک کا وجود ہے اور حق کی آواز بلند کرنے کی فضاء سے بہت زبردست اور بہترین انقلاب آسکتا ہے۔

اسلام کا چہرہ تبدیل ہونا کیسے شروع ہوا؟، یہ آئینہ دیکھ لیجئے!

ولقد صرفنا فی ھٰذالقراٰن للناس من کل مثل و کان الانسان اکثر شئی جدلًاOوما منع الناس ان یؤمنوٓا اذ جاء ھم الھدٰی ویستغفروا ربھم الا ان تاتیھم سنة الاولین او یأتیھم العذاب قبلًا O ''اور بیشک ہم نے پھیر پھیر بیان کی اس قرآن میں ہر ایک مثال میں سے۔اور انسان تو تھا ہی ہر چیز میں سب سے زیادہ جھگڑالو۔اور لوگوں کو نہیں روکا ہے کہ ایمان لائیں جب ہدایت آئے اور اپنے رب سے معافی مانگیں مگر یہ کہ پہلوں کی سنت پر عمل پیرا ہیں؟ یا تاکہ سامنے سے عذاب آجائے؟''۔(سورۂ کہف آیت 54،55)

شیعہ اور اہلحدیث سمجھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ،امام ابوحنیفہؒ،امام مالکؒ،امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے کتنی بڑی بدعت ایجاد کرلی کہ اُمت مسلمہ کو ایک ساتھ تین طلاق کے واقع ہونے پر فیصلہ اور فتویٰ دیکر بہت بڑی تعداد میں خاندانوں کو تباہ کردیا۔خواتین کی عصمت دری کا سامان کیا۔

احناف کو کئی دیگر مسائل میں حضرت عمرؓ سے اختلاف ہے جیسے حج وعمرے کا احرام ایک ساتھ باندھنے پر پابندی۔حضرت عثمانؓ اور بنی امیہ نے حضرت عمرؓ کے حق میں مہم جوئی کی۔حضرت علیؓ واحناف نے حضرت عمرؓ کی مخالفت کی۔فقہ وحدیث کی معتبر کتابوں میں یہ تعلیم ہے۔حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:''حیران ہوں کہ آسمان سے تم پر پتھر کیوں نہیں برستے؟ میں کہتا ہوں کہ رسول ﷺ نے یہ عمل کیا اور تم مقابلے میں ابوبکرؓ وعمرؓ کا نام لیتے ہو''۔

مغیرہ ابن شعبہؓ کیخلاف چار افراد نے زنا کی گواہی دی۔ایک کی گواہی ناقص قرار دی گئی،باقی تین افراد پر حدِ قذف کے 80،80 کوڑے لگائے،جن میں حضرت ابوبکرہؓ واحد صحابی تھے۔پھر حضرت عمرؓ نے پیشکش کی کہ اگر تم اقرار کرلو کہ جھوٹی گواہی دی تو آئندہ آپ کی گواہی قبول ہوگی۔حضرت ابوبکرہؓ نے آئندہ گواہی قبول کرنے کی پیشکش مسترد کی۔باقی دو افراد نے خود کو جھوٹا قرار دیا۔امام ابوحنیفہؒ نے حضرت عمرؓ کی پیشکش کو قرآن کیخلاف قرار دیا اور باقی ائمہ نے حضرت عمرؓ کے مؤقف کو قبول کیا۔(صحیح بخاری میں بھی یہ ہے)

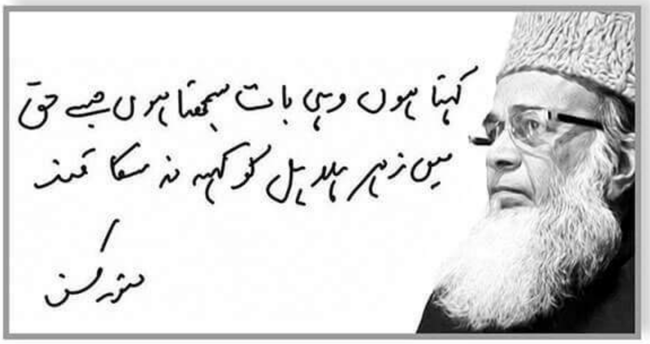

امام ابوحنیفہؒ یا جمہور کا مسلک درست تھا؟۔پھر یہ درست ہے یا غلط کہ کسی عورت کیساتھ زبردستی جنسی زیادتی ہو اور جب ظلم کے خلاف عدالت میں جائے تو گواہان پیش نہ کرسکنے پر اسی کو حدِ قذف کی سزا دی جائے؟۔

پرویز مشرف کے دور میں خواتین کو تحفظ دینے اور اپنے من پسند مجرموں کو سزا سے بچانے کی خاطر زنا بالجبر کے اس قانون کو تعزیر میں بدلنے کی کوشش پر شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی نے اسکے خلاف ایک بھونڈی تحریر لکھی، جسے جماعتِ اسلامی نے شائع کیا اور ہم نے اس کی مخالفت میں مدلل تحریر شائع کی۔ جماعت اسلامی کے امیر سید منور حسنؒ کی کلپ ہے کہ''عورت سے جبری جنسی زیادتی ہو تو عدالت نہ جائے ظلم وزیادتی کو برداشت کرے''۔ پھر پیپلزپارٹی کی حکومت آگئی جس کے مولانا فضل الرحمٰن حصہ تھے،تو یہ قانون بدل دیا اور کئی خواتین کو تھانوں اور جیلوں سے رہائی مل گئی۔

کسی شریف اور غیرتمند معاشرے میں دسترس حاصل ہونے کے باوجود معصوم خواتین کی جنسی ہراسمنٹ کو کوئی برداشت نہیں کرسکتا لیکن اسلام کے نام پر عورتوں کو درست شکایت پر سزا دی جائے تو اسلام فطری دین کیسے ہوسکتا ہے؟۔ زنا بالجبر کو قانونی تحفظ ہوگا تو عورت''میرا جسم میری مرضی'' کا نعرہ کیوں نہیں لگائے گی؟۔دنیا میں عورت آزادی کیلئے نہیں جبری جنسی تشدد کیخلاف منایا جاتا ہے۔مغرب میں جنسی آزادی ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن نے ووٹ کیلئے ٹانک کی جامع مسجد میں جمعہ کی یہ تقریر کی کہ''مرد اور عورت زنا کریں اور انکے خلاف ایک شخص گواہی دے، دو افراد گواہی دیں، تین افراد گواہی دیں تو ان کو کوڑے مارے جائیں گے اور چار افراد کی گواہی کے جو شرائط رکھے ہیں کیا اسلام سخت مذہب ہے؟''۔

حالانکہ قرآن میں زنا کے خلاف چار گواہوں کا الگ الگ جگہ ذکر ہے۔ایک جگہ چار گواہوں کے بعد بدکار عورت کو گھر میں نظر بند کرنے کا حکم ہے اور دوسری جگہ پاکدامن عورت پر بہتان لگانے کے حوالے سے ہے۔قرآن کے احکام بہت سنجیدہ ہیں کوئی مذاق نہیں جو مولوی نے بنا رکھا ہے۔

اکٹھی تین طلاق پر درست فیصلہ اور صائب فتویٰ کیا ہے؟

ثم ان ربک للذین عملوا السوٓء بجھالة ثم تابوا من بعد ذٰلک واصلحوا ان ربک من بعد ھا لغفور رحیم Oان ابرٰھیم کان اُمة قانتًا للہ حنیفًا ولم یک من المشرکین O پھر تیرا رب ان لوگوں پر جنہوں نے جہالت سے برا عمل کیا پھر اسکے بعد توبہ کی اور اصلاح کر لی تو تیرا رب اسکے بعد غفور رحیم ہے۔ بیشک ابراہیم.... (النحل:119)

شیعہ واہلحدیث حضرت عمرؓ کے فیصلے اور ائمہ مجتہدینؒ کے فتوے کا صحیح پہلو نہیں دیکھتے۔ شہزادا اپنی بیوی نادیہ کو اکٹھی تین طلاق دیتا ہے۔ نادیہ ڈٹ جاتی ہے کہ صلح نہیں کرنی۔ شہزادا اپنے حق کیلئے اسلامی عدالت میں پہنچتا ہے کہ مجھے رجوع کا حق ہے؟۔ اگر عدالت فیصلہ دے کہ اکٹھی تین طلاق کا حکم ایک طلاقِ رجعی کا ہے۔ شوہر رجوع کرسکتا ہے تو فیصلہ قرآن وسنت کے مطابق ہوگا؟۔ دنیا کی ہر عدالت فیصلہ عورت کے حق میں دیگی۔ حضرت عمرؓ نے فیصلہ دیا کہ شوہر کو رجوع کا حق نہیں۔ اور اسکے بعد اگر کسی نے اکٹھی تین طلاق دی تو ہم تین ہی جاری کردینگے۔ اللہ نے رعایت دی تھی اور تم اسکا غلط فائدہ اٹھا رہے ہو“۔ (صحیح مسلم)

وبعولتھن احق بردھن فی ذٰلک ان ارادوا اصلاحًا ”اور انکے شوہر اس (مدت) میں انکے لوٹانے کا زیادہ حق رکھتے ہیں بشرطیکہ اصلاح کرنا چاہیں“۔ آیت 228 البقرہ۔ عورت صلح پر راضی نہ ہو تو ایک طلاق پر بھی شوہر یکطرفہ رجوع نہیں کرسکتا۔ حضرت عمرؓ نے قرآن کی روح کو اپنی فطرت میں اُتارا۔ یہی سنت کا عین تقاضہ تھا۔ اگر نبی ﷺ کے دور میں میاں بیوی میں تنازع کھڑا ہوتا تو رسول اکرم ﷺ عورت کے حق میں فیصلہ دیتے۔ عورت آمادہ نہ ہو تو صلح پر مجبور کرنا قرآن کی رو سے حلال نہیں بلکہ یہ ناجائز وحرام ہے۔ جس طرح مرد اجنبی عورت کو پکڑ کر رکھ نہیں سکتا۔ اسی طرح طلاق کے بعد شوہر کا بیوی پر زبردستی کا تسلط بالکل حلال نہیں۔ قرآن کے متن میں مسائل کے انبار کا حل ہے مگر افسوس اُمت اس طرف نہیں گئی۔

ایک طبقہ کہتا تھا کہ حضرت عمرؓ نے غلط فیصلہ کیا۔ شرعی بنیاد پر اکٹھی 3 طلاق واقع نہیں ہوتیں، قرآن وسنت میں مرحلہ وار تین بار طلاق ہے، جبکہ جمہور فقہاءؒ ومحدثینؒ نے کہا کہ اکٹھی 3 طلاق واقع ہوتی ہیں۔ ابوحنیفہؒ و مالکؒ نے کہا کہ اکٹھی 3 طلاق گناہ وبدعت ہے۔ دلیل محمود بن لبیدؓ کی روایت کو بنایا کہ کسی شخص کی نبی ﷺ کو خبر دی گئی کہ اس نے اکٹھی تین طلاقیں دیں تو رسول ﷺ غضبناک ہوگئے۔ فرمایا کہ میں تمہارے درمیان میں ہوں اور تم اللہ کی کتاب سے کھیلتے ہو؟ اور اس پر ایک شخص نے کہا کہ کیا میں اس کو قتل نہ کردوں؟ (ترمذی)۔ شافعیؒ نے کہا کہ اکٹھی 3 طلاق سنت ہے۔ دلیل عویمر عجلانیؓ کی روایت کو بنایا کہ لعان کے بعد بیوی کو 3 طلاقیں دیں (بخاری)۔ احمد بن حنبلؒ کا ایک قول ابوحنیفہؒ و مالکؒ اور دوسرا شافعیؒ کی تائید میں ہے۔

اگر ہاتھ لگانے سے پہلے کی 3 طلاق پر من گھڑت مسائل کو دیکھا جائے تو دنیا میں کسی اور چیز کی ایسی بیہودہ مثالیں بنانا ممکن بھی نہیں ہے۔ مثلاً کسی کے نزدیک تیسری اور پہلی طلاق واقع ہوگی اور دوسری طلاق واقع نہیں ہوگی۔ کسی کے نزدیک اسکے برعکس معاملہ ہوگا۔ (ف کی بحث: نورالانوار)

1: عورت کو حمل ہو تو عدت وضع حمل (بچے کی پیدائش) ہے۔ حمل میں عدت کے تین مراحل نہیں ہیں اور نہ ہی تین مرتبہ طلاق کا تصور ہے۔

2: حیض آتا ہو تو عدت تین مراحل طہر وحیض ہیں۔ تین مرتبہ طلاق کا تعلق صرف معمول کے مطابق حیض آنے کی صورت سے ہے اور بس!۔

یہ تصور غلط ہے کہ شوہر تین طلاق کا مالک ہے۔ کیونکہ پھر بیوی آزاد نہیں مملوکہ ہوگی۔ شوہر 3 طلاق دے تو طلاق کی ملکیت ختم ہوا اور عدت باقی رہے اور شوہر ایک طلاق دے تو عدت ختم ہوا اور دو طلاق کی ملکیت باقی ہو؟۔ اس پر عجیب وغریب مسائل مرتب ہیں، اگر پارلیمنٹ کی بحث میں بڑے بڑے شیخ الاسلام اور مفتی اعظم کو طلب کیا جائے تو غیرت وضمیر والوں کو جلاب لگ جائیں گے۔ حضرت عمرؓ نے فیصلہ، ائمہ اربعہؒ نے درست فتویٰ دیا۔ قرآن نے تنازعہ میں عورت کو تحفظ دیا تھا لیکن اگر میاں بیوی اصلاح پر راضی ہوں تو قرآن نے علی الاطلاق واضح کیا کہ عدت میں رجوع ہوسکتا ہے۔

حضرت اماں عائشہؓ اور علماء کے مؤقف میں واضح فرق

مولانا غلام رسول سعیدیؒ نے لکھا کہ ''چار عورتوں سے نکاح کی اجازت اسلئے ہے کہ ایک، دو اور تین کو حیض ہوگا تو چاروں کو مشکل سے ایک ساتھ حیض ہوگا، جس کی وجہ سے مرد زنا سے بچے گا''۔ مولاناؒ نے خود شادی نہ کی مگر کسی شاگرد نے مزید نہ بتایا کہ ماملکت ایمانکم کا بھی ذکر ہے۔ اگر مرد کو چار شادیوں کے علاوہ بھی ہاتھ مارنے کی اجازت ہو اور عورت کو اپنی عدت سے زیادہ عرصہ تک انتظار پر مجبور کیا جائے تو کیا یہ انصاف ہوگا؟۔

فیمنسٹ رہنما ہدی بھرگڑی نے کہا کہ ''خواتین کو اپنی قسمت، اپنے حقوق اور اپنی ذات کے بارے میں خود فیصلہ کرنا ہوگا۔ یہ کیا بات ہے کہ معاملہ عورت کے حقوق کا ہو اور اس کی تشریح مرد کریں؟۔ ہم اپنے حقوق کی تشریح خود کریں گی تو بات بن جائے گی''۔ اللہ نے فرمایا: المطلقٰت یتربصن بانفسھن ثلاثۃ قروء ''طلاق شدہ اپنی جانوں کو 3 مراحل تک انتظار میں رکھیں''۔ عورت نے تیسرے طہر کے بعد حیض کو مکمل سمجھا۔ اماں عائشہؓ نے فرمایا ''قرآن میں ثلاثۃ قروء سے مراد اطہار ہیں''۔ جمہور ائمہ نے اتفاق کیا۔ حنفی فقہاء نے کہا کہ ''جس طہر میں طلاق دی وہ ادھورا ہے اور اگر مزید دو طہر ہوں تو قرآن کے خاص عدد 3 پر عمل نہ ہوگا بلکہ ڈھائی بن جائیگا اسلئے حیض سے شمار کرنا ہوگا تاکہ 3 حیض سے 3 کا عدد پورا ہو''۔ جب میں طالب علم تھا تو یہ سوال اٹھادیا تھا کہ ''جس طہر میں طلاق دی، وہ اور اسکے علاوہ تین حیض شمار ہونگے تو یہ عدد خاص ساڑھے تین بن جائیگا؟''۔

مسئلہ ۲۶: بچے کا اکثر حصہ باہر آچکا تو رجعت نہیں کرسکتا مگر دوسرے سے نکاح اسوقت حلال ہوگا، جب پورا بچہ پیدا ہولے۔(ردالمختار، الطلاق ج۵ص ۱۹۳۔ نعم الباری شرح البخاری، ج10، ص766 علامہ غلام رسول سعیدیؒ) مفتی محمد تقی عثمانی نے اپنے ''آسان ترجمۂ قرآن'' میں عدت کے حوالے سے قرآنی الفاظ کے ترجمہ میں واضح تحریف کا جرم کیا ہے۔ قرآن میں صلح اور معروف طریقے سے رجوع کی اجازت بہرصورت ہے۔

حضرت اماں عائشہؓ کے موقف کی تردید میں چند بنیادی مغالطے

نمبر1: جس طہر میں جماع کیا، طلاق نہ دی۔ پھر حیض کے بعد طہر آیا تو طلاق دی۔ اگر پہلا حیض وطہر عدت میں شمار نہ ہو بلکہ بعد والے حیض سے شمار کیا جائے تو کتنا بڑا ظلم ہوگا؟۔ اسکے بعد حیض وطہر، پھر حیض وطہر اور پھر حیض۔ یہ تین حیض شمار کرلئے۔

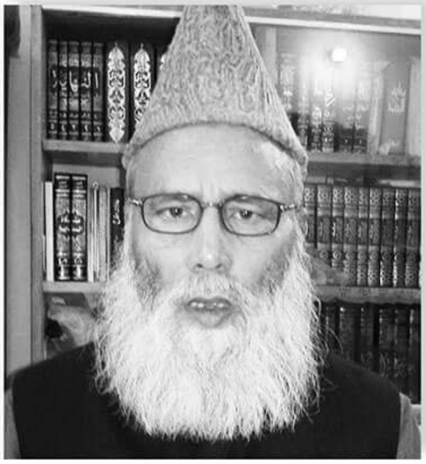

نمبر2: حیض نہ آئے تو اسکے قائم مقام پھر تین ماہ ہیں۔ اور تین حیض کی مدت تین ماہ سے کم بنتی ہے۔

نمبر3: جب کچھ کھائے پیئے بغیر رمضان کا فرض روزہ رکھا جائے تو روزہ پورا شمار ہوگا، ادھورا نہیں۔

نمبر4: جس طہر میں طلاق دی جائے، تو اس سے پہلے والا حیض انتظار میں شمار ہوتا ہے۔ پہلے حیض وطہر کے بعد دوسرا حیض وطہر اور پھر تیسرا حیض وطہر اعتکاف کے تین دن ہیں۔ اگر عورت خلاصی چاہتی ہو تو پھر تیسرے طہر کی تکمیل پر حیض کے آتے ہی عدت مکمل ہوجائے گی۔

اعتکاف کا دورانیہ 9 یا 10 دن ہے۔ اعتکاف والوں کیلئے بیگم سے مباشرت منع ہے۔ کھانا، پینا وغیرہ جائز ہے۔ جب اعتکاف کرنے والوں کو عید کے چاند کی خبر ملتی ہے تو جیلوں سے رہائی پانے والے قیدیوں کی طرح بھاگ کر گھر پہنچتے ہیں۔ عید کی رات لیلۃ الجائزہ کی بڑی فضلیت احادیث میں ذکر کی گئی ہے لیکن اعتکاف والے گھروں میں بیگمات کے پاس جاتے ہیں۔ طلاق کی عدت کے تین مراحل تین ماہ ہوتے ہیں۔ حیض میں مباشرت جائز نہیں، طہر میں روزے کی طرح طلاق میں پرہیز ہے۔ جس طرح اعتکاف میں روزے سے پہلے والی رات بھی اعتکاف میں شمار ہوتی ہے۔

جس طہر میں طلاق ہو تو اس سے پہلے والا حیض انتظار ہے۔ پہلا حیض وطہر، دوسرا حیض وطہر اور تیسرا حیض وطہر اعتکاف کے رات ودن ہیں۔ اگر عورت چاہتی ہو تو تیسرے طہر کی تکمیل پر حیض آتے ہی عدت مکمل ہوگی۔ حتی اتیموا الصیام الی الیل ''حتی کہ روزہ پورا کرو، رات تک'' کا مقصد پوری رات تک انتظار کرنا نہیں۔ اگر مدارس کے طلبہ اور عوام الناس کو قرآن وسنت کے صحیح دلائل کی طرف راغب کیا جائیگا تو علماء کی دنیا میں قدر رہوگی۔

طلاق سے متعلق احادیث صحیحہ کا ایک درست تجزیہ

حضرت عمرؓ نے خبر دی کہ عبداللہؓ نے حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دی تو رسول اللہ ﷺ غضبناک ہوگئے۔ابن عمرؓ سے فرمایا کہ رجوع کرلو پھر اپنے پاس رکھو،طہر میں حتی کہ حیض آجائے۔پھر طہر میں پاس رکھو،حتی کہ حیض آئے۔پھر طہر آئے تو رجوع کرلو اور طلاق دینا چاہو تو ہاتھ لگائے بغیر طلاق دو۔ یہ وہ عدت ہے جس میں اللہ نے طلاق کا امر کیا۔(کتاب التفسیر،سورۂ طلاق بخاری۔کتاب الاحکام،کتاب الطلاق اور کتاب العدت بخاری)۔یہ حدیث اماں عائشہؓ کی تائید ہے اور فقہاء کے بڑے اختلافات کی تردید ہے۔جن میں قرآن وسنت سے ہٹ کر خودساختہ حلال وحرام کی بھرمار ہے۔

حدیث سے یہ واضح ہے کہ تین بار طلاق کا تعلق حیض والی عورت کے تین مراحل سے ہے۔حمل میں تین مراحل اور تین مرتبہ طلاق کا تصور نہیں۔ محمود بن لبیدؓ کی روایت سے زیادہ مضبوط روایت حسن بصریؒ کی ہے: مجھے مستند شخص نے کہا کہ ابن عمرؓ نے تین طلاق دیں۔20 سال تک کوئی شخص نہیں ملا،جس نے تردید کی ہو،20 سال بعد ایک اور زیادہ مستند شخص نے کہا کہ ایک طلاق دی تھی۔(صحیح مسلم) محمود بن لبیدؓ کے واقعہ کا مجہول شخص کون تھا؟۔ یہ وہی ابن عمرؓ تھے جس کی اطلاع حضرت عمرؓ نے دی تھی اور حضرت عمرؓ ہی نے نبی ﷺ کے غضبناک ہونے کے بعد قتل کی پیشکش کی تھی۔محمود بن لبیدؓ کی روایت میں ایک ساتھ تین طلاق دینے والے ابن عمرؓ،اس کی اطلاع دینے والے اور قتل کی پیشکش کرنے والے حضرت عمرؓ کا صرف ذکر نہیں ہے۔اگر صحیح تطبیق دی جائے تو کسی حدیث کے انکار کی ضرورت نہیں ہوگی۔

ضعیف روایت ہے کہ فاطمہ بنت قیسؓ کو اکٹھی تین طلاقیں دیں اور صحیح روایت میں ہے کہ الگ الگ تین طلاقیں دیں۔جب صلح کا دروازہ کھلا ہو تو دونوں باتیں درست ہیں کہ اکٹھی تین طلاقیں دیں اور شمار ایک کی۔ اور پھر عدت کے الگ الگ مراحل میں تین طلاقیں دیں۔دارالعلوم دیوبند کے قاری محمد طیبؒ نے احناف کا بڑا اعزاز یہ لکھ دیا ہے کہ ضعیف حدیث کی تردید بھی حتی الامکان نہیں ہونی چاہیے۔اگر طلاق سے رجوع کیلئے علت صلح قرار دی جائے تو احادیث کے علاوہ قرآنی آیات کی تفاسیر میں بھی من گھڑت تضادات کا خاتمہ ہوجائیگا۔

ابن عباسؓ کی روایت کی تردید میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے کی ضرورت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ،ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ابتدائی تین سال تک اکٹھی 3 طلاق ایک شمار ہوتی تھی،باہمی رضا اور صلح میں قرآن کا یہی تقاضہ تھا۔اور تنازعہ کی صورت میں قرآن کا وہی تقاضہ تھا جس کا حضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا تھا۔ جن صحابہ کرامؓ،ائمہ عظامؒ نے اکٹھی 3 طلاق پر رجوع نہ کرنے کا فتویٰ دیا تو وہ تنازع ہی کی صورت میں تھا۔باہمی صلح میں قرآن پر عمل متروک نہیں تھا۔

رفاعۃ القرظیؓ کی طلاق وعدت کے بعد عورت نے کسی اور سے شادی کی تھی اور سابقہ شوہر سے رجوع چاہتی تھی جس کو حلالہ کیلئے پہلی اور آخری دلیل سمجھا جاتا ہے۔1: قرآن میں صلح کی شرط پر رجوع ہے۔بڑا ظلم ہے کہ اس حدیث کی بنیاد پر قرآن کے برعکس فتویٰ دیا جائے کہ عدت میں بھی رجوع نہیں ہوسکتا؟۔2: مولانا سلیم اللہ خانؒ صدر وفاق المدارس نے لکھا کہ ''اس خبر واحد کی حدیث سے قرآن میں نکاح پر جماع کا اضافہ نہیں ہوسکتا،احناف حدیث کو دلیل نہیں بناتے بلکہ نکاح جماع کے معنی میں لیتے ہیں''۔3: جس شخص میں حلالہ کی صلاحیت نہ تھی تو نبی ﷺ عورت کو کس طرح اسکا ذائقہ چکھ لینے کا حکم دیتے ؟۔4: مذکورہ عورت اپنے شوہر سے صلح نہیں کرنا چاہتی تھی بلکہ اپنا شوہر چھوڑنا چاہتی تھی اسلئے کہ اس کا شوہر وہی تھا، جس کے نکاح میں تھی۔5: اگر صحیح حدیث ہوتی کہ نبی ﷺ نے عدت میں صلح سے روکا ہے،تب بھی قرآن کے مقابلے احناف اس کی تردید کرتے۔

وزیرستان کے پشتو میں یہ کہاوت ہے کہ ''جو برتن تم نے توڑے یہ معاف مگر آئندہ نہ توڑو''۔قرآن وحدیث اور انسانی فطرت کی جتنی خلاف ورزیاں ہوئیں وہ گزشتہ سے پیوستہ تھیں لیکن حق واضح ہونے کے بعد اب حلالہ کی لعنت چھوڑ دو۔جبری حلالہ کے کیس میں علماء بنوں جیل میں قید ہیں۔

کوئی بھی حدیث صحیحہ نہیں کہ نبی ﷺ نے صلح سے روکا ہو۔اُم رکانہؓ اور ابورکانہؓ نے مرحلہ وار تین مرتبہ طلاق کا فیصلہ کیا،عرصہ گزرا،تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اُم رکانہؓ سے رجوع کیوں نہیں کرتے ؟۔انہوں نے کہا 3 طلاق دے چکا۔آپؐ نے فرمایا: مجھے علم ہے اور سورۂ طلاق پڑھ لی۔(ابوداؤد)

الفتاوى التاتارخانية
التاليف
للشيخ الامام فريد الدين عالم بن العلاء
الاندرپتي الدهلوي الهندي المتوفي سنة ٧٨٦ھ
قام بترتيبه وجمعه وترقيمه وتعليقه
بنحو عشرة الاف من الاحاديث والآثار
شبير احمد القاسمي
المفتي المحدث بالجامعة القاسمية الشهيرة
بمدرسة شاهي مراداباد، الهند

فتاویٰ قاضی خان کا انتہائی درجہ شرمناک فتویٰ

ولو شاء اللہ لجعلکم اُمة واحدة ولکن یضل من یشاء ویھدی من یشاء و لتسئلن عما کنتم تعملون O و لا تتخذوا اَیمانکم دخلًا بینکم فتزل قدم بعد ثبوتھا وتذوقوا السوّء بما صددتم عن سبیل اللہ ولکم عذاب عظیم O اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ایک فرقہ بناتا لیکن جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت دے اور تم سے پوچھا جائیگا جو تم کرتے تھے اور اپنے ایمان کو عیب نہ بناؤ آپس میں تو پھسل جاؤ گے قدم جمنے کے بعد اور چکھو گے بُرائی بسبب جو تم نے اللہ کی راہ سے روکا اور تمہارے لئے بڑا عذاب ہے۔(النحل 93،94) ایمان کو عیب کب بنایا؟۔فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ وفی الخانیة : رجل قال لامرأتہٖ : ان لم یکن فرجي احسن من فرجك فانت طالق، وقالت المرأة: ان لم یکن فرجي احسن من فرجك فجاریتي حرة قال الشیخ الامام ابوبکر بن الفضل :ان کان قائمین عندالمقالة برت المرأة و حنث الزوج لو کان قاعدین بر الزوج و حنث المرأة لان فرجھا احسن من فرج الزوج والامر علی العکس حالتِ القعود و ان کان الر جل قائما و المرأة قاعدة قال فقیه ابو جعفر :لا اعلم ما ھذا: قال وینبغی ان یحنث کل واحد منھما لأن شرط البر فی کل یمین ان یکون فرج کل واحد منھما احسن من فرج الاخر وعند تعارض لایکون احدھما احسن من الاخر فیحنث کل واحد منھما ۔ الفتاویٰ تاتار خانیه، التالیف لشیخ الامام فرید الدین عالم بن االعلاء الاندرپی الدھلوی الھندی المتوفیٰ ۷۸۶ھ قام بتتیبہٖ وجمعہٖ وترقیمہٖ وتعلیقہٖ بنحو عشرالاف من الاحادیث والاٰثار شبیراحمد قاسمی المفتی المحدث بالجامعة القاسمیة الشھیرة بشاھی مراد آباد الھند، المجلدالخامس، بقیة من الطلاق و النفقات العتاق ص۲۹۴ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

ترجمہ:''اور خانیہ میں ہے کہ آدمی نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میری شرمگاہ تیری شرمگاہ سے خوبصورت نہ ہوتو تجھے طلاق اور عورت نے کہا کہ اگر میری شرمگاہ تیری شرمگاہ سے خوبصورت نہ ہو تو میری لونڈی آزاد ہے۔شیخ امام ابوبکر بن الفضل نے کہا کہ اگر دونوں بات کرتے وقت کھڑے ہوں تو عورت بری ہوگئی (لونڈی آزاد نہیں) اور مرد حانث ہوا (طلاق پڑگئی) اور اگر دونوں بیٹھے تھے تو مرد بری ہوا (طلاق نہ ہوئی) اور عورت حانث ہوئی (لونڈی آزاد ہوگئی)۔اسلئے کہ عورت کی شرمگاہ قیام کی حالت میں شوہر کی شرمگاہ سے خوبصورت ہے اور برعکس ہے بیٹھنے کی حالت میں اور اگر مرد کھڑا تھا اور عورت بیٹھی تھی تو فقیہ ابوجعفر نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں اور کہا کہ مناسب ہے کہ ان میں ہر ایک حانث ہو اسلئے کہ ہر ایک یمین میں بری ہونے کی شرط یہ ہے کہ ایک دوسرے سے ان کی شرمگاہ خوبصورت ہو اور تعارض میں خوبصورت نہ ہوتو دونوں حانث ہونگے''۔(ص294 تالیف: شیخ فریدالدین دہلوی، تعلیق مفتی شبیر احمد قاسمی مراد آباد ہند)۔

''طلاق پر یمین کا اطلاق ہوتا ہے''۔دیکھئے صفحہ نمبر 50 پر آیت کا مفہوم۔مذہبی طبقے اور عوام کو فقہی خرافات سے نکال کر قرآن وسنت،صراط مستقیم اور فطری ہدایت کی طرف لانا ہوگا۔ریاستِ مدینہ کی بنیاد مذہبی جہالت کی اصلاح تھی۔

مرد کے مقابلہ میں فیمینسٹ عورت کیوں کھڑی ہے؟

پاکستان میں آئے روز یہ تماشہ لگا رہتا ہے کہ لڑکی نے بھاگ کر اپنی مرضی سے کسی لڑکے سے شادی رچالی ہے۔ خبر اخبارات، سوشل میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کی زینت بنتی ہے۔ عدالتوں میں مار کٹائی کے واقعات ہوتے ہیں۔ بہت سی غیرت کے نام پر قتل کردی جاتی ہیں۔

مشرقی کلچر میں لڑکی بھاگ کر نکاح کرتی تو اس کو قتل کیا جاتا تھا مگر حنفی مولوی اس کو جواز فراہم کرتا اور انگریزی عدالت تحفظ دیتی تھی۔ حنفی مسلک کی اکثریت کے باوجود معاشرے میں کسی بالغ لڑکی کو اپنی مرضی سے نکاح کا حق آج تک نہیں مل سکا۔ البتہ بھاگ کر شادی کرنے والی لڑکی کو کنٹرول کرنے کیلئے حکومت نے پہلے 16 سال اور پھر 18 سال عمر کی حد مقرر کردی ہے، تاکہ عدالتوں میں بھاگنے والی لڑکیوں کو قانونی تحفظ نہ مل سکے۔

فیمینسٹ عورت نے مردوں کا غلبہ اسلئے مسترد کیا کہ عورت کے حق کی بات ہو تو مرد قرآن، مسلک، شریعت اور ملکی قوانین کسی چیز کو نہیں مانتے۔

لڑکا اور لڑکی حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں، دونوں بالغ ہیں، حنفی مسلک دونوں کو نکاح کی آزادانہ اجازت دیتا ہے، عدالت نے حنفی مؤقف تسلیم کرلیا۔

لیکن والدین نکاح کی اجازت نہ دیں اور مردانہ غیرت رکھنے والا معاشرہ قرآن، مولوی کی طرف سے شرعی نکاح پڑھانے اور ملک کی اعلیٰ عدلیہ کے قوانین کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں تو پھر ہدی بھرگڑی جیسی جرأتمند فیمینسٹ اپنے حقوق کیلئے اپنی جانوں کی بازیاں لگا کر اشتعال انگیزی کی تمام حدیں پار کرنیوالے مذہبی طبقے کا مقابلہ کرتی ہیں۔ اسلام آباد پریس کلب سے ڈی چوک تک اپنا احتجاجی حق استعمال کرلیتی ہیں۔ اگر عورت کو حقوق مل گئے۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے　　مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

مغرب میں بھی عورت کی حالت بدترین ہے۔ بقول افکار علوی کے "مقاصد تو حل ہوئے ہیں مسائل نہیں ہوئے" تو پھر کیا ہوگا؟۔

نغمانہ شیخ نے لکھا: "اس کو ایک بار پھر مرد سے نفرت کا شدید احساس ہوا، اس کا جی چاہا کہ مردوں کے خلاف آواز بلند کرے مگر دوسرے لمحے اسے خیال آیا کہ یہ جو ڈھیر ساری خواتین اپنی ہم جنس کے نام پر ادارے چلا رہی ہیں۔ تقریبات کی آڑ میں تفریحات مناتی ہیں۔ حقوقِ نسواں پر بڑے بڑے سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں۔ مقالات پڑھے جاتے ہیں جن کا اختتام پرتکلف ضیافت پر ہوتا ہے۔ 365 دِنوں میں ایک دن عالمی سطح پر عورت کی فکر میں گزارا جاتا ہے۔ ایسے عالمی ناٹک سے کیا حاصل؟ بھلا صدیوں سے کھوکھلی بنیادوں پر ٹکا سماجی پنجر ظاہری آرائش سے مستحکم ہوجائے گا۔ عورتیں کسی اور رُخ نکل جاتی ہیں۔ مردوں کے خلاف آوازیں کستے کستے آپ ہی مردوں کی بانہوں میں چلی جاتی ہیں۔ یہ عورت بھی عجیب مخلوق ہے، مردوں کی مخالفت بھی کرتی ہے اور ان کے بغیر زندگی کا تصور بھی حرام سمجھتی ہے۔ (دھوپ میں جلتے خواب: افسانہ نغمانہ شیخ)

اپنی ویڈیو میں ایک آدمی پتہ نہیں کس بنیاد پر کہہ رہا تھا کہ "نکاح ختم ہوگا تو ناانصافی ختم ہوگی"۔ ہوسکتا ہے کہ نکاح کی بنیاد پر جہیز، طلاق، خلع اور حلالہ کے حوالہ سے تلخ تجربات کا سامنا کرنا پڑا ہو۔ اس مارچ میں بہت الٹے سیدھے پوسٹر بھی نمایاں کئے گئے۔ یہ ایک مزاحیہ صورت میں بہت سخت ردِعمل کا نتیجہ بھی ہوسکتا ہے۔ عورت مارچ کے خلاف سازش بھی ہوسکتی ہے اور ایک خاص قماش کے لوگ بھی ہوسکتے ہیں۔

مولانا صاحبان بتائیں کہ کم عمری کی شادی پر تمہارے اسلام میں پابندی ہے؟۔ لڑکی بھاگ کر شادی کرے تو بھی مولوی نکاح پڑھاتا ہے جو کلچر کیخلاف ہے۔ اسلام کے نام پر کلچر کو قربان کرنیوالا مولوی ہے تو پہلے یہ تعین کرلو کہ تم نے اسلام کی پاسداری کرنی ہے یا مشرقی اقدار اور کلچر کی؟۔ مولوی خود کہاں کھڑا ہے؟۔ سود کو جائز قرار دیا، مزارعت کو حدیث اور جمہور ائمہ نے حرام قرار دیا تھا تم نے جواز بخشا۔ حلالہ کی لعنت سے تم اسلام اور کلچر کی بیخ کنی کرتے ہو۔ بادشاہت اور جمہوریت میں ظلم کی تم تائید کرتے ہو۔

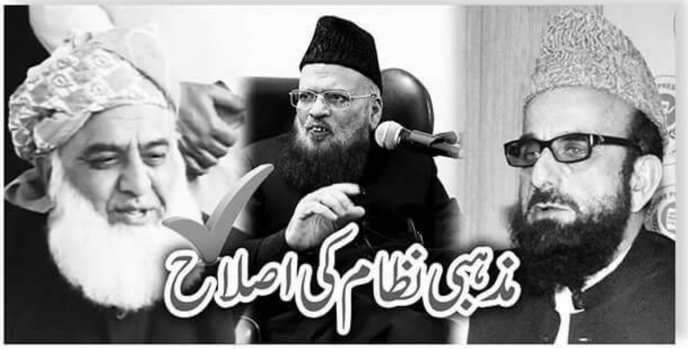

ان الله لايغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم

''اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا حتی کہ وہ اپنے آپ کو بدلیں''۔ الرعد 11

بادشاہت ہوتی تو علماء قوالی گاتے؟

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

شاہ کے سہولت کار درباری علماء نے فتاوی عالمگیری میں بھائیوں کے قاتل اورنگزیب کیلئے اسلامی حدود ساقط کردیں۔ جبری جنسی زیادتی کا شکار ہونے والیوں کو شکایت پر سزائیں دی جانے لگیں۔ بنوامیہ، بنوعباس، سلطنتِ عثمانیہ، مغل کے مظالم میں السلطان ظل الله فی الارض من اھان سلطان الله فقد اھانه الله ''بادشاہ زمین پر اللہ کا سایہ ہے، جس نے اس کی توہین کی اس نے اللہ کی توہین کی'' کا خطبہ پڑھتے۔ اللہ نے حکمران کو انصاف کا حکم دیا۔ مسلم حکمران عوام پر غضب کا سایہ ہیں۔ جاپان میں جرائم و مظالم کی شرح 0% ہے اور اسلامی دنیا مظالم و جرائم سے بھری پڑی ہے۔

امام حسینؓ کے قتل کیلئے جب تک پانچ سو علماء نے فتوے پر دستخط نہ کئے تو یزید کے لشکر میں ہمت نہ تھی۔ قاضی شریح کو حضرت عمرؓ نے قاضی رکھا۔ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت معاویہؓ اور یزید کے دور میں قاضی رہا۔ کسی نے اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے قیمتی ہیرے و جواہرات کو امانتاً قاضی شریح کے پاس رکھوایا۔ قاضی شریح کے دل میں رغبت ہوئی تو اس شخص نے اس شرط پر یہ ہیرے جواہرات دینے کا وعدہ کیا کہ جب وہ یزید کے خلاف خروج کرنے والوں کو باغی اور واجب القتل قرار دے۔ چنانچہ قاضی شریح نے لالچ کی خاطر فتویٰ جاری کردیا۔ دوسروں نے بھی شرکت کرلی۔ نوجوانِ جنت کا پہلا سردار حضرت حسنؓ مفاہمت کے باوجود منافقت سے زہر کا نشانہ بنایا گیا اور دوسرا سردار حضرت حسینؓ واجب القتل ٹھہر گیا؟۔

اقتدار بنی امیہ سے مجاہدین نے چھین لیا تو بنی عباس کو خلافت کا حقدار ٹھہرانے کیلئے علیؓ کے والد حضرت ابوطالب کو اسلام سے خارج کردیا گیا۔ حالانکہ اگر حضرت عباسؓ نبی ﷺ کے چچا اور حضرت علیؓ چچازاد تھے تو پھر حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، امیر معاویہؓ اور یزید تو چچا کی اولاد تھے اور نہ ہی چچازاد کی اولاد تھے۔ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی ہمدردیاں در پردہ قابض خاندانی بادشاہت کیخلاف اہلبیت کیساتھ تھیں اسلئے ان کو حیلے بہانوں سے تشدد، سزاؤں اور قید و بند کی صعوبتوں کا نشانہ بنایا گیا۔ شاگردوں کو عہدے، مناصب اور دولت کی لالچ سے رام کیا۔ کئی لوگ بغل میں چھرا منہ میں رام رام کرتے ہیں۔ کتنے علماء نے اقتدار کی لالچ میں کس کس کیساتھ الحاق نہیں کیا؟۔ حضرت حاجی محمد عثمانؒ پر فتوے لالچ میں لگائے گئے۔ بڑے مدارس کے بڑے علماء و مفتیان اپنی عقیدت سے دستبردار ہوکر اپنے یادِ رفتگاں کی مکمل تصویر بن گئے۔

امام غزالیؒ نے لکھا کہ ''امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام ابویوسف نے معاوضہ لیکر بادشاہ کیلئے اس کے باپ کی استعمال شدہ لونڈی جائز قرار دی''، جس کے راوی عبداللہ بن مبارکؒ جیسے جید لوگ تھے۔ تو مصر کے بازار میں امام غزالیؒ کی کتابوں کو جلا ڈالا گیا۔ مفتی محمودؒ کے ساتھی مولانا فتح خانؒ جامع مسجد سپین (سفید) کے خطیب نے امام غزالیؒ کا حوالہ دیکر ہماری حمایت میں بیان دیا جو اخبار ضرب حق کی مین لیڈ بنا۔ جس پر ڈیرہ اسماعیل خان کے علماء نے اخبار جلا ڈالے، مقدمہ اور ناکام فتوے میں اپنا منہ کالا کیا۔ جامعہ دارالعلوم کراچی سے مفتی محمد شفیع کے خلیفہ اور داماد مفتی سکھروی نے شادی بیاہ میں نیوتہ (لفافے کی رسم) کو سود قرار دیا۔ 70 سے زیادہ وبال، وعیدوں اور گناہوں میں کم از کم گناہ اس سود کا حدیث سے اپنی ماں کیساتھ زنا قرار دیا۔ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی نے عالمی سودی نظام کو جواز کا راستہ دیکر بھیانک اقدام کرلیا اور آپ کے استاذ مولانا سلیم اللہ خانؒ، مفتی زرولی خان، جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی اور ملک کے کونے کونے سے تشریف لانے والے علماء کرام نے مفتی تقی عثمانی کو بہت سمجھایا لیکن بھاری بھرکم معاوضے میں بڑے بڑے لوگوں نے ٹھوکریں کھانے کی تاریخ دھرائی تھی۔ مفتی محمد تقی عثمانی نے آیت فلا تمنن تستکثر ''احسان کرکے زیادہ بھلائی کی اُمید نہ رکھیں'' کی غلط تفسیر میں رسول اللہ ﷺ پر سود کا بہتان لگادیا۔ جس دن دباؤ پڑ جائیگا، توبہ کا اعلان کریگا۔ احسان کے بدلے نبی ﷺ کے اہلبیت بھی شہید کئے گئے۔

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (حم سجدہ آیت 3)

"یہ وہ کتاب ہے جس کی آیات کو واضح کیا گیا۔قرآن عربی میں ایسی قوم کیلئے جو سمجھ رکھتے ہیں"۔(جاہل ہٹ دھرموں کا کام نہیں)

کیا حنفی مسلک نے حدیث صحیحہ اور جمہور نے قرآن کا انکار کیا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میری اُمت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوسکتی ہے"۔اصول فقہ کا پہلا اصول قرآن ہے، دوسرا اصول حدیث ہے اور تیسرا اصول اجماع ہے۔احناف اور جمہور میں اختلاف یہ ہے کہ حنفی کہتے ہیں کہ ہمارا مسلک قرآن کے مطابق ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ ہمارا مسلک حدیث کے مطابق ہے۔جب کسی مسئلہ میں دونوں کا اختلاف ہو اور ایک کی دلیل قرآن ہو اور دوسرے کی دلیل حدیث ہو، تو تضاد کا فیصلہ کون کریگا؟۔

انجینئر محمد علی مرزا 19 گریڈ کا افسر ہے۔وہ عالم دین نہیں لیکن کتابوں سے کسی مسئلے کے درست یا غلط ہونے کا فیصلہ کرتا ہے۔ایک ویڈیو میں اسکا کہنا ہے کہ سائنس کے حوالہ سے بہت سی ایسی آیات ہیں جن کا علم چاروں اماموں کو نہیں تھا اور مجھے ہے لیکن مولوی نے اس بات کو غلط رنگ دے دیا۔

نبی ﷺ نے فرمایا "جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اسکا نکاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے"۔حتی تنکح زوجا غیرہ (حتی کہ وہ کسی اور شوہر سے نکاح کرلے) قرآن میں عورت آزاد ہے اور حدیث میں ولی کی اجازت ضروری ہے۔احناف نے حدیث کو رد کرکے ناقابلِ عمل قرار دیا کہ قرآن سے متصادم ہے تو جمہور نے صرف یہ آیت نہیں جس سے استنباط کرنا بہت دشوار تھا بلکہ دوسری آیت کو بھی رد کردیا، جس میں بیوہ کو کھلی اجازت دی گئی ہے۔ والذین یتوفون منکم و یذرون ازواجًا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھرٍ وعشرًا فاذا بلغن اجلھن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسھن بالمعروف واللہ بما تعملون خبیر O "اور تم میں سے جو لوگ وفات پاجائیں اور اپنی ازواج چھوڑ جائیں تو وہ اپنی جانوں کو انتظار میں رکھیں چار ماہ، دس دن تک، پھر جب وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو تمہارے اوپر کوئی حرج نہیں کہ جو بھی وہ (خواتین) معروف طریقے سے اپنے لئے فیصلہ کریں اور اللہ جانتا ہے کہ جو سلوک تم نے عورتوں سے روا رکھنا ہے"۔(البقرہ آیت:234)

ایک طرف حدیث صحیحہ ہو اور دوسری طرف یہ آیت ہو اور دونوں میں ایک کا انتخاب کرنا ہو تو کس کو درست اور کس کو غلط قرار دیا جائیگا؟۔امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ مقامی عرب تھے اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کا تعلق فارس سے تھا۔حدیث کے مقابلے میں قرآن سے دوری زیادہ گمراہی ہے اور چاروں اماموں کا اختلاف رحمت تھا اسلئے کہ اگر وہ اختلاف نہ کرتے تو حقائق تک رسائی کیلئے ذہنی ترقی بھی ممکن نہیں تھی۔

قرآن میں طلاق شدہ اور بیوہ کیلئے آزادی وخودمختاری واضح ہے۔جمہور ائمہ نے حدیث کی آڑ میں قرآن کے احکام کو سبوتاژ کیا۔امام ابوحنیفہؒ نے حدیث کی پرواہ کئے بغیر قرآن کا پرچم بلند کیا۔علماء نے گمان ظاہر کیا کہ یہ وہی اہل فارس کا شخص ہے جس کے بارے میں اہم پیش گوئیاں ہیں؟۔ سورۂ جمعہ میں صحابہ کرامؓ سے ملنے والے واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم (اور آخر والے جو ابھی تک ان پہلوں سے نہیں ملے) سے مراد فارس کا ایک شخص یا چند افراد ہونگے اگر علم، ایمان اور دین ثریا پر پہنچ جائے تو بھی اس کو واپس لائیں گے۔(بخاری ومسلم) امام ابوحنیفہؒ نے حدیث کو قربان کرکے قرآن کی حفاظت کرلی اور جمہور نے حدیث کو پکڑ کر قرآنی آیات کو قربان کردیا۔امام ابوحنیفہ پر کفر و گمراہی کے وہ فتوے لگے کہ الحفیظ والامان۔

اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کو زندہ رکھا جس میں اہل حق اور اقرب الی الحق کے گروہ نے ہر دور میں اپنا کردار ادا کیا۔البتہ حدیث صحیحہ کا انکار ہدایت نہیں گمراہی تھی اور گمراہی کم درجے کی ہو یا بڑے درجے کی، اُمت کا اس پر اجماع نہیں ہوسکتا ہے۔جو امام قرآن کے خلاف صحیح حدیث کو بھی نہیں مانتا تھا تو اسکے پیروکاروں نے شرمناک تقلید کے نام پر فقہ کی بدترین خرافات کو مسلک حنفی کا نام دے دیا ہے۔جو بہت افسوسناک ہے۔

پہلے مشرقی تہذیب کا معاملہ تھا اور اب جہالت کی انتہاء ہوگئی

جب قرآن میں لعان کی آیت نازل ہوئی تو انصار کے سردار حضرت سعد بن عبادہؓ نے اسکے خلاف عورت کو کھلی فحاشی پر لعان کے بجائے اپنی رسم وروایت کے مطابق قتل کرنے کا اعلان کردیا۔ نبی ﷺ نے انصارؓ سے شکایت کردی تو انصارؓ نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ اس سے درگزر کیجئے۔ یہ بڑی غیرت والا ہے۔ آج تک کسی بیوہ یا طلاق شدہ سے شادی نہیں کی۔ جب بھی شادی کی تو کنواری سے کی اور جب کسی عورت کو طلاق دی تو اس کو کسی اور سے نکاح نہیں کرنے دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں اس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے۔ (صحیح بخاری)

انصارؓ نے قرآن کے مقابلے میں سردار کی غیرت کیلئے نبی ﷺ سے نرم گوشہ رکھنے کا مطالبہ کیا۔ عویمر عجلانیؓ نے نبی ﷺ سے بار بار پوچھا تھا کہ میں کیا کروں؟۔ نبی ﷺ پر یہ سوال ناگوار گزرتا تھا۔ پھر قرآن میں لعان کا حکم نازل ہوا۔ اللہ نے نبی ﷺ کی غیرت کا لحاظ رکھ کر فرمایا کہ: **ولا ان تنکحوا ازواجه من بعدہ ابدًا** (اور نہ آپ ﷺ کی ازواج سے کبھی نکاح کریں ہمیشہ کیلئے۔ الاحزاب آیت 53) دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **واذ تقول للذی انعم الله علیه وانعمت علیه امسک علیک زوجک واتق الله وتخفی فی نفسک ما الله مبدیه وتخشی الناس والله احق ان تخشٰه فلما قضٰی زید منها وطرًا زوجنکها لکی لایکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائهم اذا قضوا منهن وطرًا وکان امر الله مفعولاO** ”اور جب آپ (ﷺ) اس شخص (حضرت زیدؓ) سے فرمارہے تھے جس پر اللہ نے انعام (بیوی کا) کیا اور آپؐ نے انعام (اپنی کزن حضرت زینبؓ کا رشتہ کروایا) کیا۔ کہ اپنی بیوی کو طلاق مت دو، اللہ سے ڈرو اور جو آپؐ کے دل میں تھا، جس کو چھپارہے تھے (کہ اگر زیدؓ نے طلاق دی تو ازالہ کیلئے مجھے نکاح کرنا چاہیے) جس کو اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ آپؐ لوگوں (کے طعنوں) سے خوف کھارہے تھے (کہ لوگ کہیں گے کہ اپنے منہ بولے بیٹے کی عورت سے نکاح کرلیا، جس کو لوگ ناجائز اور بہت معیوب سمجھتے تھے) اور اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے خوف کھاؤ۔ جب زیدؓ نے غرض پوری کرنے کا فیصلہ کرلیا (نکاح میں نہ رکھنے کا) تو ہم نے اس کو آپؐ کے نکاح میں دیا، تاکہ مؤمنوں پر کوئی حرج نہ ہو، اپنے منہ بولے بیٹوں کے حوالہ سے جب وہ اپنی بیگمات کو طلاق دیں“۔ (الاحزاب: آیت 37) اللہ نے بہت غلط کلچر اور باطل مذہب کو مٹانے کیلئے رسول اللہ ﷺ کو اس مشکل میں ڈال دیا تاکہ مؤمنوں کیلئے قیامت تک آسانی رہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ آیت اس قدر مشکل تھی کہ اگر نبی ﷺ کسی آیت کو لوگوں سے چھپانا چاہتے تو اس کو چھپالیتے۔ (بخاری ومسلم)

ایک طرف دنیا باطل عقائد، مذاہب اور انتہائی جاہلانہ رسم ورواج کی مضبوط گرفت میں تھی تو دوسری طرف اللہ نے وحی کے ذریعے سے مشرق و مغرب کی پرواہ کئے بغیر پوری دنیا کو اسلام سے منور کردیا۔ سورۂ نور میں اللہ کے نور کی مثال دی گئی جو شرقی ہے اور نہ غربی۔ عربوں نے ایک طرف دنیا کو فتح کرلیا مگر دوسری طرف خلافت علی منہاج النبوۃ کو ترک کرکے مرکز پر بنوامیہ اور بنوعباس کا خاندانی قبضہ ہوگیا۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ ”اہل غرب ہمیشہ حق پر رہیں گے“۔ (صحیح مسلم) علامہ اقبالؒ نے مغرب میں اسلام دیکھا جہاں پھر امریکہ میں بارک حسین اوبامہ صدر بن گیا۔

چندسال پہلے بلال قطب نے پوچھا کہ حدیث میں سسرال کو ”آگ یا موت“ قرار دیا گیا۔ شوہر فوت ہو تو سسر بیوہ بہو سے نکاح کرسکتا ہے؟۔ مولانا آزاد جمیل نے کہا کہ ”اگر مجبوری ہو تو سسر سے اس بیوہ بہو کا نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں“۔ افطار رمضان کے پروگرام میں شیعہ عالم بھی تھا۔

قرآن میں محرمات ماں، بیٹی، بہن... کیساتھ حلائل ابنائکم بیٹوں کی بیویاں بھی ہیں۔ سید ارشاد نقوی

پروگرام نشر مکرر ہوا۔ جاہل عوام، جاہل مذہبی طبقات، جاہل حکمران، جاہل میڈیا اور جاہل ریاست کا یہ حال ہے کہ جاہلوں کو چن چن کر اسلام کی تشریح کیلئے میڈیا پر لایا جاتا ہے۔ سید قطب کو اسلامی اسکالر کہلاتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شوہر کے بھائی، رشتہ داروں کو خطرناک قرار دیا ہے اور احتیاط رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔

ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات

عرب نے قرآن چھوڑ دیا اور عجم کو ویسے بھی عربی قرآن کا ترجمہ و مفہوم سمجھ میں نہیں آتا تھا۔نتیجہ یہ نکلا کہ **وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھٰذالقراٰن مھجورًا** ''اور رسول (ﷺ) عرض کرینگے کہ اے میرے ربّ! بیشک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا''۔(القرآن)

شاہ ولی اللہؒ اور آپکے صاحبزادوں نے قرآن کا ترجمہ کیا مگر علماء دیوبندؒ اور مولانا احمد رضا خان بریلویؒ مسئلہ تقلید پر اُلجھ گئے۔قرآن پر توجہ نہیں دی۔

مولانا سلیم اللہ خان لکھتے ہیں:''عورت کو قبل النکاح کے دیکھنے کی اجازت ہے لیکن اختلاف ہے کہ اسکے کتنے حصہ کو دیکھا جاسکتا ہے؟۔اس پر تو جمہور کا اتفاق ہے کہ وجہ (چہرہ) اور کفین (ہتھیلی) کو دیکھا جاسکتا ہے وجہ سے اسکے جمال کا اندازہ ہوجائیگا اور کفین سے اسکے جسم کی نعومت اور نرمی کا اندازہ ہوجائیگا۔امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ شرمگاہ کے علاوہ جو بھی حصہ ہے دیکھ سکتا ہے۔علامہ ابن حزم اور داؤد ظاہری فرماتے ہیں کہ جسم کے ہر حصہ کو دیکھ سکتا ہے۔جمہور علماء فرماتے ہیں کہ عورت کی اجازت کے بغیر دیکھ سکتا ہے''۔کشف الباری عمافی صحیح البخاری جلد 3 کتاب النکاح: صفحہ 228 مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی نمبر 4 کراچی۔(عورت کی عزتِ نفس کو مغرب نے بھی اتنا مجروح نہ کیا ہوگا جتنا تقدیسِ حرم کے محافظوں نے کیا)

ابنۃ الجونؓ کا رسول ﷺ سے نکاح ورخصتی ہوئی، ازواجؓ نے سنگھار کیا اور یہ سکھایا کہ نبی ﷺ سے کہو کہ '' ملکہ خود کو بازارو کے حوالہ کریگی؟۔ میں آپؐ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں''۔ وہ سادگی کا شکار ہوگئی تو نبی ﷺ نے چھوڑ دیا۔ یہ قصہ یوسفؑ سے بڑا اُسوۂ حسنہ تھا۔اس پر عمل ہوتو کسی لڑکی کا نکاح اسکی رضا کے بغیر کبھی نہ ہو۔مولانا سلیم اللہ خان اور علامہ غلام رسول سعیدی نے علامہ ابن حجر کا یہ سوال جواب نقل کیا کہ ''بغیر نکاح کیسے پاس گئے اور ہاتھ بڑھایا؟۔تو جواب یہ ہے کہ نبی ﷺ کا اس کو طلب کرنا کافی تھا، چاہے وہ لڑکی اور اسکا ولی نکاح کیلئے راضی نہ ہوتے''۔مرزا غلام احمد قادیانی احدالدجالین الکذابین الثلاثین (جوتیس کذاب دجالوں میں سے ایک تھا) نے ملازم کے نتیجے میں محمدی بیگم سے نکاح کیلئے الہام گھڑا تھا۔

اللہ نے فرمایا: **یاایھاالذین امنوا لاتتخذوا الیھود و النصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لایھدی القوم الظٰلمین O** ''اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو اپنا ولی مت بناؤ۔ یہ بعض بعض کے اولیاء ہیں۔اور تم میں سے جس نے ان کو اپنا ولی بنالیا تو وہ انہی میں سے ہے۔بیشک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ہے''۔(المائدہ آیت: 51) اس آیت سے پہلے کی آیات کو دیکھ لو، جہاں یہود کو دین کی تحریف کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔اولیاء سے مراد وہ سرپرست ہیں جن کو فیصلہ کرنے کا اختیار سپرد ہوتا ہے۔کنواری لڑکی کے ولی سرپرست باپ وغیرہ ہوتے ہیں۔جب دو ہندو بہنوں نے سرپرست کی اجازت کے بغیر اسلام قبول کرکے مسلمان لڑکوں سے شادی کرلی تھی تو ہدی بھرگڑی نے بھرچنڈی کے سجادہ نشین کو بھی خوب لتاڑا تھا کہ یہ سندھ دھرتی کے کلچر اعلیٰ ترین تہذیب وتمدن کے خلاف ہے۔حدیث صحیحہ میں ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کو باطل قرار دیا گیا ہے۔

ولی سے لڑکی کا بوائے فرینڈ مراد نہیں۔قرآن نے اہل کتاب کی عورتوں کو حلال قرار دیا۔یہودن وعیسائی بیوی سے بڑھ کر دوستی کیا ہے؟۔آیت و حدیث میں اولیاء اور ولی سے مراد بااختیار سرپرست ہیں۔کنواری کا باپ سرپرست ہے۔شادی کے بعد عورت کا سرپرست شوہر ہے۔بیوہ وطلاق شدہ بااختیار ہوتی ہے۔کوئی لڑکی سرپرست کی اجازت کے بغیر شادی کرتی ہے تو اسکا والدین اور عزیز واقارب سے رشتہ کٹ جاتا ہے۔پھر طوفانوں کے رحم وکرم پر رہتی ہے۔آیت میں یہود ونصاریٰ کو اولیاء بنانے سے منع اسلئے کیا گیا کہ قرآن میں بیوی کو فحاشی پر دیکھنے کے بعد قتل کی اجازت نہیں بلکہ لعان کا حکم ہے۔اگر اللہ تعالیٰ منع نہ کرتا تو لوگ یہود ونصاریٰ کو اولیاء بناتے تاکہ لعان کی جگہ قتل کی اجازت ملتی۔ہم غیرت کے نام پر انگریز کی تعزیرات ہند پر خوش ہیں لیکن حلالہ کی لعنت کے پاسداران غیرت لعان کے حکم پر عمل کرنے کو بے غیرتی سمجھتے ہیں۔کیا مراد سعید اور قادر پٹیل یہ مسائل اُٹھا سکتے ہیں؟۔

اسلام فطرت کی رہنمائی کرتا ہے لیکن مذہبی طبقہ حقائق نہیں سمجھتا

حنفی مسلک کی عظیم خدمت قرآن کے مقابلے میں حدیث کی تردید ہے۔ ذخیرۂ احادیث کو مدارس میں اہتمام کیساتھ پڑھایا جاتا تو گمراہی پھیل جاتی۔ یہ بھی حدیث ہے کہ رضاعت کبیر (بڑے کو دودھ پلانے) کی دس آیات تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت اُس چارپائی کے نیچے پڑی تھیں جس پر آپ ﷺ کی میت تھی، جن کو بکری نے ہڑپ کر کے ضائع کردیا، ورنہ یہ مصحف میں پہلے پڑھی جارہی تھیں''۔ (سنن ابن ماجہ)

دورۂ حدیث میں تیز رفتاری سے احادیث کی کتابیں پڑھی جاتی ہیں۔ پڑھنے اور سننے والوں کو قطعی طور پر کچھ سمجھ نہیں آتا، ورنہ مولوی بہت بڑے گمراہ بن کر وہاں سے فارغ ہوکر نکلتے۔

اصولِ فقہ کا پہلا سبق قرآن حتی تنکح زوجًا غیرہ سے حدیث ایما امرأۃ نکحت بغیر اذن ولیھا فنکاح باطل باطل باطل (ولی کی اجازت کے بغیر نکاح باطل ہے) کے متصادم اور متروک ہونے ہمیں جامعہ بنوری ٹاؤن میں مولانا بدیع الزمانؒ نے پڑھایا تو میں نے عرض کیا کہ قرآن میں طلاق شدہ اور حدیث سے کنواری مراد لیا جائے۔ استاذ نے بہت خوشی سے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور اس بات میں وزن قرار دیا۔

اس قرآنی آیت سے اس حدیث صحیحہ کو ٹکرانا انتہائی کم عقلی اور گمراہی کا شاخسانہ ہے۔ دراصل آیت 230 البقرہ عورت کو اسکے سابق شوہر سے آزادی دینے کا پروانہ ہے۔ مسئلہ یہ تھا کہ عورت کو طلاق کے بعد کسی اور شوہر سے نکاح کرنے کی اجازت پہلا شوہر نہیں دیتا تھا۔ قرآن نے جس معاشرتی مسئلے کو حل کیا تھا وہ آج بھی عالمِ انسانیت کا بہت بڑا المیہ ہے۔ مرد اپنی مرضی سے جتنی شادیاں کرلے لیکن عورت کو طلاق ہوجاتی ہے تو پھر بھی اسکا پیچھا نہیں چھوڑا جاتا ہے۔ لیڈی ڈیانا کا قتل اور برطانوی شہزادہ چارلس پر عدالت میں کیس اس کی بہت بڑی مثال ہے۔ گاؤں، دیہاتوں، شہروں اور قبائلی ماحول میں جس طرح منگیتر کو چھوڑنے کے بعد بھی کسی اور سے نکاح کرنے کو غیرت کا مسئلہ سمجھا جاتا ہے اور معاملہ قتل وغارت تک پہنچ جاتا ہے تو یہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں۔ درسِ نظامی کے نصاب میں حدیث صحیحہ کو بالکل بے محل قرآن کی آیت سے متصادم قرار دیا گیا ہے۔ طلاق کے بعد عورت کا ولی اسکے نکاح میں رکاوٹ نہیں ہوتا ہے بلکہ جس شوہر نے اس کو طلاق دی ہے وہی اس کو اپنی مرضی سے نکاح کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اللہ نے مردوں میں اتنی غیرت رکھی کیوں ہے کہ طلاق دینے کے بعد کسی اور سے نکاح کرنے نہیں دیتا ہے؟۔ تو جواب بہت سادہ ہے کہ اگر مردوں میں یہ غیرت نہ ہوتی تو بے غیرتوں کا کام یہ ہوتا کہ عورتوں سے بچے جنوا کر چھوڑ دیتے۔ پھر پلٹ کر یہ سوال اُٹھے گا کہ کیا اللہ تعالیٰ کسی اور شوہر سے نکاح کی اجازت دینے پر مجبور کر کے بے غیرتی کی تعلیم دیتا ہے؟۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جب مرد طلاق دے اور کسی اور کو نکاح کرنے نہ دے تو اصل بے غیرتی یہی ہے کہ عورت اسکے نام پر بیٹھ کر بے راہروی کا شکار ہو۔ اسی طرح اگر عورت کو شوہر قبول نہ ہو تو یہ بے غیرتی ہے کہ اس کا پیچھا پھر بھی نہ چھوڑے۔ معاشرے کے اندر اگر قرآن کی فطری تعلیم عام کی جائے تو بہت سے مسائل سے عوام کو چھٹکارا مل جائے گا۔

اللہ نے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ ''اپنی ازواج کو اختیار دیں کہ وہ الگ ہوجائیں''۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ''نبی ﷺ کی ازواج سے کبھی بھی نکاح نہ کریں''۔ اُونچے درجے کی عورت کم درجے والے سے نکاح پسند نہیں کرتی۔ ام المومنینؓ ہونا بڑا درجہ تھا۔ چونکہ آداب سے ناواقف بدو اور منافق معاشرے کا حصہ تھے جن کو حجرات کے پیچھے سے نبی ﷺ کو پکارنے اور اونچی آواز میں بات کرنے سے اللہ نے منع کیا اسلئے ازواج مطہراتؓ کا دل دکھانے سے روکنے کیلئے یہ حکم تھا۔ عورت کو اسکی شان کیخلاف نکاح کی پیشکش بڑی توہین ہے۔ اللہ نے عورت کو ایسی فطرت عطاء کی ہے کہ نبی ﷺ کے حکم سے حضرت زینبؓ نے حضرت زیدؓ سے نکاح کرلیا مگر زیدؓ نے آخر مجبور ہوکر طلاق دی، جس کو نبی ﷺ نے روکنے کی کوشش فرمائی اور آخر میں اسکا ازالہ فرمادیا۔ حضرت موسیٰؑ نے دو بہنوں کی مدد فرمائی۔ جن کے والد بھی نبی تھے۔ بہت حیاء داری کیساتھ رشتہ طے ہوا۔ اسلام فطرت کو کچلتا نہیں بلکہ بہترین رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

ولو فتحنا عليهم بابًا من السماء فظلوا فيه يعرجون O لقالوا انما سكرت ابصٰرنا بل نحن قوم مسحورون O ''اور اگر ہم ان پر آسمان کا ایک دروازہ کھول دیتے اور اس میں چڑھ کر اُڑتے پھریں تو یہ لوگ پھر بھی ضرور کہتے کہ ہماری آنکھوں پر نشہ چڑھا ہے بلکہ ہم وہ قوم ہیں جن پر جادو کیا گیا ہے''۔(سورۃ الحجر آیت 14،15) جن کو حقائق کا انکار کرنا ہو تو وہ دلائل اور مشاہدہ نہیں دیکھتے۔

طلاق شدہ و بیوہ، لونڈیوں اور کنواری لڑکیوں کے مسائل کا حل

وانکحوا الایامیٰ منکم والصٰلحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنیهم الله من فضله والله واسع علیم O ولیستعفف الذین لایجدون نکاحًا حتی یغنیهم الله من فضله والذین یبتغون الکتٰب مماملکت ایمانکم فکاتبوهم ان علمتم فیهم خیرًا واٰتوهم من مال الله الذی اٰتکم ولاتکرهوا فتیٰتکم علی البغاء ان اردن تحصنًا لتبتغوا عرض الحیٰوۃ الدنیا ومن یکرههن فان الله من بعد اکراههن غفور رحیم O ''اور نکاح کراؤ جو تم میں سے طلاق شدہ و بیوہ خواتین ہیں اور اپنے نیک غلاموں اور لونڈیوں کا۔ اگر وہ فقراء ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اغنیاء بنادے گا۔ اللہ وسعت والا جاننے والا ہے۔ اور وہ لوگ عفت میں رہیں جو نکاح تک نہ پہنچ پائیں یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے ان کو مستغنی (نکاح کی دولت سے نوازے) بنادے۔ اور جو تمہارے غلاموں میں سے معاہدہ کرنا چاہتے ہوں تو ان کے ساتھ معاہدے والا معاملہ کرو، اگر تم اس میں خیر سمجھتے ہو۔ اور ان کو اس مال میں سے دو، جو اللہ نے تمہیں دیا ہے اور اپنی ان لڑکیوں کو بغاوت (یا بدکاری) پر مجبور نہ کرو، جو نکاح کے ذریعے اپنا تحفظ چاہتی ہیں۔ تاکہ اس کی وجہ سے تم کوئی دنیاوی وجاہت حاصل کرو۔ اور ان میں سے جن کو مجبور کیا گیا ہو تو اللہ تعالیٰ ان کے اس جبر کے بعد غفور رحیم ہے''۔ (سورۃ النور آیت 32،33)

الایم جمع الایامیٰ کنواری کی ضد ہے۔ یہ ترغیب ہے کہ ''طلاق شدہ و بیوہ خواتین اور اپنے نیک غلاموں اور لونڈیوں کا نکاح کراؤ''۔ جمہور نے کہا کہ ''یہ دلیل ہے کہ عورتیں بیوہ یا طلاق شدہ ہوں تب بھی اپنے اولیاء کے ہاتھ میں غلاموں اور لونڈیوں کی طرح محتاج ہیں''۔ حسن بصری اور امام نخعی کے نزدیک طلاق شدہ و بیوہ، کنواری اور بچی کا جبراً نکاح کرایا جاسکتا ہے۔ (کشف الباری، مولانا سلیم اللہ خانؒ)

اگر خواتین کو خلع کا حق ہوتا تو کسی کیساتھ بھاگنے کے بجائے نکاح کرتیں۔ قرآن وسنت میں توازن ہے۔ ایک طرف والدین کو پابند بنایا کہ اپنی مرضی مسلط نہ کرو اور دوسری طرف لڑکیوں کو والدین کی رائے کا احترام سکھایا۔ لیکن مسلم معاشرہ جاہلیت کی وجہ سے عدم توازن کا شکار بنتا ہے جس کی وجہ سے معاشرتی سطح پر بدمزگی سے لیکر کورٹ میرج تک بھی بات پہنچتی ہے۔ علماء قرآن وسنت میں تضادات کا شکار ہونگے تو معاشرے کو اچھا لائحۂ عمل نہیں دے سکتے ہیں۔ آیت میں یہ واضح ہے کہ ''اپنی لڑکیوں پر جبر نہ کرو، جس سے وہ بغاوت یا چھپی یاری کریں (بغاء کے دونوں معانی ہیں) جب وہ نکاح کرنا چاہتی ہوں''۔ دوسری طرف حدیث میں عورت کو ولی کی اجازت کا پابند بنایا گیا ہے۔ اگر لڑکی کی حوصلہ افزائی کی جائے تو بھی معاشرے کا توازن بگڑنے کے علاوہ لڑکی کے حق میں بھی برا ہے۔ فقہ میں قرآن وحدیث میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر تضادات پیدا کرنے کا وطیرہ ہے۔

سورۂ محمد میں اللہ نے فرمایا کہ ''قیدیوں کو آزاد کردو، ان سے فدیہ لیکر یا احسان کرکے''۔ جنگی قیدیوں کو قتل یا زندگی بھر قید میں رکھنے کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے ختم کردیا تھا۔ اس سے بڑھ کر دنیا پر کیا احسان ہوسکتا تھا؟ اسلام کے نام لیوا جنگی قیدیوں کو غلام اور لونڈی بنانے کا فلسفہ لئے بیٹھے ہیں۔ ہم نے اس کتاب کے ذریعے سے کچھ معاملات کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کی ہے اور باہمی مشاورت سے انقلاب آئیگا۔

بدر، اُحد اور صلح حدیبیہ کے بعد فتح مکہ پر انسانیت کی تکمیل ہوئی جہاں سب کو طلقاء آزاد قرار دیا گیا۔ فتح مکہ کے موقع پر عورتوں سے متعہ کی

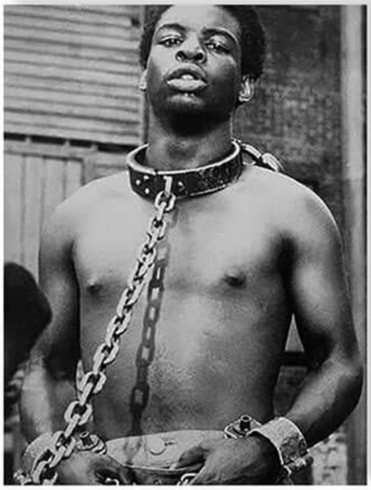

اجازت دی گئی۔ اگر ابوسفیانؓ کی بیگم جبری لونڈی بنادی جاتی تو ٹھیک تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کا آزادی سے فتح مکہ کے موقع پر متعہ کی اجازت دینا نعوذ باللہ من ڈ لک ''کوئی زنا'' تھا؟۔

اللہ نے آزاد مشرک و مشرکہ سے بہتر جب مؤمن عبد اور مؤمنہ لونڈی کو قرار دیا ہے تو مؤمن عبد سے نکاح یا ایگریمنٹ کی پوزیشن بھی واضح کردی کہ وہ کسی آزاد عورت سے معاہدے کے تحت مال مانگے تو نہ صرف جائز ہے بلکہ اگر اس میں خیر سمجھ میں آئے تو کرڈالو۔ اپنے اس مال میں سے اس پر خرچ بھی کرو، جو اللہ کا دیا ہے۔ اسلام لونڈی سے نکاح کی اجازت دیتا ہے تو اس پر مال خرچ کرنے کا حکم بھی دیتا ہے اور غلام سے نکاح کی اجازت دیتا ہے تو اس پر بھی وہ مال خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے جو اللہ نے بندوں کو دیا ہے۔ یہ بڑی کج فہمی ہے کہ یہاں قرآنی آیت میں مال کے بدلے غلام آزاد کرنے کا معاملہ ہے۔

کتنی گھناؤنی بات ہے کہ ترجمہ اور تفسیر کرنے والوں نے یہ لکھنے کی جسارت کرڈالی کہ اگر غلام آزاد کرنے میں خیر سمجھ میں آئے تو پھر آزاد کرو۔ حالانکہ یہ قرآن کی کئی آیات اور اسلام کی بیخ کنی کے مترادف ہے۔ جہاں بات بات پر غلام کو آزاد کرنے کی ترغیب ہے۔ غلام کو آزاد کرنا بجائے خود بڑی نیکی ہے اور اس میں خیر سمجھ میں آنے اور نہ آنے کا کوئی فلسفہ نہیں۔ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے علماء کی کورنگاہی بھی غلاموں کی طرح ہے۔ اسلام آزادی کا اس حدتک خواہاں ہے کہ عباد کا لفظ بھی ضرورت کی بنیاد پر استعمال ہوا ہے، ورنہ جائز نہیں ہے۔ صرف اللہ ہی کی بندگی کی اجازت ہے۔ اور عورت کے حقوق کو ہر لحاظ سے واضح کردیا ہے۔ جس طرح سے مرد عورت سے ملکت ایمانکم کی بنیاد پر تعلق رکھ سکتا ہے، اسی طرح یہ معاہدہ بھی برابری کی بنیاد پر ہوسکتا ہے اور اس سے بڑھ کر اگر عورت کا مرتبہ مال اور وجاہت کے اعتبار سے زیادہ ہے تو معاہدہ میں مرد کی حیثیت کم بھی ہوسکتی ہے۔

جاء النبیون بالآیات فانصرمت وجئتنا بکتابٍ غیر منصرم
آیاتہ کما طال المدی جدد یزینھنّ جلال العتق والقدم

انبیاء آئے نشانیوں کیساتھ پس ان کا سلسلہ کٹ گیا ہے۔ آپ ﷺ ہمارے پاس وہ کتاب لائے جو کٹنے والی نہیں ہے۔ اس کی آیات لمبی مدت گزرنے کے باوجود بالکل نئی ہیں۔ آزادی اور دلیری کی شان وشوکت کو انہی سے مزین کیا جاتا ہے۔ (نعتِ رسول مقبول ﷺ، شاعر احمد شوقی)

اب آیئے کہ جہاں ایک مہذب معاشرے میں ایک توازن ہوتا ہے۔ لڑکیوں اور والدین کی مشترکہ خوشی اور رضامندی سے رشتوں میں منسلک ہوکر شادیاں ہوتی ہیں۔ چھپی یاریوں اور بھاگ کر شادیوں کو معیوب سمجھا جاتا ہے وہاں اگر اس قسم کی صورتحال کا سامنا ہو کہ سرپرست لڑکیوں پر مرضی مسلط کرلیں، اسلام کی رو سے تو یہ بالکل ناروا وناجائز ہوگا لیکن جب لڑکیوں کیلئے والدین سے انکار کی گنجائش نہ ہو تو پھر اس جبر کے نتیجے میں لڑکیوں کا کیا قصور ہوگا؟۔ حدیث ہے کہ اس کا نکاح نہیں ہوا، اگر لڑکی کی رضامندی کے بغیر اس کا کسی سے نکاح کردیا گیا۔ اسکا ایک دوسرا بھیانک پہلو بھی نکلتا ہے کہ لڑکی کسی سے شادی کرنے کیلئے بہت ضد کرتی ہے۔ کبھی چھپ کر اپنا کام دکھاتی ہے اور کبھی کھل کر بغاوت پر آتی ہے۔ جسکے تماشے اب تو بہت زوروشور سے جاری وساری ہیں۔ والدین لڑکوں کو ان کی مرضی سے نکاح کی اجازت نہیں دیتے ہیں تو لڑکیوں کو کہاں سے دیں گے؟۔

آیت میں احادیث کا مفہوم واضح ہے کہ اپنی لڑکیوں پر جبر نہ کرو کہ وہ بغاوت یا بدکاری پر مجبور ہوجائیں اگر وہ نکاح چاہیں تو کرنے دیں، بھلے وہ اس سے نکاح کرنا چاہتی ہوں جو خاندانی وجاہت کے منافی ہو۔ بھاگ کر شادی یا چھپی یاری کرلی تو معاشرتی نظام تباہ ہوگا۔ لیکن علماء نے انتہائی شرمناک ترجمے اور تفسیریں لکھ ڈالی ہیں۔ کہ اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر اپنی کمائی کیلئے مجبور نہ کرو۔ اگر لونڈیوں کو مجبور کیا تو پھر ان کی پکڑ نہیں ہوگی۔

8 عورت آزادی مارچ کیساتھ میڈیا نے انصاف نہیں کیا؟

8 عورت مارچ لاہور پریس کلب پر یلغار کا خدشہ تھا۔ میڈیا تیر و کمان لئے عورت آزادی مارچ کیخلاف کھڑا تھا۔ یہ چند بینروں پر لکھا تھا کہ

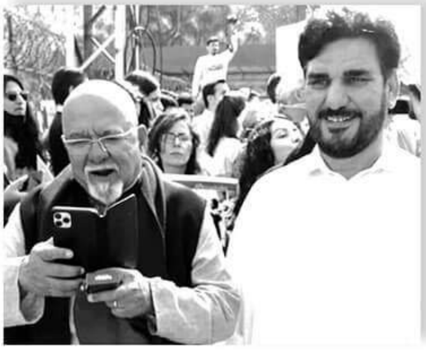

''اسلام ہمیں حق دیتا ہے مگر مسلمان نہیں دیتا''۔ پوسٹروں پر ''میرا جسم میری مرضی'' کا غصہ تھا۔ بہت لوگ مخالف تھے۔ میں نے آپ نیوز کو انٹرویو دیا کہ ''عورت آزادی مارچ انقلاب ہے۔ عورتوں کا اپنے حقوق کیلئے نکلنا ہی مسئلے کا حل ہے۔ معاشرہ انکے حقوق نہیں دیتا۔ لعان کی آیت نازل ہوئی تو انصار کے سردار سعد بن عبادہؓ نے کہا کہ میں قرآن پر عمل کر کے لعان نہیں کروں گا بلکہ فحاشی پر قتل کروں گا۔ غیرت پر قتل کی قرآن نے اجازت نہیں دی مگر مسلمان اس حکم پر عمل نہیں کرتے۔ انگریز کا برصغیر پاک و ہند پر قبضہ ہوا تو تعزیرات ہند میں غیرت پر قتل کو قانونی رعایت ملی مگر اسلام نے چودہ سو سال پہلے بھی قتل کی اجازت نہیں دی۔ جب تک عورتیں اپنے حقوق کیلئے خود جدوجہد نہیں کریں گی تب تک مردوں نے ان کو انکے حقوق کبھی نہیں دینے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ''۔ افسوس ہے کہ اس مختصر تقریر کا ایک جملہ نشر ہوا۔ آج بھی ''آپ نیوز'' کے ریکارڈ میں وہ تقریر ہوگی۔ جو نشر کی جاسکتی ہے۔ معروف صحافی سید امتیاز عالم گیلانی نے پرجوش خواتین کو دیکھ کر کہا کہ ''بس تم ہم مردوں کو اڑادو''۔ مگر ایں خیال است و محال است کا تأثر بھی دے دیا۔

PTM کے MNA علی وزیر نے اسلام آباد میں عورت مارچ سے اظہارِ یکجہتی کیا، اسٹیج سے ان کا شکریہ بھی ادا کیا گیا،

عورت مارچ خوف کی زد میں تھا۔ علی وزیر نے بروقت رفو چکر ہونے میں عافیت سمجھی۔ اگلی مرتبہ اپنے ووٹروں اور سپوٹروں کو تحفظ کیلئے ساتھ لائیں تو بات بن جائے۔ اگر پختون فوجی آفیسر لیفٹیننٹ نگار جوہر بھی گئی تو اعتدال کا ماحول ہوگا۔ جو شیخ القرآن مولانا طاہر پنج پیری کی نواسی، مولانا محمد طیب طاہری اور میجر ریٹائرڈ عامر کی بھانجی ہیں۔ جنکا پنج پیر صوابی آمد پر ڈھول اور بھنگڑے سے استقبال ہوا۔ جہاں مشعال مظلوم شہید کا جنازہ مشکل سے پڑھنے دیا گیا۔

سوشل میڈیا کے ''زوم نیوز'' نے مجھے عورت آزادی مارچ کی مخالفت پر اُکسایا؟، تو میں نے یہ بیان ریکارڈ کرایا کہ ''علماء کا قصور ہے۔ انگریز دور تک فقہ حنفی کا مسئلہ یہ تھا کہ عورت کا شوہر گم ہو تو 80 سال تک وہ عورت اسکے نکاح میں ہے۔ پھر ایک عورت نے نکاح کی ضرورت کیلئے اسلام چھوڑ کر عیسائی مذہب اختیار کرلیا تو مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ''حیلہ ناجزہ'' کے نام سے کتاب شائع کی۔ احناف کے 80 سال کے بجائے امام مالکؒ کے مسلک کے مطابق 4 سال تک انتظار کے بعد مدتِ وفات اور چار ماہ دس دن کی عدت گزارنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کی اجازت دی۔ اور لکھا کہ یہ رنڈی خواتین صبر نہیں کرسکتی ہیں اسلئے مجبوراً مالکی مذہب پر فتویٰ دیا۔ اس کتاب میں یہ مسئلہ بھی ہے کہ اگر بیوی کو شوہر تین طلاق دے اور پھر مکر جائے تو طلاق واقع ہوجائے گی لیکن اگر عورت دو گواہ پیش نہ کرسکے تو عورت اپنے شوہر کیلئے حرام ہونے کے باوجود اسکے نکاح میں رہے گی۔ اس صورت میں عورت خلع لے، مگر شوہر خلع نہ دے تو پھر عورت شوہر کیساتھ حرام کاری پر مجبور ہوگی''۔ جب زوم نیوز ٹی وی نے حقائق کا سامنا کیا تو کہا کہ اب بس کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ مزہ نہیں آیا؟۔ اینکر پرسن نے کہا کہ نہیں ایسی بات نہیں۔ دوسروں سے بھی انٹرویو لینے ہیں۔ ہم نے آٹھ عورت آزادی مارچ کیلئے اپنے اخبار ''ماہنامہ نوشتۂ دیوار کراچی'' میں بہت مواد شائع کیا تھا۔ ایک جماعت نے سکھر، خیرپور، نواب شاہ، میرپور خاص اور حیدرآباد میں کام کیا، ایک کراچی سے لاہور پہنچی تھی، ایک ٹیم نے اسلام آباد میں کام کیا، کراچی میں بھی ٹیموں نے کام کیا، کوئٹہ میں بھی کام ہوا۔ جب مجھے لاہور میں پتہ چلا کہ اسلام آباد میں حالات مخدوش ہیں تو اسلام آباد روانہ ہوا۔ ہماری ٹیم مشکل گھڑیوں میں خواتین کیساتھ رہی اور جب ڈی چوک سے واپس پریس کلب جانا تھا تو میں بھی پہنچ چکا تھا اور ٹیم کیساتھ ڈی چوک سے پریس کلب تک خواتین کو تحفظ دینے کیلئے شریک ہوا تھا۔

شدت پسندی کا آغاز بھی ہم نے کیا اور اسکا خاتمہ بھی انشاء اللہ ہم کرینگے

منکرات کو ہاتھ سے روکنے کی ابتداء بھی ہم نے کی تھی اور آٹھ عورت آزادی مارچ کیلئے بھی ہم نے کردار ادا کیا۔ پہلے بھی اخلاص تھا اور اب بھی اخلاص پیش نظر تھا۔ اگر قرآن وسنت کا معیاری نصاب ہوتا تو طالب علمی سے علم وعمل اور شعور وآگہی کا منظم پروگرام بنتا۔ جب میں جامعہ انوار القرآن آدم ٹاؤن نیو کراچی مولانا فداء الرحمٰن درخواستیؒ کے مدرسہ میں موقوف علیہ کی تعلیم حاصل کررہا تھا تو مشکوٰۃ کے استاذ مولانا انیس الرحمٰن درخواستیؒ اور بیضاوی کے استاذ مولانا شبیر احمد رحیم یار خان والے تھے۔ تفسیر کی آخری کتاب ''بیضاوی'' میں بچوں سے زیادہ کم عقلی کی بات ہے۔ پہلے لکھا ہے کہ الم (الف لام میم) O سے کیا مراد ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے اور پھر

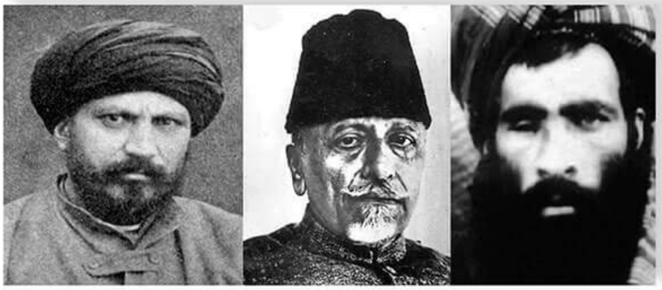

لکھا ہے کہ الف سے اللہ، لام سے مراد جبرئیلؑ اور میم سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں، یعنی اللہ نے جبریل کے ذریعے حضرت محمد ﷺ پر کتاب نازل کی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس تفسیر میں دو طرح کے تضادات ہیں۔ پہلا تضاد یہ ہے کہ اللہ ہی اس کی مراد کو جانتا ہے تو پھر یہ کہنا کہ اللہ نے جبریل کے ذریعے حضرت محمد ﷺ پر یہ کتاب نازل کی ہے۔ دونوں باتوں میں ایک صحیح اور دوسری تفسیر غلط ہے اسلئے کہ پہلے قول میں معاملہ اللہ تک محدود ہے جبکہ دوسرے قول میں یہ ہمیں معلوم ہے کہ اللہ نے جبریل کے ذریعہ حضرت محمد ﷺ پر یہ کتاب نازل کی ہے۔ دوسرا تضاد یہ ہے کہ اللہ اور محمد ﷺ کا پہلا حرف الف اور میم ہے لیکن جبریل کا لام نہیں جیم ہے تو الف جیم میم ہونا چاہیے تھا؟۔ طلبہ حیران ہوگئے کہ بیضاوی میں بھی کیڑا نکال دیا۔ نصاب بھی قابلِ اعتراض ٹھہر گیا؟۔ استاذ مولانا شبیر احمد صاحب نے کہا کہ عتیق کی بات درست ہے بیضاوی نے غلط لکھا ہے۔

حدیث ہے کہ عورت دونوں ہاتھوں اور پیروں سے ناچ رہی تھی، تماشائی ارد گرد کھڑے دیکھ رہے تھے۔ نبی ﷺ نے بھی دیکھنا شروع کیا۔ حضرت ابوبکرؓ، عثمانؓ اور علیؓ بھی تماشہ دیکھ رہے تھے۔ اس دوران حضرت عمرؓ دور سے آتے نظر آئے تو وہ عورت بھاگ گئی۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''عمرؓ سے شیطان بھی بھاگتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف) ہمارے ذہن میں یہی تھا کہ حضرت عمرؓ کی شخصیت کی نبی ﷺ نے تعریف فرمائی۔ مکہ میں کھلم کھلا آذان اور ہجرت کرنے کا شرف حضرت عمرؓ ہی کو حاصل تھا۔ بدری قیدیوں پر فدیہ لینے کے حوالہ سے بھی حضرت عمرؓ نے جو رائے دی تھی قرآن نے حمایت کردی۔ حضرت عائشہؓ پر بہتان اور ازواج مطہراتؓ کے حوالے سے پردے کے احکام بھی حضرت عمرؓ کی رائے پر نازل ہوئے۔ حدیث ہے کہ جو منکر کو دیکھ لے تو اس کو ہاتھ سے تبدیل کرے، ہاتھ کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر زبان سے اور اگر طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر دل سے اور یہ ایمان کا آخری درجہ ہے۔ ہم سمجھتے تھے کہ ہاتھ سے طاقت ہو تو ہاتھ سے منکر کو بدلنا پہلا درجہ ہے اور ہاتھ کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکنا پہلا درجہ ہے اسلئے کہ مکی زندگی میں نبی ﷺ نے زبان سے منکرات کیخلاف تبلیغ کی اور فتح مکہ کے بعد ہاتھ سے منکرات کو ختم کیا تو دونوں ایمان کے اعلیٰ درجے تھے۔

جب مولانا فضل الرحمٰن کا پہلی مرتبہ کراچی میں مدارس کے طلبہ نے استقبال کیا تو مجھے ائرپورٹ پر مولانا کے ٹرک کی ڈیوٹی سونپ دی گئی۔ جمعیت کے جھنڈے کا ایک ڈنڈا بھی دیا گیا۔ بعض لوگ جو ٹرک پر چڑھنے کی کوشش کررہے تھے، میری مار کی زد میں بھی آئے۔ میں مدرسہ سے تقریباً سارے طلبہ کو لایا تھا۔ حالانکہ ہمارا مدرسہ درخواستی گروپ کا مرکز تھا۔ پھر پتہ چلا کہ درخواستی صاحبؒ کے پوتے وی سی آر لاکر فحش فلمیں دیکھتے ہیں۔ میں نے جب جمعیت کے ڈنڈے سے دروازہ بجایا تو ارادہ تھا کہ صاحبزادگان کو ڈنڈے بھی ماردوں گا لیکن جب دیکھا کہ اندر سے ایک شریف آدمی سے سامنا ہوا، جو مجھ سے کہہ رہا تھا کہ ''ہمیں آرام سے سمجھاؤ''۔ مولانا انیس الرحمٰن درخواستی نے مجھ سے کہا کہ اس منکر کو روکنا آپ کا کام نہیں۔ میں نے کہا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جس نے بھی کسی منکر کو دیکھا تو اس کو ہاتھ سے روکے...... مولانا خاموش ہوگئے۔ اس وقت حاجی عثمانؒ پر فتوے نہیں لگے تھے۔ پھر جب حاجی عثمانؒ پر فتوے لگائے گئے تو مولانا انیس الرحمٰن درخواستی شہیدؒ ان فتوؤں کے بعد حاجی عثمانؒ سے بیعت بھی ہوگئے تھے۔

و یسئلونک عن المحیض قل ھو اذًی فاعتزلوا النساء فی المحیض و لاتقربوھن حتٰی یطھرن فاذا تطھرن فاتوھن من حیث امرکم اللہ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرینO نسائکم حرث لکم فأتوا حرثکم انّٰی شئتم و قدموا لانفسکم واتقواللہ واعلموا انکم ملقوہ و بشّر المؤمنین(البقرۃ:222,223) ترجمہ:اورآپؐ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجئے یہ ایک تکلیف ہے،سوتم عورتوں سے ماہواری کی حالت میں الگ رہواوران سے مقاربت مت کرو، یہاں تک کہ وہ پاک ہوجائیں۔پس جب پاک ہوجائیں تو انکے پاس آؤ، جیسے اللہ نے حکم دیا ہے، بیشک اللہ پسند کرتا ہےتوبہ کرنے والوں کواور پسند کرتا ہے پاکیزہ رہنے والوں کو۔تمہاری عورتیں تمہارے لئے اثاثہ ہیں، پس آؤاپنے اثاثے کے پاس جیسے چاہواورآگے بھیجو(فرمانبرداری)اپنے نفسوں کیلئے اوراللہ سے ڈرو، بیشک تمہیں اس سے ملنا ہےاورمؤمنوں کوبشارت دو۔

حیض	طہر: پاکی کے ایام

ویسئلونک عن المحیض قل ھو اذًی ''اور تجھ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دیجئے کہ وہ ایک اذیت ہے''۔عربی لغت کی تمام کتابوں میں اذًی کے معنی کہیں قذریعنی گند کے نہیں۔علماء نے اس کا ترجمہ گند کیا ہے۔فاعتزلوا النساء فی المحیض حتی یطھرن ''پس عورتوں سے حیض کی حالت میں کنارہ کش رہو، یہاں تک کہ وہ پاک ہوجائیں''۔علماء نے اذی کے معنی گندا خذ کیا۔جس کی گنجائش نہ تھی اسلئے کہ لغت بنیاد ہے۔بسااوقات علماء لغت کے خلاف قرآن کا معنی لکھ دیتے ہیں۔ و انزلنا الحدید''اور ہم نے لوہا اُتارا''۔علماء کی معلومات یہ تھیں کہ زمین میں لوہے کی کانیں ہیں جس طرح نمک وغیرہ کی کان ہیں اسلئے قرآن کے الفاظ کا ترجمہ اپنی معلومات کے مطابق وہی کیا، حالانکہ عربی لغت سے اسکا کوئی جوڑ نہ تھا۔جدید سائنس میں زمین کا لوہا مختلف زمانوں میں نظام شمسی کے باہر دیگر ستاروں سے آیا ہے تو علماء نے قرآن کا ترجمہ بھی درست کرلیا۔

اللہ نے بہت مہذب الفاظ میں فرمایا کہ''اور تجھ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، فرمادیجئے کہ یہ تکلیف ہے''۔قرآن نے انسانوں کواعلیٰ تہذیب سکھائی۔حقیقت میں بھی حیض اذیت ہے۔پھراس کا حکم بیان کیا کہ''حیض میں عورتوں سے کنارہ کش رہواورانکے قریب نہ جاؤیہاں تک کہ وہ پاک ہوں، پھر جب وہ پاک ہوجائیں تو جس طرح سے اللہ نے حکم کیااس طرح انکے پاس آؤ''۔جدید سائنس میں لڑکی جب اولاد کے قابل بنتی ہے اور پاکی کے دور میں مرد کا ملاپ نہیں ہوتا تواولاد کی تیاری کا سارا مواد حیض کی صورت میں نکلتا ہے۔طہر وحیض میں شرعی احکام کی اہمیت واضح ہے۔

پھر حکم پر عمل کے نتائج بیان کئے۔''بیشک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے''۔حیض تکلیف ہےاورعورت کو تکلیف دینے سے توبہ کرنیوالوں کو پسندیدہ قراردیا گیا، دوسرا یہ کہ حیض ناپاکی ہے، جس سے دور رہنے والوں کو پاکیزگی کی بنیاد پر پسندیدہ قراردیا گیا۔

آیت223البقرہ: نساء کم حرث لکم فأتوا حرثکم انٰی شئتم ''تمہاری عورتیں تمہارااثاثہ ہیں، پس اپنے اثاثہ کے پاس آؤ، تم جیسے چاہو''۔علماء نے حــرث کا ترجمہ کھیتی کیااور کھیتی سے زیادہ جانور کے حقوق ہیں۔حرث کا معنی اثاثہ ہے۔لائق بیٹا اثاثہ ہوتا ہے۔کیمسٹری میں عناصر کی صفات پراپرٹیز ہوتی ہیں۔عناصراوران کی صفات ایکدوسرے کیلئے لازم وملزوم ہیں۔انگریزی میں Asset کہتے ہیں۔حضرت آدمؑ وحواءؑ کوجس شجر کے قریب جانے سے روکا گیا۔شیطان نے کہا:ھل ادلکم علی الشجرۃ الخد وملک یایبلیٰ''کیامیں شجرہ کی نشاندہی کردوں، جو ہمیشہ کیلئے ہےاورکبھی نہ ختم ہونے والا اثاثہ ہے؟''۔عربی میں اکــل کے معنی کھجلانے کے بھی ہیں۔(المنجدعربی اردو)جس طرح عورت کیلئے مباشرت اورلامستم کے الفاظ استعمال ہوئے۔اللہ نے فرمایا کہ''اے بنی آدم شیطان تمہیں ننگا نہ کرے جیسے تمہارے والدین کوننگا کرکے جنت سے نکلوادیا تھا''۔

اگرآیت میں بیوی کی اذیت کوملحوظِ خاطر رکھا جاتا تو پیچھے کی راہ سے جماع کرنے اورنہ کرنے پراختلافات اورتضادات کی ضرورت نہیں پڑسکتی تھی۔

اللہ نے عورت کی اذیت کا احساس دلاکرآئندہ کی آیات کیلئے زبردست مقدمہ بنادیامگرکمزورعورت کے حقوق کوفقہاء نے نظرانداز کردیا۔میرا مقصد علماء وفقہاء کی توہین نہیں لیکن عملی طور پر فقہی مسالک کی وجہ سے اُمت قرآن وسنت سے دور ہےاورہم معاشرتی بنیاد پر عظیم انقلاب لاسکتے ہیں۔

عورت کی اذیت اور حق کو نظر انداز کرنے کے انتہائی مہلک اور سنگین نتائج

و لا تجعلوا الله عرضة لايمانكم ان تبرّوا وتتقوا وتصلحوا بين الناس والله سميع عليم O لا يؤاخذكم الله باللغو فی ايمانكم ولكن يؤاخذكم بما كسبت قلوبكم والله غفور حليم O للذين يؤلون من نسائهم تربص اربعة اشهر فان فاؤ فان الله غفور رحيم O و ان عزموا الطلاق فان الله سميع عليم O (البقرہ: 224-25-26-27) ''اور اللہ کو مت بناؤ اپنے عہدو پیمان کیلئے ڈھال یہ کہ تم نیکی کرو، تقویٰ اختیار کرو اور لوگوں کے درمیان صلح کراؤ۔ اللہ سننے جاننے والا ہے۔ تمہیں اللہ لغو عہدو پیمان پر نہیں پکڑتا مگر وہ تمہیں پکڑتا ہے جو تمہارے دلوں نے کمایا ہے۔ اور اللہ غفور حلم والا ہے۔ اور جو لوگ اپنی عورتوں سے ناراض ہو جائیں تو ان کیلئے چار ماہ کا انتظار ہے۔ پس اگر وہ آپس میں مل گئے تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے (میاں بیوی میں صلح ہو جائے تو اللہ درگزر کرنے والا مہربان ہے) اور اگر انہوں نے طلاق کا ارادہ کر رکھا ہو تو اللہ سننے اور جاننے والا ہے (طلاق کا عزم ظاہر نہ کرنا دل کا گناہ ہے جس پر پکڑ ہے اسلئے کہ انتظار کی مدت میں ایک ماہ کا اضافہ ظلم و زیادتی ہے)۔

چوتھا مہینہ	تیسرا مہینہ	دوسرا مہینہ	پہلا مہینہ

طلاق کی صورت میں انتظار کی مدت چار ماہ کے بجائے تین ماہ گراف کی شکل میں

تیسرا مہینہ		دوسرا مہینہ		پہلا مہینہ	
حیض	طہر	حیض	طہر	حیض	طہر

طلاق کے عزم کا اظہار نہ کیا تو عدت 3 ماہ کی بجائے 4 ماہ ہے، یہ دل کا گناہ ہے جس پر اللہ کی پکڑ ہے۔ مگر اللہ کی طرف سے اس عہدو پیمان کو پورا کرنے کا کوئی مطالبہ نہیں اور نہ ہی عہدو پیمان پورا نہ کرنے پر کسی کفارہ کا کوئی حکم ہے

اللہ کی حدود واضح ہیں۔ جاہلیت میں لوگ سمجھتے تھے کہ ایسے الفاظ ہیں جسکے بعد میاں بیوی میں صلح کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اللہ کی ذات کو ڈھال کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا کہ اگرچہ میاں بیوی صلح چاہتے ہیں مگر اللہ رکاوٹ ہے۔ ایمان (عہدو پیمان) میں تین طلاق، حرام اور وہ تمام الفاظ ہیں جو طلاقِ صریح و کنایہ کے نام سے فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ جن پر مسالک میں بڑے اختلافات اور تضادات ہیں۔

ایمان یمین کی جمع ہے۔ علماء نے حلف مراد لیا۔ حالانکہ ایمان ہر عہد اور اسے توڑنے کو کہتے ہیں۔ ملکت ایمانکم ''جنکے مالک تمہارے عہد ہیں''۔ لونڈی، غلام، جن سے معاہدہ ہو، حلیف، کچا پکا عہد اور حلف۔ سورۂ مائدہ میں اذا عقدتم الایمان پر کفارہ مگر ذلک کفارہ ایمانکم اذا حلفتم ''یہ تمہارے عہدو پیمان کا کفارہ ہے جب تم نے حلف اٹھایا ہو''۔ لونڈی کو آزاد کرنے پر تو کفارہ نہیں اور نہ بیوی کی طلاق پر کفارہ ہے۔

ان آیات میں دورِ جاہلیت کے مسائل کا حل ہے۔ نمبر 1: میاں بیوی کی صلح میں رکاوٹ نہیں اور اللہ نے ڈھال کے طور پر کسی قسم کے الفاظ کو استعمال کرنے سے منع فرمایا۔ نمبر 2: اللہ الفاظ نہیں، دل میں طلاق کے عزم پر پکڑتا ہے جب اظہار نہ کیا جائے اور اس وجہ سے عورت کی عدت تین مراحل سے بڑھ کر چار ماہ ہو۔ 3: طلاق کے عزم کا اظہار نہ ہو تو عورت کی عدت چار ماہ ہو جائے گی جو طلاق شدہ سے زیادہ بیوہ سے کم ہے۔

قرآن کی واضح آیات کے احکام کو نظر انداز کرتے ہوئے حنفی مؤقف یہ ہے کہ شوہر نے چار ماہ تک رجوع نہیں کیا اسلئے اپنا حق استعمال کر لیا اور عورت کو طلاق ہو گئی۔ جمہور کا مؤقف یہ ہے کہ جب تک شوہر زبان سے طلاق نہ دے تو عورت کو زندگی بھر بھی طلاق نہیں ہو گی۔ جمہور کا مسلک جاہلیت والا ہے کہ چار ماہ کے بعد بھی عورت کی جان عذاب سے نہ نکلی۔ تضاد کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے عورت کو اذیت سے نجات دلانے کیلئے یہ آیات نازل کیں اور فقہاء نے عورت کے حق کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ اللہ نے عورت کا حق واضح کیا کہ اگر ناراضگی کے بعد وہ عدت میں بھی راضی نہیں تو رجوع حلال نہیں ہے۔ نبی ﷺ کو اللہ نے اسلئے حکم دیا تھا کہ ''اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دو''۔ اور اگر عورت عدت کے بعد بھی راضی ہو تو رجوع ہو سکتا ہے۔

و المطلقٰت یتربصن بانفسھن ثلثة قروءٍ ولا یحل لھن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامھن ان کن یؤمن باللہ و الیوم الاٰخر و بعولتھن احق بردھن فی ذٰلک ان ارادوا اصلاحاً و لھن مثل الذی علیھن بالمعروف و للرجال علیھن درجة و اللہ عزیز حکیمO (البقرہ: آیت 228)اورطلاق والی عورتیں انتظار میں رکھیں اپنے آپ کوتین قروء(طہر وحیض) تک اوران کیلئے حلال نہیں کہ چھپائیں جو پیدا کیا، اللہ نے انکے رحموں میں اگروہ ایمان رکھتی ہیں اللہ پراور آخرت کے دن پر، اورانکے خاوندزیادہ حق رکھتے ہیں انکے لوٹانے کا اس مدت میں بشرطیکہ اصلاح کرنا چاہیں،اورعورتوں کا بھی اسی طرح حق ہے جیسا کہ مردوں کا عورتوں پر ہے معروف طریقے سے۔اور مردوں کوعورتوں پرایک درجہ ہےاوراللہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔(طلاق کی ملکیت کا تصورنہیں،عرفِ عام کی علیحدگی طلاق اورتین ماہ سے زیادہ عورت انتظار کی پابندنہیں،رجوع صلح کی شرط پر ہے)

1 طہر: پاکی کے ایام	ماہواری	2 طہر: پاکی کے ایام	حیض	3 طہر: پاکی کے ایام	حیض
پہلامہینہ		دوسرامہینہ		تیسرامہینہ	

والسماء رفعھا ووضع المیزان آسمان کی بلندی اورکائنات کا میزان،توازن اورڈسپلن مراد ہے،علماء نے دکاندار کا ترازوسمجھ لیا۔اسی طرح اللہ نے میاں بیوی کے درمیان صلح کیلئے توازن اورڈسپلن قائم کیا۔اگرعورت منکوحہ ہوتوصرف مرد پر مال داریوں کا زیادہ بوجھ پڑتا ہے مگرعورت برابری کی سطح پراایگریمنٹ کرے تو مردوں کا عورتوں پر یہ درجہ نہیں رہتا۔غلام سے آزادعورت کا ایگریمنٹ ہوگا تو مرد کا درجہ کیوں بلند ہوگا؟۔

ایک مرتبہ شوہر کی زبان سے لفظِ طلاق نکل گیا یا طلاق صریح وکنایہ کا کوئی بھی لفظ نکلا،جس میں علیحدگی، ناراضگی، حلف، ایمان کی تمام اقسام شامل ہیں۔ایک طلاق نکل گیا،دوطلاق نکل گیا یا تین طلاق نکل گیا،سنجیدگی میں نکلا یا مذاق میں،قصد کرکے نکلا یا لغولیکن عورت وہ لفظ پکڑ کر بیٹھ گئی، پھر دنیاجہاں کی کتابیں اورڈکشنریاں ایک طرف اورعورت کا صلح کیلئے راضی نہ ہونا دوسری طرف۔قرآن کی آیت میں اصلاح کی شرط کے بغیررجوع نہیں ہوسکتا ہے۔اللہ نے بجافرمایا ہے کہ وہ لغوایمان پرنہیں پکڑتا ہے لیکن عورت کیلئے پکڑنے پراس نے پابندی نہیں لگائی ہے۔جب تک وہ اصلاح پرآمادہ نہ ہو،رجوع عدت میں بھی نہیں ہوسکتا۔یہ صرف تین طلاق تک بات محدود نہیں کہ حضرت عمرؓ نے فیصلہ کردیا بلکہ یہ قرآن کا اٹل فیصلہ ہے۔حضرت علیؓ کا یہ مسلک ہے کہ''حرام کے لفظ سے تین طلاق واقع ہوجائیں گی''۔یہ اسی وقت ہے کہ جب عورت صلح کیلئے راضی نہ ہو۔اور حضرت عمرؓ کا مسلک یہ ہے کہ''حرام کا لفظ ایک طلاق ہے''۔یہ اسی وقت ہے کہ جب عورت صلح کیلئے راضی ہو۔صحابہ کرامؓ حلال وحرام ایجاد کرنے کے مجرم نہیں تھے۔

اسلام جاہلیت کی ضد ہے۔جاہلیت میں تین طلاق پرحلالہ کے بغیررجوع نہ ہوسکتا تھا اورعدت میں باربار اصلاح کی شرط کے بغیر شوہر کورجوع کا حق تھا۔آیت228البقرہ نے دونوں رسمِ جاہلیت کوحرفِ غلط کی طرح مٹادیا۔آج پھر جاہلیت اپنی آب وتاب کیساتھ اسلام کی کشتی کواپنے طوفانوں میں اس طرح غائب کرچکی ہے جس طرح مشرکینِ مکہ کے دور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لایا ہوا اسلام اجنبی بن چکا تھا۔آج جس طرح حضرت نوحؑ کے بعد ہندومذہب اپنے اصل سے ہٹ چکا،وہی حال مسلمانوں کا اسلام کے حوالہ سے ہوچکا۔وہ نام کے ہندواورہم برائے نام مسلمان ہیں۔

اگرشوہر کودومرتبہ طلاق رجعی کا غیرمشروط حق دیا جائے توپھرعورت ایک نہیں تین عدتیں گزارنے کی پابند ہوگی۔شوہر ایک طلاق دیگا،عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کرلے گا۔پھرطلاق دیگا اورعدت ختم ہونے سے پہلے پھررجوع کرلے گا۔اورپھرطلاق دیگا توعورت کی تین عدتیں ہوں گی۔ حالانکہ عورت ایک ہی عدت کی پابند ہے۔اللہ کا قرآن نہیں ایک عام انسان بھی اس طرح کی متضاد قانون سازی نہیں کرسکتا ہے کہ ایک شق میں صلح کی شرط پرپوری عدت میں رجوع کا حق دے۔پھراگلی شق میں عدت ہی کے اندر بھی رجوع کا دروازہ باہمی صلح کے باوجود بند کردے۔اوریہ بھی بڑا تضاد ہے کہ ایک طرف صلح کی شرط پررجوع کی اجازت دے اورپھراگلی آیت میں صلح کی شرط کے بغیراجازت دے۔اتنا کمزورحافظہ چوہے کا بھی نہیں ہوتا۔

الطلاق مرتٰن فامساک بمعروف او تسریح باحسان ولا یحل لکم ان تأ خذوا مما اٰتیتمو هن شیئاً الا ان یخافاالا یقیما حدودالله فان خفتم الا یقیما حدود الله فلا جناح علیهما فیما افتدت بهٖ تلک حدود الله فلا تعتدوها ومن یتعد حدود الله فاولٰئک هم الظّٰلمون (البقره:229)

طلاق دو مرتبہ ہے، پھر معروف طریقے سے روکنا یا بھلائی کیساتھ چھوڑنا ہے اور تمہارے لئے حلال نہیں کہ لو جو تم نے ان کو دیا، اس میں سے کچھ بھی، مگر جب دونوں کو خوف ہو کہ اس کے بغیر اللہ کے حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے، پھر اگر تم ڈرو اس بات سے کہ دونوں اللہ کے حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو کچھ حرج نہیں دونوں پر جو عورت کی طرف سے مرد کو (دیئے گئے مال سے) وہی فدیہ کیا جائے۔ یہ اللہ کی حدود ہیں ان سے تجاوز مت کرو اور جو اللہ کی حدود سے بڑھ جائے، یہی لوگ ظالم ہیں۔

فان طلقها فلا تحل له من بعد حتیٰ تنکح زوجاً غیره فان طلقها فلا جناح علیهما ان یتراجعا ان ظنا ان یقیما حدود الله و تلک حدود الله یبینها لقوم یعلمون (البقرة : 230) پس اگر طلاق دی تو اس کیلئے حلال نہیں اسکے بعد حتی کہ وہ نکاح کرے کسی اور شوہر سے۔ پھر اگر وہ طلاق دے تو دونوں پر گناہ نہیں اگر باہم مل جائیں اگر دونوں کو گمان ہو کہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ کی حدود ہیں جو واضح کرتا ہے اس قوم کیلئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔

پہلی مرتبہ طلاق	حیض	دوسری مرتبہ طلاق	حیض	رکھ لینا یا چھوڑ دینا	حیض	

نکاح معاہدہ اور طلاق معاہدہ توڑنا ہے۔ نکاح سے زیادہ طلاق کا اہتمام ہے۔ طلاق کی عدت ہے۔ میاں بیوی اور فیصلے والوں کا کردار ہے۔ دونوں اور معاشرہ فیصلہ کرلیں کہ رابطے کی کوئی صورت نہ چھوڑی جائے تو سوال یہ نہیں کہ رجوع ہے یا نہیں؟۔ بلکہ یہ ایک پیچیدہ اور سنجیدہ معاشرتی مسئلے کا حل ہے کہ جب شوہر عورت کو طلاق کے بعد بھی اس کی مرضی سے نکاح نہیں کرنے دیتا۔ تو عورت کی گلوخلاصی کیلئے اللہ نے واضح کیا کہ "اگر پھر طلاق دی تو اس کیلئے حلال نہیں حتی کہ وہ کسی اور شوہر سے نکاح کرلے"۔ (آیت 230 البقرہ) یہ گھناؤنا جرم ہے کہ تمام حدود کو بالائے طاق رکھ کر فتویٰ دیا جائے کہ حلالہ کے بغیر رجوع نہیں ہوسکتا۔ حلالہ کی لعنت شجرہ ملعونہ اُمت کی آزمائش بن گئی لیکن ہمیں حقائق سمجھنے اور اس پر عمل کی ضرورت ہے۔

گزشتہ آیات میں بھی واضح ہے کہ ناراضگی اور طلاق کے بعد باہمی رضا، صلح واصلاح اور معروف طریقے کے بغیر رجوع کرنا حلال نہیں ہے۔ مبالغے کا خاص مقصد ہوتا ہے۔ ظہار کے متعلق فرمایا کہ "وہ ان کی مائیں نہیں ہیں، ان کی مائیں نہیں مگر وہ جنہوں نے ان کو جنا ہے"۔ (مجادلہ) آیت میں یہ بالکل واضح ہے کہ مائیں صرف وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا۔ ظاہر ہے کہ سوتیلی، رضائی ماں اور باپ کی لونڈی نے ان کو نہیں جنا۔ پہلے لوگوں میں ان سے شادی کا رواج تھا۔ آیت کا مقصد عوام کو پہلی والی جاہلیت کی طرف لوٹانا ہرگز نہیں بلکہ بیوی کو ماں سے تشبیہ دینے کے بعد جو شرعی حرمت دل میں تھی، اسی کو نکالنا تھا۔ یہ کتنی بڑی کم عقلی ہوگی کہ اس کی وجہ سے اس آیت کو کالعدم قرار دیا جائے جس میں باپ کی منکوحہ منع ہے۔ اسی طرح آیت 230 البقرہ کا مقصد اپنے آگے پیچھے کی آیات کو منسوخ، معطل یا کالعدم قرار دینا نہیں بلکہ عورت کو اپنے شوہر کی دسترس سے باہر نکالنا ہے۔

"زانی نکاح نہیں کرتا مگر زانیہ یا مشرکہ سے اور زانیہ کا نکاح نہیں کرایا جاتا مگر زانی یا مشرک سے وحرّم ذٰلک علی المؤمنین اور مؤمنوں پر یہ حرام ہے"۔ سورۂ نور کی اس آیت میں فلا تحل له سے زیادہ سخت حرمت کا لفظ ہے۔ کئی مرد حرامکار اور ان کی بیگمات پاکدامن ہیں اور شوہر حلالہ میں ملوث ہیں مگر ان کی بیویاں ان پر حرام نہیں۔ وکذٰلک انزلنٰه قراٰنًا عربیًا وصرّفنا فیه من الوعیدلعلهم یتقون او یحدث لهم ذکرًا O فتعٰلی الله الملک الحق ولاتعجل بالقراٰن من قبلِ ان یقضٰی الیک وحیه وقل ربّ زدنی علمًا O ولقد عهدنآ الی آدم من قبل فنسی ولم نجد له عزمًا O اور اسی طرح ہم نے قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے اور پھیر پھیر کر ان میں سے وعید بتائے، شاید کہ وہ متقی بن جائیں۔ یا کوئی نیا سبق ان کیلئے نصیحت بنے۔ پس آ ؤ حق بادشاہ کی طرف اور قرآن پر جلدی نہ کرو، اس سے پہلے کہ اس کی وحی کا فیصلہ ہو اور کہو کہ اے میرے ربّ میرے علم میں اضافہ فرما اور ہم نے آدم سے پہلے عہد لیا اور ہم نے (نافرمانی کیلئے) اس کا عزم نہ پایا۔ (سورۂ طٰہ 113،114،115)

حیض	طہر: پاکی کے دِن	حیض	طہر: پاکی کے دِن	حیض	طہر: پاکی کے دِن

اللہ نے موٹے دماغ رکھنے والے لوگوں کیلئے اپنی آیات بینات میں بالکل واضح احکام بیان کئے ہیں۔ جب عدت کے اندر باہمی اصلاح سے رجوع کی گنجائش واضح کردی تو موٹے دماغ کا آدمی سوچ سکتا تھا کہ عدت کی تکمیل کے بعد رجوع کا دروازہ بند ہوجائے گا اسلئے اللہ تعالیٰ نے پھر واضح کردیا کہ ہر قسم کی طلاق کے بعد جب عورت کی عدت مکمل ہوجائے تو پھر بھی معروف طریقے سے رجوع کا دروازہ کھلا ہے۔اللہ نے اس آیت میں تین نعمتوں کا ذکر کیا ہے۔ا: بیوی نعمت ہے۔ ۲:اللہ کی یہ آیات نعمت ہیں جو باہمی اصلاح اور معروف طریقے سے رجوع کی وضاحت کیلئے کافی ہیں۔۳:اللہ نے انسان کے دل ودماغ میں جو حکمت عطاء کی ہے۔یہ بھی بڑی نعمت ہے۔

اُمت مسلمہ کا المیہ یہ ہے کہ وہ نہ بیوی کی نعمت کو دیکھتے ہیں اور نہ رجوع سے متعلق آیات دیکھتے ہیں جو بڑی نعمت ہیں اور نہ ہی اپنی عقل وفراست کی نعمت سے کام لیتے ہیں۔ایک عرصہ سے حلالہ کی لعنت سے تینوں نعمتوں کا ستیاناس کررہے ہیں۔اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت دیدے۔

طلاق کی پہلی قسم یہ ہے کہ دونوں جدائی چاہتے ہوں تو اس کا حکم آیت 230 میں واضح ہے اور طلاق کی دوسری قسم یہ ہے کہ شوہر نے چھوڑ دیا ہو اور بیوی طلاق نہیں چاہتی ہو تو یہ آیت 231 میں واضح ہے۔طلاق کی تیسری قسم یہ ہے کہ بیوی خلع لیکر گئی ہو اور پھر عرصہ بعد دوبارہ اپنے شوہر سے وہ رجوع کرنا چاہتی ہو، یہ قسم آنے والی آیت 232 میں ہے۔علماء نے طلاق کی تین اقسام گھڑ رکھی ہیں۔احسن، حسن اور بدعت۔ یہ صرف احناف کے نزدیک ہیں۔جن کے ہاں پہلی دونوں اقسام سنت ہیں، جبکہ امام شافعی کے نزدیک طلاق کی تیسری قسم بھی بدعت نہیں بلکہ سنت ہے۔جب مسلم اُمہ قرآن کی طرف رجوع کرے گی تو حیران ہوگی کہ ہم کتنے نااہل اور بڑے ناشکرے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ آخر اللہ کو کیا ضرورت تھی کہ اس آیت سے اتنا بڑا فتنہ وآزمائش کھڑی کردی کہ شیطان کو قرآن کی بنیاد پر خاندانوں میں تفریق اور حلالہ کی لعنت سے عصمتوں کی دھجیاں اُڑانے کے مواقع مل گئے؟۔اسکا جواب بہت سادہ مگر اس کی گھیرائی اور گہرائی وسعت کے اعتبار سے کائنات کا مکمل نظریہ ہے جس کا ادراک اشرف المخلوقات کیلئے کوئی زیادہ مشکل نہیں اسلئے کہ ہر انسان یہ فطری فلسفہ سمجھ سکتا ہے۔

و اذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن فامسکوھن بمعروفٍ او سرحوھن بمعروفٍ ولا تمسکوھن ضراراً لتعتدوا و من یفعل ذٰلک فقد ظلم نفسہ ولا تتخذوا اٰیٰت اللہ ھزواً واذکروا نعمت اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتٰب و الحکمۃ یعظکم بہٖ و اتقوا اللہ واعلموا ان اللہ بکل شیءٍ علیمO

اور جب تم نے طلاق دی عورتوں کو پھر پہنچیں وہ اپنی عدت کو، تو ان کو معروف طریقے سے روکو یا معروف طریقے سے چھوڑ دو۔اور نہ روکے رکھو ان کو ستانے کیلئے تا کہ ان پر زیادتی کرو۔اور جو ایسا کرے گا وہ بے شک اپنی جان پر ظلم کرے گا۔اور مت بناؤ اللہ کے احکام کو مذاق اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر اس نے کی ہے۔اور اس کو جو اتاری تم پر کتاب میں سے اور حکمت کو۔تم کو نصیحت کرتا ہے اللہ اس کے ذریعے سے، اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے(البقرہ آیت 231)

مرد اور عورت ایکدوسرے کے رفیق بنتے ہیں تو ان میں غیرت ہوتی ہے، جو کبوتر میں بھی ہے۔اگر انسان میں غیرت نہ ہوتو خودغرض مرد شادی کے بعد عورتوں سے بچے جنواتے اور چھوڑتے جاتے لیکن فطری غیرت انسانیت کے اجتماعی ضمیر کا نسخۂ کیمیاء ہے۔مرد برداشت نہیں کرتا کہ اس کی بیوی کسی اور سے ازدواجی تعلق قائم کرے۔انسانی شرف اسی غیرت کے دَم سے ہے۔ناگوار صورت پر خون خرابہ شریف آدمی کو بائیں ہاتھ کا کھیل لگتا ہے۔ آسمان، زمین اور پہاڑوں نے جس بارِ امانت کے اٹھانے سے انکار کیا تو ظلوم جھول انسان نے اپنی غیرت وضمیر سے بارِ امانت اٹھانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اسلئے تو فرشتے چیخ اُٹھے تھے کہ یہ انوکھی غیرت رکھنے والا زمین میں فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا۔غیرتمندوں کا حلالہ کی ضرورت سے واسطہ پڑتا تو قرآن پر دھیان جاتا، ورنہ تو آگے پیچھے کی آیات کے حصار میں اس آیت کا راز فاش ہونا قطعی طور پر بھی کوئی مشکل مسئلہ نہ تھا۔مسلمانوں نے قرآن جیسی عظیم نعمت کو جب چھوڑ دیا ہے تو قابلِ ملامت یہ قوم خود ہے جس نے اپنی اتنی بڑی غرض کے باجود بھی اللہ کی کتاب کی طرف رجوع نہیں کیا۔

طہر: پاکی کے دِن | حیض | طہر: پاکی کے دِن | حیض | طہر: پاکی کے دِن | حیض

اللہ نے سورۂ بقرہ کی آیت 222 سے 232 تک عورت کی اذیت اور اسکے حق کو تحفظ دیا ہے۔ فقہاء نے اپنی کم عقلی یا مفاد پرستی کی وجہ سے خواتین کے حقوق کو یکسر نظرانداز کردیا، جس کی وجہ سے اللہ کی واضح آیات میں تضادات کا شکار ہوگئے۔ کوئی کہے کہ اظہار کے بغیر طلاق ہوگئی، کوئی کہے کہ نہیں ہوئی۔ کوئی کہے کہ عدت میں نکاح باقی ہے، کوئی کہے کہ نہیں ہے۔ کوئی کہے کہ نیت کے بغیر رجوع ہوگا، کوئی کہے کہ بغیر نیت مباشرت سے بھی رجوع نہ ہوگا۔ کوئی کہے کہ پہلی اور تیسری طلاق واقع ہوگئی دوسری باقی ہے، کوئی کہے کہ دوسری طلاق واقع ہوئی پہلی اور تیسری باقی ہیں۔ یہ انواع واقسام کی بکواسات عوام کے سامنے آجائیں تو غیرت مند علماء منہ چھپاتے پھریں گے۔

قرآن میں جوہری بات یہی ہے کہ اللہ کی طرف سے صلح پر پابندی نہیں، باہمی رضامندی سے عدت میں، عدت کی تکمیل کے فوراً بعد اور عدت کی تکمیل کے کافی عرصہ بعد بھی رجوع کا دروازہ کھلا ہے۔ طلاق کی تین اقسام کا ذکر آیات 230، 231 اور 232 میں واضح طور پر موجود ہے۔

بخاریؒ نے حنفی مخالف اکٹھی 3 طلاق کے جواز میں احادیث نقل کیں بلکہ قرآن کی آیت 229 میں **الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان** سے بھی استدلال لیا۔ حالانکہ یہ بہت غلط ہے۔ بخاری ہی میں طہر وحیض کے مرحلوں کی حدیث صحیحہ میں وضاحت ہے۔ اہلحدیث عویمر عجلانیؓ اور محمود بن لبیدؓ کی روایات میں نبی ﷺ کے غضبناک ہونے اور غصہ نہ ہونے کی کوئی معقول تاؔویل پیش نہیں کرسکتے۔ ان احادیث سے طلاق ایک ساتھ واقع ہونے کی دلیل درست ہے لیکن قرآن وسنت میں رجوع کا تعلق باہمی رضامندی اور عدت کیساتھ منسلک ہے۔

و اذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن اذا تراضوا بینھم بالمعروف ذٰلک یوعظ بہٖ من کان منکم یؤمن باللہ و الیوم الأخر ذٰلکم ازکیٰ لکم و اطھر و اللہ یعلم و انتم لا تعلمون (البقرہ: آیت 232)

اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پورا کرچکی اپنی عدت کو تو اب نہ روکو ان کو اس سے کہ ازدواجی تعلق قائم کریں اپنے خاوندوں سے جب راضی ہوں آپس میں معروف طریقے سے یہ نصیحت اس کو کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور آخرت کے دن پر، اور اس میں تمہارے واسطے زیادہ پاکی اور زیادہ طہارت ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

ابن عباسؓ کی روایت میں جہاں اکٹھی تین طلاق کو ایک قرار دیا گیا وہاں صحیح مسلم کی روایت بھی ہے کہ نبی ﷺ، ابوبکرؓ اور عمرؓ کے دور کے ابتدائی سالوں میں متعہ حلال تھا، پھر حضرت عمرؓ نے پابندی لگائی۔ اہلحدیث مطلب کی حدیث لیتے ہیں۔ چندہ زیادہ کھالیں تو پھر بہت بڑبڑ کرتے ہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا احمد رضا خان بریلویؒ اپنی اپنی تفسیر میں فقہی مسلک کا خیال نہ رکھتے بلکہ قرآن کے متن کو سمجھنے سمجھانے پر زور دیتے تو دیوبندی اور بریلوی فقہ کی کتابوں میں سرگرداں نہ ہوتے۔ اگر علماء کے الجھے مسائل نہ ہوتے تو قرآن کی سیدھی سادی، فصیح وبلیغ، فطری واعتدال والی اور دلکش ودلچسپ آیات کا ترجمہ مسائل کے حل کیلئے بہترین شاہکار ہے۔ سید مودودی، ڈاکٹر اسرار، غلام احمد پرویز اور بہت لوگ قرآن کی خدمت کا دعویٰ رکھتے ہیں لیکن ایکدوسرے سے یا تو اثر لیا یا اپنی ذہنی زور آزمائی کا کمال دکھانے کی کوشش کی۔ قرآن کی بعض آیات بعض کی عمدہ تفسیر ہیں۔ احادیث صحیحہ قرآن کی تفسیر ہیں۔ قرآنی آیات کے اندر عدت میں، عدت کی تکمیل پر اور عدت کی تکمیل کے کافی عرصہ بعد باہمی اصلاح ورضا سے رجوع کی تلقین ہے مگر صلح کے بغیر رجوع کو عدت کے اندر اور باہر ناجائز وحرام قرار دیا ہے۔

احناف کے اصولِ فقہ کی کتابوں میں رجوع سے متعلق واضح قرآنی آیات کو درج کردیا جاتا تو علماء ومفتیان کو رسوخِ علم میں زیادہ محنت وجدوجہد کی ضرورت بھی نہ پڑتی۔ علماء کرام کی صلاحتیں فقہ واصول فقہ کی لایعنی مباحث میں ضائع ہوجاتی ہیں اور قرآن کی واضح آیات کی طرف توجہ نہیں جاتی۔

یاایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن واحصوا العدۃ و اتقوا اللہ ربکم لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃٍ و تلک حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ لا تدری لعل اللہ یحدث بعد ذٰلک امراً (الطلاق: 1)

اے نبی! جب تم لوگ (اُمت) عورتوں کو چھوڑو تو ان کو ان کی عدت تک کیلئے چھوڑ دو اور عدت کا احاطہ کر کے شمار کرو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا ربّ ہے۔ ان کو مت نکالو انکے گھروں سے اور نہ وہ نکلیں مگر جب کھلی فحاشی کا ارتکاب کریں اور یہ اللہ کی حدود ہیں اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز کرے تو اس نے اپنے نفس کے ساتھ ظلم کیا۔ تمہیں خبر نہیں شاید اللہ اس (اختلاف) کے بعد (موافقت کی) کوئی نئی صورت بناڈالے۔ (رجوع کی گنجائش حلالہ کے مفتی پر چٹخارے دار تھپڑ ہے)

فاذا بلغن اجلھن فامسکوھن بمعروفٍ او فارقوھن بمعروفٍ و اشھدوا ذوی عدلٍ منکم و اقیموا الشھادۃ للہ ذٰلکم یوعظ بہٖ من کان یؤمن باللہ و الیوم الاٰخر ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً (الطلاق: 2)

اور جب پہنچیں وہ اپنی عدت کو تو ان کو معروف طریقے سے رکھ لو یا معروف طریقے سے الگ کردو۔ اور گواہ بنادو اپنے میں سے دو انصاف والوں کو اور گواہی دو اللہ کیلئے۔ یہی ہے جس کے ذریعے سے نصیحت کی جاتی ہے اس کو جو ایمان رکھتا ہے اللہ اور آخرت کے دن پر اور جو اللہ سے ڈرا تو وہ اس کیلئے نکلنے کا راستہ بنادے گا۔

طہر	حیض	طہر	حیض	طہر	حیض

قرآن نے طلاق میں عدت کا تصور دیا۔ جسکا علماء سے درست ترجمہ بھی نہیں ہوسکتا ہے۔ فرمایا ''جب تم عورتوں کو چھوڑو، تو ان کو ان کی عدتوں تک کیلئے چھوڑ دو''۔ مولانا سلیم اللہ خانؒ نے لکھا کہ ''ایک عدت الرجال (مردوں کی عدت)، دوسری عدت النساء (عورتوں کی عدت) ہے۔ عورتوں کے طہر کا دور مردوں کی عدت ہے، جس میں شوہر طلاق دے اور حیض عورتوں کی عدت ہے، جس میں ان کو انتظار کرنا پڑتا ہے''۔ (کشف الباری) تو کیا قرآن میں ''عورتوں کو طلاق ان کی عدت میں دو'' حیض کیلئے حکم ہے؟۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے لکھا کہ ''اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو چاہیے کہ عدت پر طلاق دے۔ سورۂ بقرہ میں آچکا کہ عورت کی عدت تین حیض ہے۔ (کماھو مذھب الحنفیۃ) لہٰذا حیض سے پہلے حالت طہر میں طلاق دینا چاہیے تاکہ سارا حیض گنتی میں آجائے'' تفسیر عثمانی۔ مولانا احمد رضا خان بریلویؒ نے لکھا ہے کہ **لعل یحدث بعد ذلک امرا** سے مراد یہ ہے کہ ''ہوسکتا ہے اللہ کوئی نیا حکم نازل کردے''۔ کنزالایمان۔ دیوبندی بریلوی بڑے علماء نے بھی قرآن کی واضح تفسیر میں غلطیاں کی ہیں۔

طلاق فعل ہے۔ طہر و حیض میں عدت کا دورانیہ تین مراحل میں تین مرتبہ طلاق ہے اور حمل میں تین مراحل اور تین مرتبہ طلاق کا تصور نہیں۔ اگر طلاق فعل کی بجائے 3 عدد ملکیت ہو تو پھر عدت کیلئے طلاق کا کوئی تصور نہیں اسلئے کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک، دو یا تین روپیہ مخصوص وقت کیلئے خرچ کرلو۔ 3 طلاق کی ملکیت کا تصور قرآن وسنت کو اجنبیت کی طرف دھکیلنے کا باعث ہے، آج پوری اُمت قرآن وسنت سے دوری کی سزا بھگت رہی ہے۔ طلاق کا فعل یہ قبول نہیں کرتا کہ 3 عدد ملکیت کا تصور ہو۔ طلاق تعلق توڑنے کا نام ہے تو اس میں ملکیت کا کیا تصور ہے؟۔ کتنی فضول بات ہے کہ طلاق کی ملکیت ختم ہو اور عدت باقی رہے حالانکہ احناف کے نزدیک عدت میں نکاح قائم ہے۔ اس سے زیادہ انوکھی بات یہ ہے کہ ایک طلاق کے بعد عدت ختم ہو اور عورت کسی اور سے نکاح بھی کرلے اور پھر بھی پہلے شوہر کی 2 طلاقوں کی ملکیت کا تصور باقی رہے۔ اگر عدت کے پہلے مرحلہ میں پہلی، دوسرے مرحلے میں دوسری اور تیسرے مرحلے میں تیسری مرتبہ طلاق دی تب عدت کی تکمیل پر معروف رجوع یا معروف طریقے سے چھوڑنے کا حکم ہے اور چھوڑنے پر دو عادل گواہ مقرر کرنے کا حکم ہے اور پھر عرصہ بعد بھی اللہ سے ڈرنے والے کیلئے اللہ راستہ بناتا ہے۔ عویمر عجلانیؓ کا واقعہ مسئلہ نہ تھا کیونکہ فحاشی پر عدت کا لحاظ کئے بغیر الگ ہوسکتے ہیں۔ ام رکانہؓ کو ابورکانہؓ نے مرحلہ وار تین طلاق دیئے اور پھر ابورکانہؓ نے کسی اور سے نکاح اور شکایت پر طلاق دی تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اُم رکانہؓ سے رجوع کیوں نہیں کرتے؟۔ انہوں نے کہا وہ تین طلاق دے چکا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے اور سورۂ طلاق کی تلاوت فرمائی۔ (ابوداؤد) دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور شیعہ علماء اسلامی نظریاتی کونسل میں مجھے طلب کریں اور حقائق پر فیصلہ کرلیں۔

شریعت کے چار بنیادی اصول: قرآن، سنت، اجماع اور قیاس!

یٓا ایھا الناس قد جاء کم برھٰن من ربکم وانزلنا الیکم نورًا مبینًا (سورۂ النساء: آیت174) ''اے لوگو! بیشک تمہارے پاس برھان ہے، تمہارے ربؐ کی طرف سے اور ہم نے نازل کیا ہے تمہاری طرف بہت واضح نور''۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا حاکم بنایا گیا تو آپؐ نے کہا کہ پہلے میں قرآن کو دیکھ کر فیصلہ کروں گا۔ قرآن میں نہ ملے تو سنت رسول ﷺ دیکھ کر فیصلہ کروں گا اور سنت میں نہ ملے تو اجتہاد کروں گا۔

درسِ نظامی کی اصولِ فقہ میں شریعت کے چار بنیادی اصول ہیں۔ قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس۔ قرآن میں مسئلہ حل ہوتو پھر حدیث کی ضرورت نہیں۔ حدیث میں مسئلہ حل ہوتو اجماع کی طرف جانے کی ضرورت نہیں اور جب اجماع میں مسئلے کا حل ہوتو قیاس کی ضرورت نہیں۔

اصولِ فقہ میں قرآن پانچ سو آیات کا نام ہے جو احکام سے متعلق ہیں۔ باقی آیات قصے اور آخرت سے متعلق ہیں۔ (نورالانوار، توضیح تلویح)۔ اگر بات یہاں تک ہوتی اور 500 آیات کی فہرست علماء وطلبہ کے سامنے لائی جاتی تو سب سے زیادہ احکام کی آیات طلاق سے متعلق ہیں۔ حدیث اور فقہ میں طلاق کے نام پر مستقل کتابیں ہیں مگر ان آیات کی تفصیلات پیش کرنے کی زحمت نہیں کی گئی۔ عوام الناس طلاق کے حوالہ سے رہنمائی طلب کرتے اور علماء کرام اور طلباء عظام قرآن کی آیات سے رہنمائی فراہم کرتے تو پوری اُمت سکھ کا سانس لیتی اور زبردست زندگی گزارتی۔

کراچی یونیورسٹی اسلامک ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ دار نے ملنا چاہا تو میں خود وہاں پہنچا۔ ان کی چاہت تھی کہ حلالہ کے بغیر راستہ ہو تو عمران خان کا نکاح دوبارہ جمائما خان سے ہو۔ اس وقت بشریٰ بی بی کا معاملہ نہیں تھا اسلئے یہ خواہش شیخ رشید نے میڈیا پر ظاہر کی تھی۔ کچھ مقتدر حلقے شاید یہی چاہتے ہونگے۔ مثلاً عمران نے اپنی بیوی کو 3 طلاق یا طلاق، طلاق، طلاق کہا۔ یا پہلے طہر وحیض میں پہلی، دوسرے طہر وحیض میں دوسری اور تیسرے طہر وحیض میں تیسری مرتبہ طلاق دی اور عدت کی تکمیل کے بعد کافی عرصہ گزر چکا تو کیا باہمی اصلاح اور معروف طریقے سے رجوع ہوسکتا ہے؟۔ قرآن وسنت کی روشنی میں عمران وریحام خان یا جمائما رجوع کرنا چاہتے ہوں تو کیا حکم ہے۔ (کراچی یونیورسٹی) قرآن میں اس کا حل آیت 232 البقرہ اور سورۂ الطلاق آیت 2 میں ہے۔ حلالہ کے بغیر رجوع ہوسکتا ہے۔ مگر علماء کہیں گے۔ الجواب واللہ اعلم بالصواب: طلاق کی 3 اقسام احسن، حسن، بدعت۔ یہ تین اقسام قرآن وسنت واجماع میں نہیں اسلئے مفتی اسکا جواب فقہ میں کیسے ڈھونڈیں گے۔ فتاویٰ قاضی خان اور فتاویٰ شامیہ میں سورۂ فاتحہ کو پیشاب سے لکھنا جائز ہے۔ قرآن، سنت، اجماع میں نہیں۔ مرد اور عورت کی پوزیشن بدلنے پر جو شرمناک فتویٰ ہے وہ تو کچھ نہیں۔ اگر نصابی کتب میں حرمت مصاہرت کے مسائل عوام کے سامنے لائے جائیں تو فقہ حنفی کے تصور کا دماغ سے کچومر نکل جائیگا۔ ساس کی شرمگاہ کو باہر سے دیکھنے پر شہوت کو عذر قرار دیا گیا اور اندر سے دیکھنے پر میاں بیوی کو ایک دوسرے کا جزء قرار دیکر حرام قرار دیا گیا۔ اولاد پیدا ہونے کے بعد میاں اور بیوی کو ایکدوسرے کا اصولی جزء قرار دیا گیا لیکن ضرورت کے تحت جواز بخشا گیا۔

فقہ میں احکام سے متعلق قرآن کی 500 آیات نہیں لیکن قرآن کی تعریف یہ ہے کہ '' المکتوب فی المصاحف (مصاحف میں لکھا ہوا) مگر اس سے مراد لکھائی نہیں بلکہ یہ نقشِ کلام ہے (جس پر حلف نہیں ہوتا، اسلئے فتاویٰ کی معتبر کتابوں میں سورۂ فاتحہ کو پیشاب سے لکھنا جائز قرار دیا)۔ المنقول عنه نقلا متواترا بلاشبة (جو آپ ﷺ سے متواتر نقل ہے بلا شبہ) نقل متواتر سے غیر متواتر آیات نکل گئیں، جیسے اخبار احاد اور مشہور۔ بلاشبہ سے بسم اللہ نکل گئی، درست یہ ہے کہ بسم اللہ قرآن ہے مگر اس میں شبہ ہے اور شبہ اتنا قوی ہے کہ قرآن کا منکر کافر ہے لیکن بسم اللہ سے انکار پر کفر کا فتویٰ نہیں''۔ اس تعریف میں خبر واحد اور خبر مشہور کی آیات سے قرآن کا تحفظ مشکوک ہوگیا۔ بسم اللہ میں شبہ کی وجہ سے ذٰلک الکتاب لاریب فیه

پر ایمان نہیں رہتا۔ دیگر ائمہ کے نزدیک خبر واحد کی حدیث معتبر ہے لیکن خبر واحد کی آیت نہیں۔ اسلئے سید عبدالقادر جیلانیؒ حنفیوں کو گمراہ سمجھتے تھے۔

بریلوی مکتبہ فکر کے مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن کے بزرگ علامہ غلام رسول سعیدی نے قرآن کی تفسیر، مسلم اور بخاری کی شروحات بھی لکھی ہیں، جن میں یہ بھی لکھا کہ "دیوبندی مکتبہ فکر کے شیخ انور شاہ کشمیری نے بخاری کی شرح فیض الباری میں لکھا کہ قرآن میں معنوی تحریف تو بہت ہے، لفظی تحریف بھی ہوئی ہے یا تو انہوں نے مغالطہ سے ایسا کیا ہے یا جان بوجھ کر کیا۔ عبارت کا حوالہ دیئے بغیر ہم نے دارالعلوم کراچی سے فتویٰ لیا تو اس پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا"۔ کیا یہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ تک محدود ہے یا آوے کا آوا بگڑا ہے؟۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے آخری دنوں میں زندگی ضائع کرنے کا اعتراف کرلیا، کیا کسی اور کو یہ توفیق ملی؟۔

احناف قرآن کے مقابلے میں خبرِ واحد کی حدیث معتبر نہیں سمجھتے لیکن خبر واحد کی آیت کا حکم دو آیات کا ہے۔ (نور الانوار: ملاجیونؒ)

روایات اور تفاسیر میں موجود ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے مصحف میں آخری دو سورتیں معوذتین نہیں تھیں وہ مصحف میں ان کو داخل نہ سمجھتے تھے۔ نماز میں پڑھنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ قرآن وسنت پر اجماع نہ ہو تو دوسرے مسائل پر کہاں کا اور کیسے اجماع ثابت ہوگا؟۔

اصول فقہ میں اجماع کی تعریف یہ ہے کہ "اہل مدینہ کا اجماع معتبر ہے، اہل بیت کا اجماع معتبر ہے اور اہل سنت کا اجماع معتبر ہے"۔ اختلاف کو بھی اجماع کا نام دیا گیا۔ احناف تو احادیث کو قرآنی آیات سے متصادم ہونے کی تعلیم دیتے ہیں۔ جب بنیادی اصول قرآن، احادیث اور اجماع کا تصور درست نہ ہوگا تو قیاس کہاں ٹھیک ہوگا؟۔ حالانکہ اصولِ فقہ میں لکھا ہے کہ "قیاس سے مراد یہ ہے کہ کتاب اللہ پر قیاس، حدیث پر قیاس اور اجماع پر قیاس۔ قیاس اپنے اصل کے اعتبار سے کوئی دلیل نہیں"۔ علماء ومفتیان فقہ وفتاویٰ کی قیاس آرائی میں قرآن کی آیت، حدیث اور اجماع نقل کرکے فتویٰ دیتے ہیں مگر انکا اپنا اعتماد متزلزل ہوتا ہے اسلئے آخر میں واللہ اعلم بالصواب "اللہ درست بات کو جانتا ہے" لکھ دیتے ہیں۔ جب قرآن کی آیت، حدیث اور اجماع سے فتوے کا ثبوت ہو تو پھر آخر میں اس پر اعتماد نہ کرنا بذاتِ خود کتنی بڑی گمراہی ہے؟۔

دارالعلوم کراچی کا فتویٰ (2016ء): جب آپکے شوہر نے یہ الفاظ کہہ دئے "میں سات طلاق دیکر جارہا ہوں" تو آپ پر تین طلاقیں واقع ہوگئی ہیں۔ نکاح ختم ہوکر حرمت مغلظہ ثابت ہوگئی۔ اب رجوع نہیں ہوسکتا اور حلالہ کے بغیر دونوں کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا....... البتہ اگر آپ کی عدت گزرنے کے بعد آپکا کسی اور شخص سے شرعی گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہو اور دوسرا شوہر جماع یعنی ہمبستری کے بعد آپکو طلاق دے یا اسکا انتقال ہو پھر عدت گزر جائے تو آپکا نکاح اپنے سابقہ شوہر کیساتھ باہمی رضامندی سے شرعی گواہوں کی موجودگی میں نئے حق مہر کیساتھ ہوسکتا ہے۔

القرآن الکریم [البقرۃ: آیت: ۲۳۰] {فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجًا غيره} تفسیر القرطبی (۱۴۷/۳) المراد بقوله تعالیٰ "فان طلقها" الطلقة الثالثة فلاتحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره : وهذا مجمع عليه لا خلاف فيه..... وذهب الجمهور من العلماء والكافة من الفقهاء الى أن الوطى كاف فى ذلك وهو التقاء الختانين يوجب الحد والغسل ويفسد الصوم والحج ويحصن الزوجين ويوجب كما الصداق [البقرۃ: آیت ۲۲۹] {الطلاق مرتٰن فامساک بمعروف او تسريح باحسان}۔ صحیح البخاری (۴۳/۷) عن عائشه ان رجلا طلق امرأته ثلاثا، فتزوجت فطلق فسئل النبی ﷺ اتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول (۱/ ۴۳) عن عائشةؓ جاء ت امرأة رفاعة القرظى النبى (الى النبى) ﷺ فقالت كنت عند رفاعة فطلقنى فأبت طلاقى فتزوجت عبدالرحمن بن الزبيرانما معه مثل هدبة الثوب فقال أتريدين أن ترجعى الى رفاعة لا حتى تذوقى عسيلته وأبوبكر جالس عنده وخالد بن سعيد بن العاص بالباب ينتظرأن ياذن له فقال يا أبابكر ألا تسمع اِلى هذه ماتجهر به عند النبى ﷺ الفتاوى الهندية (۱/ ۴۷۳) وان كان الطلاق ثلاثافى الحرةو ثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا

صحيحاو يدخل بها ثم يطقلها أو يموت عنها كذا في الهداية ولا فرق في ذلك بين كون المطلقة مدخولا بها أو غير مدخول بها كذا في فتح القدير ويشترط أن يكون الإيلاج موجبا للغسل وهو التقاء الختانين هكذا في العيني شرح الكنز. والله اعلم بالصواب

محمد تقی رنگونی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی یکم مارچ ۱/۶/۲۰۱۶ء، الجواب صحیح...غلام ربانی، الجواب صحیح بندہ محمد عبدالمنان نائب مفتی۔

فتویٰ وارداتیہ میں شرعی گواہ اور التقاء ختانین دو ختنوں کا ملاپ دراصل شکار کی واردات ہے۔ تاکہ باشرع علماء کی خدمات لیں۔ جو گمراہی کے قلعوں مدارس میں بیٹھے ہیں۔ نکاح مسجد میں سنت ہے اور نکاح کا دف بجا کر اعلان کرنے کا حکم ہے۔ حلالہ کی لعنت کیلئے انوکھے جال بنائے گئے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شریعت کے چار بنیادی دلائل ہیں۔ قرآن کی دو آیات، بخاری کی دو احادیث اور تفاسیر و فتوے کی کتابوں میں اجماع کا بھی دعویٰ لکھ دیا گیا ہے تو پھر آخر میں واللہ اعلم بالصواب کہہ دینے سے قرآن و حدیث اور اجماع پر علم الیقین اور حق الایمان متزلزل نظر نہیں آتا ہے؟۔

میں نے اپنی کتاب ''تین طلاق کی درست تعبیر'' میں دارالعلوم کراچی کے اس فتوے کو دجل و فریب کا پلندہ قرار دیا تھا۔ دارالعلوم کراچی نے پھر 2017ء میں فتویٰ دیا۔ عورت کو مخاطب کیا کہ...... تین طلاق دی۔...... حرمت مغلظہ ...... بغیر حلالہ کے آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا۔ اور سورہ بقرہ 230 اور بخاری کی مذکورہ حدیث لکھ دی۔ اس پر واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب محمد سلیم اور الجواب صحیح محمود اشرف عثمانی مفتی دارالعلوم کراچی کی مہر لگائی۔ جسکے جواب میں ''تین طلاق سے رجوع کا خوشگوار حل'' کتابچہ شائع کیا۔ الحمد للہ ہم نے ان دونوں سمیت بہت لوگوں کو حلالہ کی لعنت سے بچایا۔

آیت 230 البقرہ اور آیت 229 کے حوالہ سے دارالعلوم کراچی کا فتویٰ دجل و فریب پر مبنی ہے۔ آیت 228 البقرہ میں فرمایا: **وبعولتهن احق بردهن في ذلك ان ارادوا اصلاحا** ''اور انکے شوہر اس عدت میں ان کو اصلاح کی شرط پر لوٹانے کا زیادہ حق رکھتے ہیں''۔ جس عورت کو دارالعلوم کراچی نے فتویٰ دیا، وہ شوہر کے پاس واپس لوٹنا چاہ رہی تھی۔ دارالعلوم کے گدھوں نے **کمثل الحمار يحمل اسفارا** عورت کو گدھی سمجھ کر شکار کرنا چاہا۔ ہم نے قرآن و حدیث کی درست رہنمائی سے انکے چنگل سے نکال دیا۔ مفتی محمد تقی عثمانی کی اولاد کو ضرورت پیش آتی ہے تو جامعہ ستاریہ گلشن اقبال کراچی اہلحدیث سے رجوع کا فتویٰ لیتے ہیں۔ اہلحدیث بھی فتوے کی فیس طلب کرتے ہیں لیکن حنفی مدارس نے حلالہ کو باقاعدہ ایک انڈسٹری کی شکل دیدی ہے۔ 25 سال پہلے فتویٰ فرضی نام پر دیا جاتا تھا، اب تو عورت کو بلا کر اس کی عمر اور شکل کی بھی قیمت لگ رہی ہے۔

حضرت عمرؓ نے ایک ساتھ تین طلاق پر رجوع نہ کرنے کا فیصلہ تنازع کی وجہ سے دیا۔ ورنہ تو باہمی اصلاح پر جب قرآن اجازت دے رہا تھا تو حضرت عمرؓ کیسے روکتے؟ اور نہ ہی حضرت عمرؓ چادر اور چاردیواری کا تقدس پامال کرتے ہوئے صلح سے کسی کو روک سکتے تھے، نہیں تو خلق خدا قرآن کی آیات کا حوالہ دیکر صلح کرتے اور کہتے کہ روک سکتے ہو تو روک لو تبدیلی آئی ہے۔ اسلاف نے قرآن کی روح کو سمجھ کر تنازع اور عدمِ تنازع میں رجوع اور عدمِ رجوع کو ملحوظِ خاطر رکھا۔ پھر ناخلفوں نے اسلاف کے فیصلوں اور فتوؤں کو غلط رنگ دیا، جس کی وجہ سے اسلام اجنبیت کا شکار ہوا۔

جب رفاعۃ القرظیؓ نے عورت کو طلاق دی اور اس کی طلاق کی عدت ختم ہوئی اور پھر اس عورت نے عبدالرحمٰن بن زبیرؓ سے نکاح کیا تو پھر میاں بیوی میں صلح کی بات نہیں تفریق کا مسئلہ تھا اسلئے کہ رفاعہؓ اسکے شوہر نہیں بلکہ عبدالرحمٰن بن زبیرؓ تھے۔ وفاق المدارس کے صدر مولانا سلیم اللہ خانؒ نے لکھا ہے کہ ''یہ روایت خبر واحد ہے، اس میں اتنی صلاحیت بھی نہیں کہ قرآن میں نکاح کا ذکر ہے اور اس کی وجہ سے نکاح پر جماع کا اضافہ ہوسکے''۔

قرآن کا مقصد صرف نکاح و جماع نہیں بلکہ عورت کی مکمل آزادی اور شوہر کی دسترس سے نکالنا ہے اسلئے کہ ظالم شوہر نکاح و حلالہ کے ذریعے بھی عورت کو دوبارہ ساتھ رکھنے پر مجبور کرسکتا ہے اور ایسا ہوا بھی ہے۔ ہمارے مزارع نے ذرا فاصلے پر پڑوس گاؤں کے امام سے بیوی کا حلالہ کروایا تھا، پھر وہ امام اور وہ عورت آپس میں راضی تھے، طلاق نہیں چاہتے تھے تو مزارع نے مار پیٹ کر مولوی کی پسلیاں توڑ دیں اور اس عورت کو بھی زبردستی اٹھا کر لے آیا۔ اسلاف کا مقصد اکٹھی 3 طلاق واقع ہونے پر صرف یہ تھا کہ عورت کی جان چھوٹ جائے۔ یہ ہرگز نہیں کہ اس کی وجہ سے باہمی صلح پر بھی قرآن کی واضح آیات کے باوجود پابندی لگ سکتی ہے۔ وزیراعظم عمران اور کچھ نہیں کریں صرف طلاق اور عورت کے حقوق کا شرعی مسئلہ حل کریں۔

ریاستِ مدینہ کا آغاز حق بات کو اٹھانے، مذہبی رواداری، حتی الامکان درگزر، انسانیت اور اللہ کی طرف سے وحی کی رہنمائی سے ہوا تھا۔

ایک قرآن بڑا مظلوم ہے اور دوسری عورت بڑی مظلومہ ہے

مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کی کتاب "تدوین القرآن" میں کئی مسائل کا حل ہے، جو جامعہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نے شائع کر دی ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کی طرف منسوب ہے کہ "اپنے مصحف میں سورۂ فاتحہ اور آخری دو سورتوں کو درج نہیں کیا"۔ حالانکہ یہ اوراق پھٹ گئے اور اس مصحف کی زیارت کرنے والوں نے لکھا کہ "اس میں سورۂ فاتحہ اور آخری دو سورتیں معوذتین نہیں تھیں"۔ پھر روایت سازی اور کہانی گھڑنے کا شوق پورا ہوا۔ تفاسیر میں حقائق کو نظر انداز کرنے والوں کو جگہ ملی۔ قرآن پر شیطان کا آگے پیچھے سے حملہ اللہ نے ناکام بنایا۔ حضرت عثمانؓ نے ابن مسعودؓ سے کہا کہ کنواری سے نکاح کرا دیتا ہوں تاکہ تمہیں شباب کی یادیں تازہ ہو جائیں۔ آپؓ نے جواب دیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "اے جوانو! تم میں جو مردانہ قوت رکھتا ہو تو وہ شادی کر لے اور جو استطاعت نہیں رکھتا تو وہ روزہ رکھے، یہ اس کو خصی کر دیگا"۔ (بخاری) "حضرت عثمانؓ نے باکرہ سے نکاح کی پیشکش کی کہ بیوی کے بغیر وقت گزارنا مشکل ہے تاکہ خبر گیری کیلئے عورت انکے پاس ہو۔ بعض حضرات نے کہا کہ حضرت عثمانؓ نے جمع قرآن میں عبداللہ ابن مسعودؓ کو شامل نہیں کیا تھا تو ان کا خیال تھا کہ یہ میری طرف کبیدہ خاطر ہیں، ان کی اس کبیدگی کو دور کرنے کیلئے حضرت عثمانؓ نے یہ بات ان سے ارشاد فرمائی، بہرحال حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نکاح کیلئے آمادہ نہیں ہوئے۔ (کشف الباری، کتاب النکاح صفحہ 137 مولانا سلیم اللہ خانؒ)

اگر حدیث میں اس پر توجہ رہتی کہ مرد کو اپنی تنہائی سے زیادہ عورت کے حق کا خیال رکھنا چاہیے تو اسکے مثبت اثرات پڑتے لیکن عورت کے حق کو نظر انداز کرنا تو ایک معمول تھا۔ یہاں تو قرآن کی صحت پر بھی حملہ آور ہونے کا زبردست مظاہرہ ہے۔ جس میں ابن مسعودؓ سے متعلق بات پختہ کر دی گئی کہ ان کا قرآن جمہور سے الگ تھا اور وہ اس معاملہ پر اتنے ناراض تھے کہ کنواری لڑکی کی پیشکش بھی قبول نہیں کی۔ بخاری میں ابن عباسؓ کی روایت کہ رسول ﷺ نے قرآن دو گتوں میں چھوڑا۔ مولانا سلیم اللہ خانؒ نے لکھا کہ یہ شیعوں کو جواب تھا اور نہ قرآن حضرت عثمانؓ نے جمع کیا۔ (کشف الباری)

اگر حضرت عمرؓ اپنے دور میں نکاح متعہ پر پابندی نہ لگاتے تو حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ کے خلاف زنا کی گواہی اور شرعی حدود کی پامالی بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس سے زیادہ بڑی اور بنیادی بات یہ ہے کہ قرآن میں زنا بالرضا کی سزا 100 کوڑے ہیں۔ زنا بالجبر کی سزا قتل ہے۔ جب سورۂ نور کی آیات نازل ہوئیں تو اسکے بعد نبی ﷺ نے نہ کسی کو جلاوطن اور نہ سنگسار کیا۔ عورت کو قتل کرنے کیلئے کنواری اور شادی شدہ کی بھی تفریق نہیں ہے اور اس میں گواہ بھی طلب نہیں ہوتے۔ ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہ ہے کہ عورت ایک دفعہ بھی اپنے خلاف گواہی دے تو کافی ہے جبکہ مرد کو چار مرتبہ گواہی دینا ہوگی۔

اسلام نے لونڈی و آزاد عورت سے نکاح اور وقتی معاہدے کی اجازت دی تو اس سے معاشرے میں آسانیوں کا دروازہ کھل گیا۔ حسب نسب کی حفاظت کیساتھ ساتھ معاشرے کی بے راہ روی میں بھی انسانیت کی بنیاد پر ایک اچھی روایت قائم ہوئی۔ حضرت ام ہانیؓ نے نبی ﷺ سے نکاح نہیں کیا لیکن متعہ کا تعلق رکھا۔ اگر اسکا شوہر واپس آتا تو نسبت برقرار رہ سکتی تھی۔ شوہر کی واپسی کی اُمید دم توڑ جائے تو عورت کیلئے 80 سال کے انتظار کی جگہ قرآن و سنت میں بہترین رہنمائی موجود تھی۔ ایک عورت بیوہ بننے کے بعد اور طلاق شدہ ہونے کے کافی عرصہ بعد بھی اپنے شوہر سے نسبت برقرار رکھتی ہے تو اس پر قرآن نے کوئی پابندی نہیں لگائی ہے۔ اردو، انگریزی اور عربی میں شادی شدہ اور کنواری کیلئے الگ الگ اصطلاحات بھی ہیں۔ بیگم بھٹو اس وقت بھی بیگم کہلاتی تھیں جب شوہر فوت تھا اور جب بینظیر بھٹو کنواری تھی تو آنسہ بینظیر بھٹو کہلاتی تھی۔ قرآن میں محصنات اور فتیات بیگمات اور کنواری کے معانی میں بھی ہیں۔ کنواری لونڈی سے نکاح کیلئے زیادہ مفید وہ بیگم ہے جو بیوہ یا طلاق شدہ ہو۔ بھلے اہل کتاب ہو۔ کنواری سے نکاح کرنا مشکل نہیں مگر بیوہ اور طلاق شدہ سے مشکل ہے اور اسی وجہ سے نکاح کے علاوہ ایک اور طریقہ بھی اللہ نے معاہدے کا کھولا۔ مگر مسیار و متعہ پر عمل کرنے کی صورت اس وقت تک درست نہیں، جب تک عورت کو نکاح، طلاق اور خلع کے درست احکام کے مطابق حقوق نہ دیئے جائیں۔ احادیث ہیں کہ 40 عورتیں ایک مرد سے لذت حاصل کریں گی اور 50 عورتوں کا ایک شخص کفیل ہوگا۔ (بخاری) آج امریکہ میں قانون لایا جارہا ہے کہ بیوی و خاوند کو گھر میں بوائے فرینڈز اور گرلز فرینڈز لانے کی اجازت ہوگی۔ پاکستان اور دنیا بھر میں فحاشی کو ختم کرنے کیلئے قرآن و سنت پر عمل کرنا پڑیگا۔

تو اپنی سرنوشت اب اپنے قلم سے لکھ! خالی رکھی ہے خامۂ حق نے تیری جبیں

سلیم صافی نے پوچھا کہ ''مولانا صاحب تصویر جائز ہے؟، اگر جائز نہیں تو پھر اس مذہبی پروگرام میں آپ کے کارکن موبائل لیکر تصاویر کیوں کھینچتے ہیں؟''۔ مولانا فضل الرحمٰن نے جواب دیا کہ ''تصویر حرام ہے اور قطعی طور پر حرام ہے لیکن علماء کا کیمرے کی تصویر پر اختلاف ہے اور ہم اس اختلاف کا فائدہ اُٹھا رہے ہیں''۔اس برجستہ جواب اور دفاع پر مولانا نے بھی بڑا قہقہ لگایا اور کارکنوں نے بھی خوب قہقہے لگائے۔

تصویر حرام اور قطعی حرام لیکن اختلاف کا ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ سود حرام اور قطعی حرام لیکن اختلاف کا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ حلالہ کا جواز نہیں اور قطعی نہیں مگر ضرورت پڑتی ہے تو دوسرے کی عزت لوٹ کر لذت حاصل کرتے ہیں اور اپنا معاملہ ہو تو حلالہ کے بغیر جواز کا فتویٰ دیدیتے ہیں۔ دوگا جر پر پیشاب کردیا۔ پھر ایک کھالیا کہ فرض کرو، اس پر پیشاب نہیں کیا اور پھر دوسرا مفروضہ بنالیا کہ پہلے پر کیا تھا، اس پر نہیں کیا۔ یہ حرام اور قطعی حرام ہے لیکن مفروضہ کی بنیاد پر گنجائش نکال لی۔ اگر عورت کا شوہر گم ہوگیا تو 80 سال تک انتظار تھا اور عورتیں احتجاج کریں کہ اتنی لمبی مدت ماں کے پیٹ سے بھی انتظار کریں تو نکاح کے قابل نہیں رہیں گی۔ تو پھر ان کو رنڈی قرار دیکر چار سال تک انتظار کی مدت دی جائے۔ اسلام ایسا ہرگز نہیں مگر علماء ومفتیان نے دین کو مذاق بنالیا اور یہ راستہ پاکستان کی مقتدر قوتوں کو ہی روکنا پڑے گا۔ ورنہ ان کی پہلے والی نسلوں میں خواتین کے حقوق جس طرح پامال ہوگئے۔ خدانخواستہ یہ آئندہ بھی نسل در نسل حلالہ کی لعنت کو کارِ ثواب سمجھ کر قیامت تک اسلام اور مسلمانوں کا بیڑہ غرق کریں گے۔

علامہ بدرالدین عینی اور علامہ ابن ہمام بہت بڑے درجہ کے حنفی فقیہ ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ اگر حلالہ کی نیت ہو مگر زبان سے اظہار نہ کیا جائے تو حلالہ مکروہ نہیں اسلئے کہ نیت کا اعتبار نہیں۔ عینی نے لکھا کہ ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا: وہ مرد اگر عورت سے صرف اسلئے نکاح کرتا ہے کہ عورت کو اول کیلئے حلال کردے تو اس میں اجر وثواب ملے گا۔ ابن ہمام نے لکھا: مرد کو کسی کا گھر بسانے کی وجہ سے ثواب ملے گا۔ فتح القدیر شرح الھدایۃ

آپ کے نزدیک تو تصویر حرام ہے، پھر کیوں تصویریں بنوا رہے ہیں۔۔ سلیم صافی کا سوال۔۔
تصویر بالکل حرام ہے، مگر جو کیمرے کی تصویر ہے۔۔ سنیے فضل الرحمان کا جواب

مفتی عطاء اللہ نعیمی نے لکھا کہ نبی ﷺ نے حلالہ کرنے اور کرانے والوں پر اللہ کی لعنت بھیجی اور اس شخص کو کرائے کا بکرا قرار دیا جو حلالہ کرتا ہو اور اس کی وجہ غیرت کی قلت اور عزت کی ہتک ہے۔ پھر حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کی گستاخی کو ملحوظِ خاطر رکھے بغیر لکھا کہ ''جو شخص حلالہ کو بے حیائی اور بے غیرتی کہتا ہے اسکے ایمان وایقان کی جگہ بے غیرتی اور بے حیائی نے لی ہے''۔ حلالہ کے نشے میں ڈوبے ہوئے شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ مفتی عطاء اللہ نعیمی کی کتاب پر علماء کی تائیدی تحریرات ہیں۔ (تین طلاق اور حلالہ کی شرعی حیثیت: مفتی عطاء اللہ نعیمی)

مدینہ یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری پڑھانے والے اساتذہ سے ملاقات میں نصاب پر بات ہوئی تو وہ حیران ہوگئے۔ مولانا سرفراز خان صفدرؒ، مولانا خان محمدؒ کندیاں، مولانا عبدالکریم بیرشریفؒ، مولانا محمد مرادؒ منزل گاہ سکھر، مولانا محمد امینؒ ہنگو، ڈاکٹر اسرار احمدؒ، علامہ غلام رسول سعیدیؒ، مولانا نور محمد شہیدؒ وزیرستان، مولانا بجلی گھرؒ، مولانا امان اللہ مروت پشاور، مولانا الطاف الرحمٰن بنوی سابق استاذِ حدیث امداد العلوم درویش مسجد صدر پشاور، مولانا فتح خانؒ ٹانک، قاری محمد حسن شکوی شہیدؒ، مولانا عبدالرؤف گل امام، مولانا غلام محمدؒ امیر تحفظ ختم نبوت ٹانک، مولانا عصام الدین محسود، مولانا شیخ محمد شفیع شہیدؒ، مفتی محمد سعید خان نکاح خواں عمران خان، علامہ شفاعت رسول ملتان، علامہ ڈاکٹر طاہر القادری، مفتی محمد نعیمؒ وغیرہ نے دعائیں، ہمت، تقریری وتحریری حمایت اور طوفانوں سے ٹکرانے کا حوصلہ دیا۔ مفتی محمد حسام اللہ شریفی مدظلہ العالی نے مولانا احمد علی لاہوریؒ کی اجازت سے قرآن وسنت کی روشنی میں مسائل کا حل لکھنا شروع کیا۔ اخبار جہاں جنگ گروپ میں کئی عشروں سے آپ کا صفحہ شائع ہوتا ہے۔ دنیا بھر سے طلاق کے مسائل کا جواب بھی فقہ حنفی کے مطابق لکھا لیکن جب حق کی بات کھل گئی تو اعلانیہ طور پر قرآن کے مطابق رجوع کرلیا اور یہ آیت لکھ دی: اذاذ کروا

بـآیـٰت الـلـه لم یخروا علیھا صمًا و عمیانًا ’’ وہ لوگ جب اللہ کی آیات سے ان کو یقین دہانی کرائی جائے تو بہرے واندھے ہو کر اس پر گر نہیں پڑتے‘‘۔ علماء دیوبند نے احیاء قرآن وسنت کی تحریک شروع کی لیکن مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کے ڈر سے پھر تقلید شروع کر کے سلسلہ جہاں سے کاٹا، وہاں سے شریفی صاحب مدظلہ نے معاملہ پھر جوڑ دیا۔ آپکا نام مولانا حسین احمد مدنیؒ نے رکھا۔ شیخ الہندؒ کے شاگرد مولانا رسول خان ہزارویؒ کے شاگرد ہیں۔ مفتی محمد شفیعؒ اور مولانا رسول خانؒ نے مولانا مفتی محمودؒ اور جمعیت علماء کے اکابرؒ پر فتوے لگائے مگر مفتی حسام اللہ شریفی نہ فتوے کھانے والوں میں تھے اور نہ فتویٰ لگانے والوں میں۔ آج علماء دیوبند کا سب سے بڑا اثاثہ اور اسلاف کی یادگار مفتی محمد حسام اللہ شریفی مدظلہ العالی ہیں جو رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ تحقیقات قرآن والسنۃ کے رکن ہیں۔ وفاقی شرعی عدالت پاکستان کے مشیر، سپریم کورٹ آف پاکستان کی شریعت بینچ کے مشیر بھی ہیں۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ جب شریفی صاحب کو دیکھتے تو دور سے کھڑے ہو جاتے اور اپنے استاذ کے قائم مقام قرار دیکر اپنی جگہ پر بٹھا دیتے تھے۔

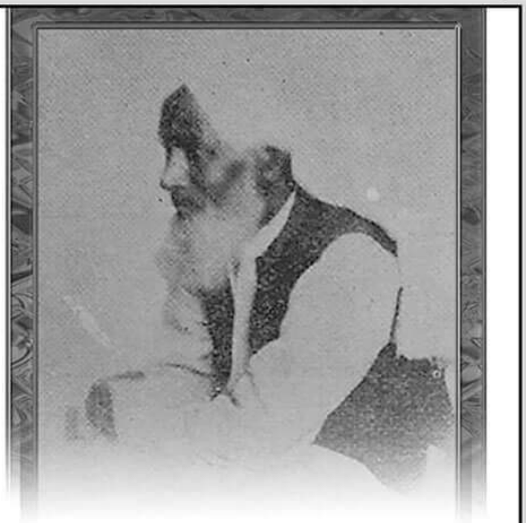
سید المجاہدین، سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند
تحریک ریشمی رومال، تحریک خلافت، تحریک ترک موالات کے قائد
شیخ العالم، المعروف بہ شیخ الہند علیہ رحمۃ اللہ
حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی
www.facebook.com/AhnafDeoband

مفتی محمد حسام اللہ شریفی نے شیخ الہندؒ کے شاگرد سے علم کی نسبت حاصل کی اور قرآن وسنت کی تائید کا جذبۂ حق سب سے بڑی سعادت ہے۔ شیخ الہندؒ کے شاگردوں نے ایکدوسرے پر کیا کیا الزام لگائے؟ مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے لکھا کہ جو اپنے استاذ شیخ الہندؒ کی بات نہیں مانتے، امام مہدی کا انتظار کر رہے ہیں، جب مہدی آئیں گے تو یہ ان کے مخالفین کی صفوں میں کھڑے ہونگے۔ (الہام الرحمٰن تفسیر القرآن)

شیخ الہندؒ مالٹا میں قید تھے تو قرآن پر غور وتدبر اور سمجھنے کا موقع ملا۔ درسِ نظامی کی الجھنوں سے چھٹکارے کا وسیلہ قرآن نظر آیا تو ترجیحات کا رُخ بدل دیا۔ شاگردوں سے فرمایا: ’’امت کے زوال کے دو اسباب ہیں، قرآن سے دوری اور فرقہ پرستی‘‘۔ شیخ الہندؒ نے اہل مدارس کو متوجہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر شاگرد تناور درخت بن چکے تھے۔ مولانا مدنیؒ، علامہ کشمیریؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا تھانویؒ، مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہؒ اور مولانا سندھیؒ و مولانا الیاسؒ۔ شیخ الہندؒ مدارس اور خانقاہ والوں سے مایوس ہو گئے تو کالج و یونیورسٹی کے طلبہ سے اُمید پیدا ہوگئی۔ 1920ء میں رہا ہوئے، 1920ء میں انتقال کر گئے۔ 1920ء میں حکیم اجمل خانؒ کی یونیورسٹی کا افتتاح کیا تھا۔

پیر مبارک شاہؒ کا نیگرم فاضل دیوبند سے بچپن میں ملاقات ہوئی۔ آپ نے پوچھا کہ مستقبل میں کیا ارادہ ہے؟۔ میں نے عرض کیا کہ میں دار العلوم دیوبند کا فاضل بننا چاہتا ہوں۔ مجھے انکے چہرے پر خوشی نہیں ناگواری کے اثرات دکھائی دیئے۔ مجھے درود شریف پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

قاری اللہ داد مدظلہ العالی نے بتایا کہ جب مولانا عبیداللہ سندھیؒ طویل جلاوطنی کے بعد سندھ آئے تو علماء سے فرمایا کہ ’’دار العلوم دیوبند مرکز کے مقابلے میں دوسرے مدارس نہ بناؤ۔ چھوٹی کتابیں نصاب میں رکھو تا کہ طلبہ میں قرآن وسنت سمجھنے کی استعداد پیدا ہو اور دور دراز کے دیہاتوں سے سکول کالج پڑھنے والے غریب طلباء کیلئے مدارس میں مفت رہائش، کھانے پینے کی سہولت رکھو۔ ان کو صرف قرآن کا درس سننے کا پابند بنادو۔ جب یہ لوگ ریاست کے ڈھانچے میں ذمہ دار عہدوں پر فائز ہونگے تو پھر اسلام نافذ کرنے میں اپنی صلاحیت استعمال کریں گے‘‘۔

جس فرقہ واریت سے شیخ الہندؒ نے روکا، یہ آپکے پیرانِ پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا فیض تھا۔ حسنِ اتفاق تھا کہ حاجی محمد عثمانؒ نے تبلیغی جماعت میں 35 سال قرآن وسنت کی ایمان افروز دعوت چلائی۔ مولانا تھانویؒ کے مرشد حاجی امداد اللہؒ کی روحانی نسبت مدینہ منورہ میں 27 رمضان کو ملی۔ مولانا یوسف بنوریؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ، مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ سے اچھی دوستی تھی۔ مولانا فداء الرحمٰن درخواستیؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مفتی احمد الرحمٰنؒ رئیس جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی، جامعہ فاروقیہ اور دار العلوم کراچی

وغیرہ کے علاوہ کئی مدارس کے اساتذہ، مساجد کے ائمہ آپکے حلقۂ ارادت میں شامل تھے۔ 8 بریگیڈئیرز، جنرل ضیاء الدین (چندلمحوں کا) آرمی چیف، کورکمانڈر جنرل نصیر اختر اور فوج و پولیس کے افسر بیعت تھے۔ تبلیغی جماعت میں 4 ماہ وعرصہ لگانے والے بڑی تعداد میں مرید تھے۔ آزمائش آئی تو کم تعداد میں لوگ رہ گئے۔ گذشتہ صدی کے مجدد حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ اور اس صدی کے مجدد حاجی عثمانؒ تھے۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ نے اپنی کتاب ''تذکرہ'' میں درباری علماء وفقہاء کے مقابلے میں اللہ والوں اور اہل حق کی تاریخ لکھی ہے جس میں طالبِ دنیا علماء نے اللہ والوں پر حسد اور لالچ میں فتوے لگائے۔ ہفت روزہ تکبیر کراچی میں میرے نام پر حاجی عثمانؒ کیخلاف استفتاء اور علماء کا فتویٰ شائع ہوا اور پھر سال بعد کچھ حقائق شائع ہوئے۔

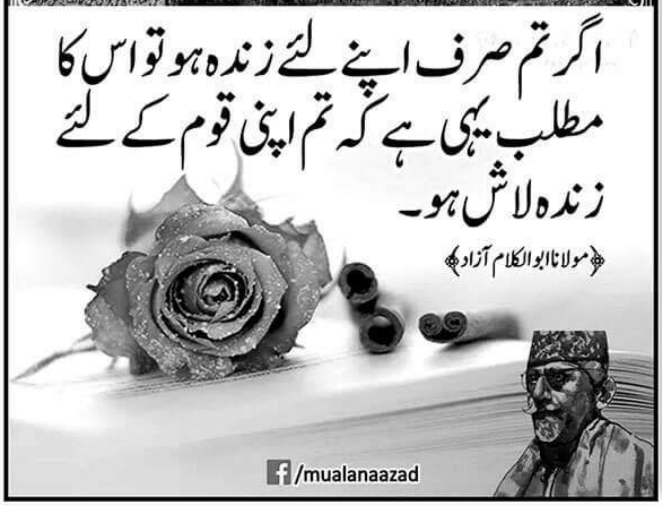

مولانا شیرانی چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل قصر ناز کراچی میں مقیم تھے۔ مولانا عطاء الرحمٰن اور قاری عثمان بھی آئے۔ پاکستان کی مخالفت میں بحث تھی۔ مجھ سے پوچھا۔ میں نے قرآن کی تعریف پر سوال اٹھایا تو مولانا عطاء الرحمٰن نے پشتو کی کہاوت سنادی کہ ''بھوکے کو روٹی نہیں مل رہی تھی تو دوسرے نے کہا کہ پھر وہ پراٹھے کیوں نہیں کھاتا''۔

پھر مولانا آزاد کا پوچھا تو میں نے جواب دیا کہ مولانا شیر محمدؒ نے بھی پوچھا کہ مولانا آزاد کو مولانا یوسف بنوریؒ زندیق کہتے تھے، آپ کیا کہتے ہو؟ میں نے جواب دیا تھا کہ مولانا بنوریؒ کو امام بخاریؒ سے بڑی عقیدت تھی مگر کبھی غصہ ہو کر کہتے کہ ''امام ابوحنیفہؒ کا نام لینا بھی گوارا نہیں کرتے، او امام بخاری! آپ بڑے آدمی ہیں مگر اللہ کی قسم، امام ابوحنیفہؒ کے پیروں کی خاک کو بھی نہیں پہنچ سکتے''۔ مجھے بھی مولانا بنوریؒ سے بڑی عقیدت ومحبت ہے مگر مولانا آزادؒ کے پیروں کی خاک کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ استاذ مولانا شیر محمدؒ نے کہا آج آپ نے میرے دل کا بوجھ کم کردیا۔

جب مولانا آزاد ہندوستان کے وزیرِ تعلیم تھے تو علماء کا اجلاس بلایا تھا جس میں درسِ نظامی کی تعلیم بدلنے کی تجویز پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ''لوگ سمجھتے ہیں کہ علماء میں استعداد اور صلاحیت کم ہوگئی ہے۔ نصابِ تعلیم میں جو کتابیں پڑھائی جارہی ہیں، یہ ساتویں صدی ہجری کی کتابیں ہیں۔ اس وقت اسلامی علوم پر زوال آیا تھا، مشکل سے مشکل تر کتابیں لکھیں، جن کی مغلق عبارات کے حل کیلئے شروحات کی ضرورت پڑتی تھی۔ ان کتابوں کو پڑھ کر اچھا خاصا انسان بھی کوڑھ دماغ بن جاتا ہے''۔ لیکن علماء نے ان کی بات نہیں مانی۔ ورنہ ہندوستان میں بھی اسلامی خلافت قائم ہوجاتی۔

شیخ الہندؒ نے مولانا آزاد کو امام الہند قرار دیا۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے قائداعظمؒ کی اقتداء کی اور مولانا فضل الرحمٰن نے اکرم خان درانی کو اسمبلی کا امام بنادیا۔ مولانا جمال الدین افغانیؒ سے بات ملا عمرؒ تک پہنچ گئی۔ ہم نے قرآن وسنت کی طرف رجوع اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا موقع دیدیا۔

میں نے گھر سے بھاگ کر رائیونڈ میں علم حاصل کرنے کا سوچا تھا مگر تقدیر نے مجھے کراچی پہنچا دیا، پہلے دارالعلوم کراچی میں داخلہ لیا۔ پھر بنوری ٹاؤن کراچی گیا تو وہاں سے مولانا شیر محمدؒ کے پاس پہنچ گیا۔ پھر مجھے نثار بھائی لینے آئے اور واپس گھر لے گئے اور کچھ ماہ بعد رمضان میں کراچی واپس آ گیا۔ دارالعلوم الاسلامیہ واٹر پمپ میں قرآن کا آخری پارہ حفظ کرنا شروع کیا۔ رمضان کے بعد بنوری ٹاؤن میں کتابوں کیلئے داخلہ لینا تھا۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی مسجد الفلاح نصیر آباد قریب تھی۔ صبح ان کا درس سننے جاتا تھا۔ مولانا یوسف لدھیانویؒ نے کہا کہ قرآن کے مصحف پر قسم کھائی جائے تو بندہ حانث نہیں ہوتا اور اسکا کفارہ نہیں، اسلئے کہ یہ نقشِ کلام ہے، اللہ کا کلام نہیں۔ مجھے بہت عجیب لگا کہ جاہل عوام اور علماء میں کتنا فرق ہے۔ علم اور جہل کا فرق بڑا حیرت انگیز لگا۔ بنوری ٹاؤن میں اگلے ماہ داخلہ مل گیا تو مفتی عبدالسمیعؒ سے بحث ہوئی، جسکا آخری نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن میرے سامنے رکھ دیا کہ یہ اللہ کا کلام ہے؟، میں نے کہا کہ نہیں، یہ تو نقش کلام ہے!۔ مولانا نے کہا کہ کافر ہو گئے۔ میں نے عرض کیا کہ مولانا لدھیانوی کے پاس چلتے ہیں وہ بھی پھر کافر ہیں۔ مولانا نے مجھے کہا کہ تم افغانی سب کچھ پڑھ کر آتے ہو اور مقصد ہمیں ذلیل کرنا ہوتا ہے۔

بہر حال مجھے یہ اندازہ لگ گیا کہ عوام اور علماء ومفتیان میں کوئی زیادہ فرق نہیں۔ پھر نورالانوار میں قرآن کی تعریف پڑھ لی، وفاق المدارس کا امتحان بھی پاس کر لیا۔ لیکن جب مفتی تقی عثمانی کی کتاب ''فقہی مقالات'' میں سورۂ فاتحہ کو پیشاب سے لکھنے کا جواز دیکھا۔ پھر علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی فیض الباری کا پتہ چلا کہ ''قرآن میں معنوی تحریف تو بہت ہے لیکن لفظی بھی ہے یا تو انہوں نے مغالطہ سے ایسا کیا یا جان بوجھ کر'' تو درسِ نظامی کے کفر کا نوٹس لیا اور کتابچہ ''آتش فشاں'' کے نام سے لکھ دیا۔ ہمارے دوست اور پڑوسی راشید شہیدؒ نے بتایا کہ بیت اللہ محسود امیر طالبان کی گاڑی میں آتش فشاں کو دیکھا بیت اللہ محسود خود موجود نہیں تھے، اسکے ساتھی سے پوچھ لیا کہ امیر صاحب کی اس کتاب کے بارے میں کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ بیت اللہ محسود کہتے ہیں کہ ''یہ بہت بڑی علمی شخصیت ہے۔ ہمارے اندر اتنی صلاحیت نہیں کہ اس پر ہم کوئی تبصرہ کر سکیں''۔

ہمارے ایک کلاس فیلو مولانا بدیع الزمانؒ کے بھتیجے تھے، جو بہت سادہ تھے۔ ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ نے بھی ہمیں پڑھایا ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ سے اس نے کہا کہ مفتی عبدالسمیع صاحب، تو ڈاکٹر صاحب غصہ ہو گئے کہ دارالافتاء میں نہیں بیٹھتے تو پھر مفتی کیوں؟۔ اس نے کہا کہ مولوی عبدالسمیع، پھر ڈاکٹر صاحب غصہ ہو گئے کہ مولانا کہنا نہیں آتا۔ یہ وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔ مفتی محمد رفیع عثمانی کی تقریر ضرب مؤمن میں شائع ہوئی تھی جس میں مدرسہ کے طلبہ کو خطاب کیا کہ ''والد محترم مفتی شفیعؒ نے کہا تھا کہ مدارس بانجھ ہو چکے ہیں۔ علامہ، مفتی، شیخ، مولانا اور بڑے القاب والے ہیں لیکن علم نہیں۔ شیخ الہندؒ مولوی کہلاتے تھے مگر انکے پاس علم تھا۔ ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ مہدی کب تشریف لائیں گے لیکن زمانے کے آثار بتا رہے ہیں کہ وقت قریب ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بہت عرصہ لگ جائے۔ ہم کچھ حتمی بات نہیں کر سکتے ہیں لیکن مدارس میں جو طلبہ تیار ہو رہے ہیں یہ امام مہدی کا لشکر ہوں گے۔ ہمارے پاس کوئی حتمی علم نہیں کہ کس کا مسلک درست اور کس کا غلط ہے؟۔ امام مہدی کے پاس حق کا علم ہوگا، اس سے اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔ وہ جو کہے گا وہی حق ہوگا اور اس کے مخالف جتنے بھی ہوں گے سب باطل ہوں گے''۔

کوئی گمراہ بھی خود کو گمراہ نہیں سمجھتا، اسلام ہے ہی راہِ ہدایت اور اگر دنیا پر چھا جانے کیلئے اللہ نے ہمارا انتخاب کیا ہے تو یہ محض اللہ کا فضل ہے۔ جنہوں نے مخالفین کا کردار ادا کیا، وہ بھی ہرگز قابلِ ملامت نہیں، یہ تقدیر کا فیصلہ تھا، ہمیں اترانے کا کوئی حق نہیں اور مخالفین کو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ میرے اُستاذ مفتی محمد نعیمؒ بہادر شخصیت تھے اور وہ دل سے چاہتے تھے کہ طلاق کا مسئلہ قرآن وسنت کے مطابق حل ہو اور میری سو فیصد حمایت کرتے تھے لیکن مفتی تقی عثمانی نے آپؒ سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ یہ لوگ سود کو جائز قرار دیتے ہیں مگر قرآن وسنت کی طرف قدم بڑھانے میں ان کو اپنے کاروبار کی پڑی ہے۔ مدارس میں بدمعاش طبقہ بھی چھایا ہوا ہوتا ہے۔ مولانا سید محمد بنوریؒ کو شہید کر کے خودکشی کا بہتان کس نے اخبارِ جنگ میں چھاپ دیا تھا؟۔

مولانا بدیع الزمانؒ، ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، قاری مفتاح اللہ، مولانا عبدالمنان ناصر اساتذہ جامعہ بنوری ٹاؤن اور حاجی عثمانؒ کو میرے مشن کا کریڈٹ جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ہمارے لئے امام مالکؒ کے قول کی نصیحت تحریر فرمائی کہ ''امت کی اصلاح نہیں ہوگی مگر جس چیز سے پہلوں کی اصلاح ہوئی''۔ تمام مکاتبِ فکر کے اکابر کی تائید ایک طرف مگر استاذ کی نصیحت سب پر بھاری تھی۔ جس پر آج ہم عمل پیرا ہیں۔ سید عتیق الرحمٰن گیلانی

قرآن وسنت کی روشنی اور فقہ حنفی سے حلالہ کے بغیر فتوؤں کیلئے رجوع کریں

مدرسہ محمدیہ علی صاحبہا الف الف الصلوٰۃ والسلام

تحریر: **سید عتیق الرحمن گیلانی** چیف ایڈیٹر ماہنامہ نوشتہ دیوار کراچی۔

مصنف: عروج ملت اسلامیہ کا فیصلہ کن مرحلہ، اسلام اور اقتدار، جوہری دھماکہ، تین طلاق کی درست تعبیر وغیرہ

تائید وتصدیق بقیۃ السلف: حضرت مولانا مفتی حافظ **محمد حُسام اللہ شریفی** مدظلہ العالی ودامت برکاتہم العالیہ

- رکن مجلس تحقیقات علوم قرآن وسنت رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ
- مشیر وفاقی شرعی عدالت حکومت پاکستان
- مشیر شریعت اپیلٹ بنچ سپریم کورٹ آف پاکستان
- کتاب وسنت کی روشنی میں ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی (جنگ گروپ)
- ایڈیٹر ماہنامہ قرآن الہدیٰ کراچی (اردو انگریزی میں شائع ہونیوالا بین الاقوامی جریدہ)
- رجسٹرڈ پروف ریڈر برائے قرآن حکیم مقرر کردہ وزارت امور مذہبی حکومت پاکستان
- خطیب جامع مسجد قیادت کراچی پورٹ ٹرسٹ ہیڈ آفس بلڈنگ کراچی
- شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کی طرف سے 1962ء میں سوال کے مجازِ جواب

ایڈریس: جین روڈ، گذر آباد، رنچھوڑ لائن کراچی، فون نمبر 03041123117 - 03002690704 - 03222707606 www.zarbehaq.com

OUR FACEBOOK PAGES

NAWISHTA E DIWAR

ZARB E HAQ

کتاب ملنے کے پتے اور رابطہ نمبر

03002690704 - 03222707606
03041123117 - 03333899576
03212368138

سندھ

- ناشر: مدرسہ محمدیہ، جین روڈ، گذر آباد، رنچھوڑ لائن کراچی
- غلام محمد وامق، المہران بک ڈپو، محراب پور جنکشن۔ سندھ
- سندھ کتاب گھر، ڈاکخانہ چوک، میرپور خاص

پنجاب

- واصف ڈار، درسی ادارہ، نمبر 10، اردو بازار۔ لاہور۔
- ندیم بک پیلس، شاپ نمبر 12، 13، 5C1 سوک سینٹر مون مارکیٹ، فیصل ٹاؤن، لاہور۔
- نوید بک پیلس۔ حاجی شیخ محمد اکرم، مینیجنگ ڈائریکٹر۔ رحمان سینٹر نزد ریلوے کراسنگ، تحصیل وضلع حافظ آباد۔
- صارم اسٹیشنر اینڈ بک سینٹر۔ چوہدری عنصر علی چیمہ علی پور روڈ، نزد گورنمنٹ کالج برائے خواتین۔ تحصیل وضلع حافظ آباد
- مقدر بک ڈپو۔ گول چوک اوکاڑہ۔
- الکریم بک ڈپو۔ صدر پورہ روڈ، اوکاڑہ۔
- جام فدا حسین بھیت، خاکخانہ لاکڑ والی، بستی روشن بھیت، تحصیل صادق آباد، ضلع رحیم یارخان۔ پنجاب
- امدادیہ کتب خانہ، جامعہ امدادیہ، بالمقابل خیر المدارس، خونی برج روڈ، ملتان
- سعید احمد شاہ۔ آفس بلاک C، گھنٹہ گھر بازار، نزد نیشنل ٹی اسٹال، ڈیرہ غازیخان۔ موبائل 03348818187

اسلام آباد

- سعید بک بینک، جناح سپر، F7 مرکز

بلوچستان

- کوئٹہ بک اسٹال، جناح روڈ، قدیر بلڈنگ، کوئٹہ
- باچاخان چوک بک اسٹال، قندھاری بازار، کوئٹہ

خیبر پختونخواہ

- ہمدرد کتب خانہ، لیاقت بازار پشاور کینٹ
- مدینہ بک ڈپو، لیاقت بازار پشاور کینٹ
- یونیورسٹی نیوز کمیشن ایجنٹ

زرباغ خان، کافی شاپ بازار، یونیورسٹی پشاور
ایوب مکتبہ، پشت قصہ خوانی بازار، پشاور

کشمیر

- چنار بک ڈپو، ڈھلی روڈ باغ، آزاد کشمیر

Rs. 80

www.zarbehaq.com
www.zarbehaq.tv
Nawishta E Diwar
ZARBEHAQ TV
@AteeqGillani

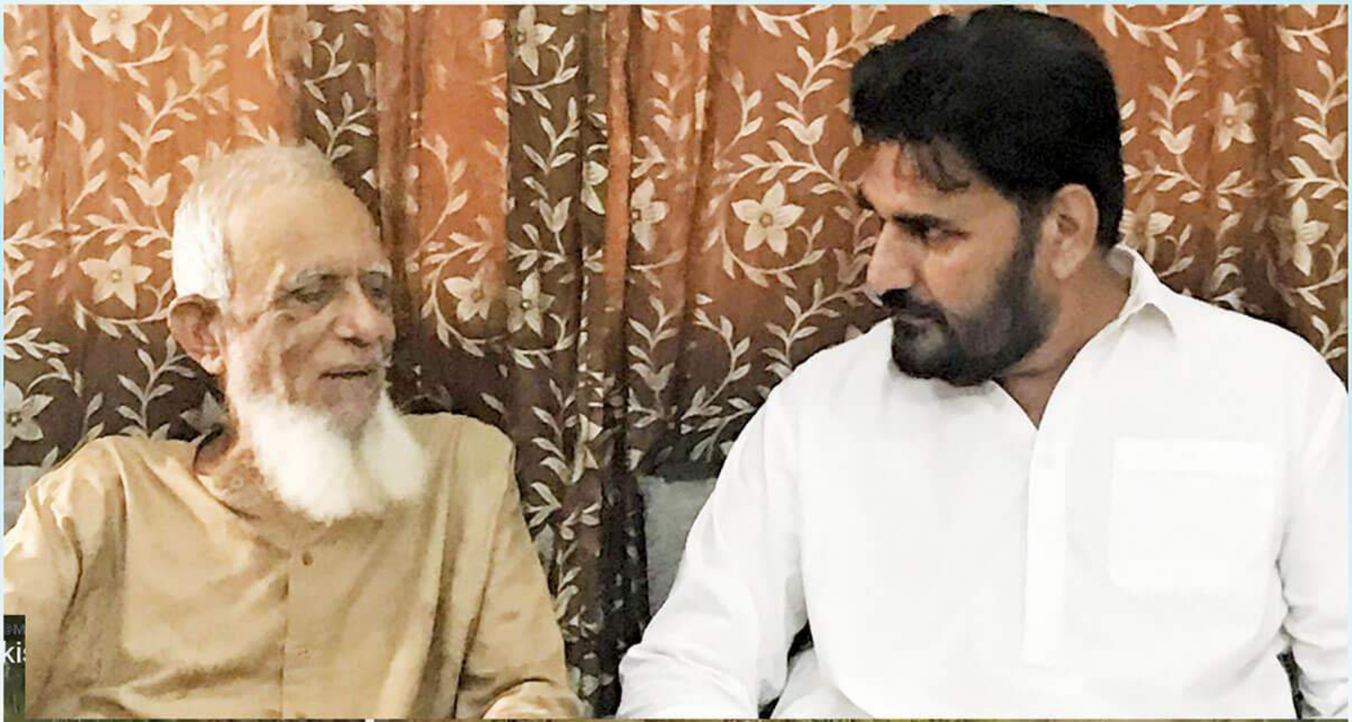

حضرت مولانا قاری اللہ داد صاحب مدظلہ العالی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ علماء دیوبند کی ہر تحریک میں حضرت کی قائدانہ صلاحیتوں سے سب مذہبی طبقات واقف ہیں۔ جامعہ بنوری ٹاؤن اور دارالعلوم کراچی سے بہت پہلے تعلیم حاصل کی۔ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مفتی زر ولی خان صاحب سے بھی سینئر ہیں۔ قرآن کی قرأت میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ جہاں آپ تشریف لے جائیں نماز کی امامت کرتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرمایا ”میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں قرآن اور میری سنت“ (موطا مالک)

فرمایا ”اسلام کا آغاز اجنبیت کی حالت میں ہوا یہ پھر اسی کی طرف لوٹ جائیگا خوشخبری ہے اجنبیوں کیلئے“ فرمایا ”میرے بعد خلفاء ہونگے، پھر انکے بعد امیر ہونگے، پھر انکے بعد بادشاہ ہونگے پھر انکے بعد جابر بادشاہ ہونگے، پھر میرے اہلبیت میں سے ایک شخص نکلے گا وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیگا جیسا کہ وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی، انکے بعد قحطانی امیر ہونگے وہ عدل میں ان سے کم نہیں ہونگے“ (کنزل العمال)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو ایسا اُٹھایا اور میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں اور جو کچھ بھی قیامت تک پیش ہونے والا ہے جیسے میں اپنی ہتھیلی کی طرف دیکھ رہا ہوں یہ ادوار جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (ﷺ) کیلئے روشن کر دیا جیسا کہ پہلے انبیاء کیلئے آپؐ سے قبل روشن کئے گئے تھے۔ (حدیث نمبر 2، الفتن، نعیم بن حماد)

علم اٹھ جانے سے پہلے علم حاصل کر لو........ تم پر علم کی اتباع لازم ہے... اور تم پر عتیق کی اتباع لازم ہے (سنن دارمی)

رسول ﷺ نے فرمایا جب دو عتیقوں کو اقتدار ملے گا ایک عرب کا عتیق اور دوسرا روم کا توان کے ہاتھوں جنگیں ہونگی (الفتن، نعیم بن حماد، حدیث نمبر 1315، 1350، 1418)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ایسی امت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی جس کے اول میں مَیں ہوں، آخر میں عیسیٰ اور درمیان میں مہدی (نسائی، ابونعیم، الحاکم ابن عساکر علامات قیامت اور نزول مسیحؑ)

فرمایا ”میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں قرآن اور میرے اہلبیت“: (صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”یہ دین قائم رہے گا بارہ خلفاء تک ان میں سے ہر ایک پر امت کا اجماع ہوگا اور یہ سب قریش میں سے ہوں گے (ابوداؤد) ابھی تک یہ بارہ خلفاء وجود میں نہیں آئے ہیں جن پر امت کا اجماع ہوا ہو (الحاوی، علامہ جلال الدین سیوطیؒ) لوگوں کا امر باقی رہیگا یہاں تک کہ ان پر بارہ شخص حاکم ہوں یہ سب قریش میں سے ہونگے (متفق علیہ) بخاری ومسلم کی اس حدیث کو مشکوٰۃ شریف میں بھی درج کیا گیا ہے۔ اور اس کی تشریح میں یہ حدیث لکھی گئی ہے کہ ”مہدی کے بعد پانچ افراد حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے اور پانچ افراد حسینؓ کی اولاد سے ہوں گے۔ آخری فرد پھر حسنؓ کی اولاد سے ہوگا۔ یہ بارہ امام سب کے سب عادل، ہادی اور مہدی ہوں گے (مظاہر حق، شرح مشکوٰۃ) امت پر جبر کرنے والے جابرہ حکمران جابر کے بعد مہدی ہوگا، پھر منصور ہوگا، پھر سلام ہوگا، پھر امیر العصب ہوگا ان کے بعد جو کوئی موت پر قدرت رکھتا ہو تو مرجائے اور آپ ﷺ نے فرمایا ”جب میرے اہلبیت میں سے پانچواں مرجائے تو ہرج ہی ہرج ہوگا یہاں تک کہ ساتواں فوت ہوجائے۔ پوچھا گیا کہ ہرج کیا ہوتا ہے فرمایا کہ قتل اور یہ اسی طرح جاری رہیگا یہاں تک کہ مہدی کھڑا ہو۔ (الحاوی، ص63، جلد2) کتاب دانیال میں ہے کہ تین سفیانی کے مقابلے میں تین مہدی ہوں گے (الحاوی) میرے اہلبیت میں سے وہ بھی ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰ نماز پڑھیں گے (الحاوی) مہدی کے بعد گیارہ ایسے مہدی اور آئیں گے جن کو حکومت ملے گی۔ (عصر ظہور، علی الکورانی)

نبوت ورحمت کا دور — مدنی زندگی 622ء تا 632ء

خلافت راشدہ کا دور — تیس سالہ 632ء تا 662ء

امارت کا دور — بنوامیہ و بنوعباس 662ء تا 1258ء

بادشاہت کا دور — سلطنت عثمانیہ 1288ء تا 1924ء

جبری حکومتوں کا دور — جمہوری شکنجے 1924 تا حال

مہدی امیر اول — منصور — سلام — امیر العصب — پانچواں اہلبیت — چھٹا اہلبیت — ساتواں اہلبیت — مہدیٔ دم — نواں اہلبیت — دسواں اہلبیت — گیارہواں اہلبیت — آخری امیر اور عیسیٰؑ

اُٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحب اَسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

امام مہدی کی حدیثوں کے بارے میں ترجمان السنۃ کا حاشیہ

”ہوسکتا ہے کہ جو ترتیب ہم نے اپنے ذہن میں قائم رکھی ہے حقیقت اس کے خلاف ہے...... اسلئے یہاں جو قدم اپنی رائے سے اُٹھالیا جائے اُس کو کتاب وسنت کے سر رکھ دینا ایک خطرناک اقدام ہے......واقعہ کی پوری پوری تفصیل اور پوری پوری ترتیب بیان کرنا رسولؐ کا وظیفہ نہیں ہے ایک مؤرخ کا وظیفہ ہے۔ رسول آئندہ واقعات کی صرف بقدر ضرورت اطلاع دیتا ہے پھر جب ان کے ظہور کا وقت آتا ہے تو وہ خود اپنی تفصیل کے ساتھ آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں (ترجمان السنۃ مولانا بدر عالم مہاجر مدنیؒ)

ترجمان السنۃ کے حاشیہ کے بارے میں

یہ حاشیہ مفتی نظام الدین شامزئی نے اپنی کتاب ”عقیدۂ ظہور مہدی“ میں نقل کیا ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے کتاب کی تقریظات میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور مفتی محمد تقی عثمانی نے خاص طور پر تائید کی ہے۔ اگر سمجھ ہو تو مہدی کے بارے میں احادیث کا نقشہ بفضل تعالیٰ پوری تفصیل کے ساتھ کتب احادیث میں موجود ہے

امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے اسی خطے سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی پیشگوئی کی ہے اور تمام قوموں کو امامت کا حقدار قرار دیا ہے۔

(تفسیر المقام المحمود، پارہ عم، سورۃ القدر)